

Osmania University Library

Call No ۱۹۱۵۷۳۱۰۱

Accession No ۷۱۶

Author

Title

نظیر اکبر آبادی
کتابت از نظیر اکبر آبادی
This book should be returned on or before the date last marked below.

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

در مطبع می ناستی و کشت و واقع در مطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کلیات نظیر

نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
قصیدہ و بزم	پہلے توجہ خالق ارض و سما لکھون	۲	غزل	تھے آگے بہت جیسے خوش و یاد ہیں	۲۰
غزل	سحر اس جھکے سے آیا نظر اک نگار عینا	۱۵	"	نہ سُرخی غمِ گل میں ترے دہن کی سی	۲۱
غزل	وہ ہنس ہنس کے تم غبار کے گل دتوں سے	"	"	نہیں ہوا میں یہ بونا فہ حقن کی سی	"
"	ہدم چھپا دے دان کوئی کیا دلی جاہ کو	۱۶	"	وہ رشک چمن کل خدیو چمن تھا	۲۲
"	کجاوہ نے چمن در سے کیوں اٹھاتے ہو	"	"	دیکھ کر گرتی گلے میں سبز و معانی آگلی	"
"	دوستو کیا کیا دوا لی میں نشاط و عیش	۱۷	"	دیکھ عقدہ ثریا ہرین انگو رکی سو جی	۲۳
"	خوشی دو چند تعین میرا تباب میں	"	"	وہ بھگو دیکھ کچھ اس ڈھب سے نہر ساروا	"
"	شور انگن جنوں سے جس جاگاہ کرنا	"	"	کب شل شیشہ اُنکا لسی آ کر اُٹھ	۲۴
"	بکے ہو کس بہار سے تم رد پوش ہو	۱۸	"	ہنسے روئے پھر سو اہو ہا کے بندے چھو	"
"	بلکہ منم سے اپنے ہنگام دل کشائی	"	"	دُج غم میں چشم نہ گو ہر اُگل کرید	۲۵
"	جوش و نشاط و عیش ہے ہر جا بہت کا	۱۹	"	کتے ہیں یاں کہ مجھسا کوئی حریف نہیں	"
"	کر گئی ہے اُسکی خراگانی جھپکے کللی میں	"	"	آج پری چشم پری زلف پری کی	۲۶
"	ہو کیوں نہ ترے کام میں حیران تا شا	۲۰	"	راہد در و منہ رضوان سے کہو حشوق	۲۷

نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
غزل	ای شوخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چہ	۳۷	مسدس	کیا علم غفون سیکہ لیا جو بن لکھ کو باغ بزم	۵۶
داہخت	دوستان شمع پریشانی من گوش کنسیر	۷	"	جتنے ہیں اس جہان میں سبز کیے عشق و	۵۸
"	ای گل تازہ کہ بوسہ ز وفا نیست ترا	۳۰	"	کیون عبت بیٹھا ہوا لے کا غیر غفلت کا کیا	۶۰
غزل	ہونست ناسع شفتین آیا نہیں جگر لڑا رہے ہنسا	۳۴	خمسه	جب بھوکے مسروں کی ہوا آگے گھسنا	۶۲
خمسه	جس دن سے اوا بھکواؤں گل کی لگائی	۷	مربع	تنہا نہ اُسے اپنے دل تنگ میں بھجان	۶۳
"	دکھلا کے جھبک جس کو تک چاہ لگا دیے	۳۶	چاندنی	صحن چمن میں واہ واہ ز کھلی تھی چاندنی	۶۶
سہ ہولی	تو نے زرد پیراں میں عطر حیا جب بکا	۱۵	برسات	رات لگی تھی واہ واہ کیا ہی بہار کی ٹھہری	۶۸
"	آج بھکے عیش طرب کیا کیا ج خوش نکھار یا ہولی	۷	عالم بہار	شب کہ چمن میں واہ واہ کیا ہی بہار تھی بچی	۷۰
"	ہو دید فقط منظور خیرین ہو کر جب بیکل نکلے	۳۹	عجوبہ	جوجب ہیں خاندان مصطفیٰ کے دوست اور	۷۲
"	ہو دام بچھا اسکی زلفوں کے ہر گل بل میں	۴۰	سبقت علی	کردن کیا وصف میں اُسکا الم ناک	۷۸
خمسه ہولی	ہوا جو اُسے نشان آشکارا ہولی کا	۱۸	ننا و بقا	دنیا میں نہ کوئی خاص نہ کوئی عام ہر گاہ	۸۱
خمسه	چلا جب گھر سے اُٹا برد لو کو خوش چھینے	۴۲	خمسه	گر شاہ سر پہ بکھرا فرسہ ہو تو پیر کیا	۸۵
"	لٹنے کا ترسہ رکھتے ہیں ہم دھیان اور دیکھ	۴۴	خمسه	ہو جو جو کوئی اچھی بات خود کام سے نہ	۹۰
مسدس	لائی ہے جب اپنا یہ شروعات اندھیری	۴۵	"	رہے ہے اتبوا پس اُس شوخ کچھ شرمیلی	۹۱
خمسه	جو نوجوان ہیں انکے دلیں گمان کیا ہے	۴۷	خمسه	ہریشہ ہوا کی دھن میں جگمگال کا ہر بچہ	۹۲
مسدس	کیا تاب ہے جو گل نغمہ نظریں چھپا ہے	۴۹	قصیدہ	دنیا کی جو اُلفت کا ہوا بھکوا سہارا	۹۵
"	ہاں مراد اب وہی کہ جھون کا ہون نہ	۵۲	برسات	نہیں جس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہار	۹۸
"	لمحو کی دولت ہو تو اُسکو بھی تباہ ہو جائے	۵۵	خمسه	تھا ہجر میں جیسا دل دیران تو دہلا	۱۰۹

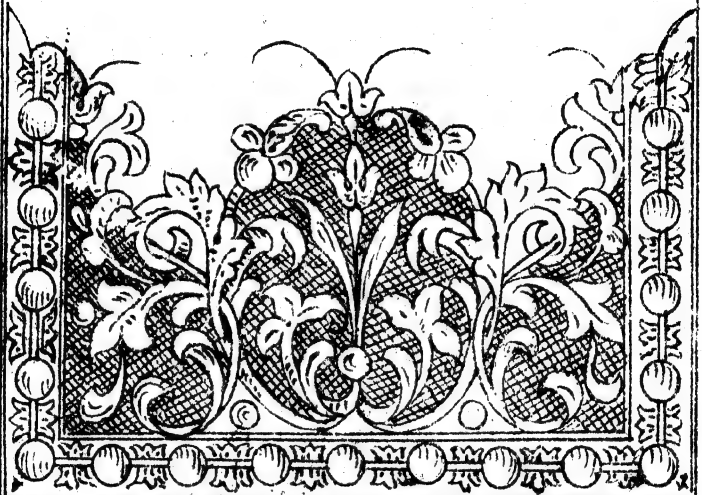
نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
خمسہ	چہ دہے ترانور کی تنویر کا نقشا	۱۱۱	خمسہ	دل دیتا ہوں یا رب مجھے الزام ہوگا	۱۵۵
؎	قائم ہے جسم کو کہ نہیں کس غنیمت است	۱۱۳	جنگ بلبلان	جنگ بلبلان گل بلبلین جو نو دس قابو میں اپنے اٹیس	۱۵۶
جوانی	کیا عیش کے رکھتی ہے سب جنگ جوانی	۱۱۶	دوالی	ہر اک مکانین جلا پھریا دوالی کا	۱۵۹
مدرس	عاشق جہان میں دولت و اقبال کیا کرے	۱۱۹	ذکر مرغان	وقت تحریر میں کیا کیا ہوئے ہر طرح کی گناہ	۱۶۰
خمسہ	منو کوئی لکھ جان یا روبرو زریزہ کی	۱۲۱	بیان عید	ہر زاہد و ن کو طاعت و تجرید کی خوشی	۱۶۱
؎	ہے دعوہ آج مر سہ و خافقہ میں	۱۲۳	گلگڑی	ہونچے نہ اسکو ہرگز کابل سے کی گڑی	۱۶۳
؎	یوں لبت اپنے نکلے ہے اب بار آہ	۱۲۴	مدرس	جب پہننے وان سے اے زیب محفل	۱۶۵
؎	پہلے اس ختم رسالت سے کہ خوشی اللہ	۱۲۵	آملولان	آٹے کے واسطے ہے ہوس نکل ل کی	۱۶۶
برعایا	کیا قہر ہے یا رجب آج ہے بڑھاپا	۱۲۷	تیرا کی	جب تیرنے کی رت میں دلوار تیرتہ ہیں	۱۶۸
مدرس	نقشہ ہے عیان سوہرٹ رقص کی رک	۱۳۶	کوڑی	کوڑی ہے جگے پاس ۱۵ اہل حقین میں	۱۷۰
تفہیم فانی	نظر آج مجھے اک شوق ایسا نازنین چل	۱۳۸	نلوس	نقش یان جسکے میان ہاتھ لگا سیک	۱۷۲
مدرس	اے صنم کرتے ہیں خوبان ہو کسی پر ہوا	۱۴۰	بچہ گلہری	بچہ گلہری لیے پھرتا ہے اب تو ہر شہر گلہری کا	۱۷۳
خمسہ	یونہی اکثر اصرار آجاتے ہیں انسان کی	۱۴۲	برسات	برسات کا جہان میں لشکر کھیل پڑا	۱۷۵
کھلج	دینا عجب بازار ہے کچھ جنس نکی ساتھ	۱۴۳	خمسہ	کیا تو نے اُس سے حال سرد و کا کا	۱۷۶
ترکیب نمبر	ادھر کو جگھڑی رہنشینہ یا ریا	۱۴۶	خمسہ	میان تو ہے نہ کچھ غبار ہو لی	۱۷۷
ایضاً	مجھے اے دوست تیرا چرا بھلا سا تاکا	۱۴۸	خمسہ	زور کی جو محبت تجھے ہو جا گی بابا	۱۷۹
بہر ہفت	سنے ہو اے علی کے مہمان دوستدار	۱۵۰	مدرس	بٹ مارا جلا کا آپہنچا ملک اسکو تو لایا	۱۸۱
شہزاد	سے جرم خطا یا نہ کر چشم غامی تو کیوچھا کر	۱۵۵	خمسہ	کھول ملک چشم تماشا یا رہا باشی پھر	۱۸۳

نام	اول مصرعہ	صفحہ	نام	اول مصرعہ	صفحہ
خمسہ	قر غزل ہوا خون کی تھک نہ کیہ سکا	۳۱۲	خمسہ	رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتہر ملا تو ایسا	۳۵۳
ہفتا ہویا	اگر بادشاہ ہو کر مل ملکوں ہوا تو کیا ہوا	۳۱۳	خمسہ	ختم خضیا جی ہو ریت نیم کی یون ہو تی جس گھر میں اللہ ہوا	۳۵۶
ہولی	جہان ہے ہوا خوش حال ہولی میں	۳۱۴	خمسہ	بالین نسری یاد و سنو یہ دوسرے کے لٹیا کا بالین	۳۶۲
طفلی	کیا وقت نقادہ ہم تھے جب دیکھ چڑھ	۳۱۷	خمسہ	جب مرید صوفی مر لی کو اپنے ادھر صوفی	۳۶۹
خمسہ	آدھ گار دلبر شیریں کلام ما	۳۱۸	خمسہ	تو لیتا کروں بے بین کیا کیا کس کی تھری	۳۷۱
کیت	تا آن ساقی کلفام را	۳۲۰	خمسہ	ہمیں جو وقت کشن چکا آستانہ صوفی رو آئی	۳۷۳
ساکے بدق	و سب کچھ نیکو کردام را	۳۲۱	خمسہ	ای دو ستویہ حال سنو صوفیان رکھ ذرا	۳۷۵
کیا ابر کی گرمی میں گھڑی پریم اس	۳۲۲	۳۲۲	خمسہ	میں کیا کیا ہفتہ کھینک دلاش میں پر لک	۳۸۳
خمسہ	خوشی سے دل کی شکا مطروبان کو گویا	۳۲۴	خمسہ	نیا کے شہو نہیں میان جس جس جگہ باز میں	۳۸۷
کیا دوڑ دوڑ پھرتے ہو اس گھر میں	۳۲۶	۳۲۶	خمسہ	بد بیک کیل کیا وہ دلبر کوئی نویلا ہے	۳۹۳
ہوی	پھر آن کے عشرت کا چاند نکلتا	۳۲۸	خمسہ	ناتکشا ملک میں کتنے نامکشاہ جنہیں پور میں آگاہ	۴۰۱
بیان موت	دنیا میں اپنا جی کوئی بہلا کے مر گیا	۳۳۰	خمسہ	ہو رہ و لا ادم گردن پنجشس کا	۴۰۲
صفت جانی	جب ملی روٹی میں سب نوجو رہا	۳۳۱	خمسہ	منش کہے کیونکر جی ہو کاشی گری میں	۴۰۳
برسات	اہل سخن کو ہیکا اک بات کا تاشا	۳۳۳	خمسہ	دیکھا ہے جب میں تیرا حال بھیرون	۴۰۵
دید بازی	بھینتا ہے اسکو یار و دم عاشقی کا پیر نا	۳۳۴	خمسہ	بے وقار عادت تیرا میں چھوڑ رہی ہنگام	۴۰۸
اثر کا بچہ	جیسے اب تو کوئی بلبل بنے کا بچا	۳۳۵	خمسہ	پہلے نادان گنیش کا لہجے سیس نواس	۴۱۱
مفسر	جب آدمی کے حال پہ آتی مفسر	۳۳۷	خمسہ	کیا آج رات فرحت و عشرت اساس	۴۲۶
خمسہ	کروں احوال کلائے بیان کیا تو ہے میں	۳۵۲			

بجوشنایم که در میان کافران و ظالمین روزی ما را
نورین کند و در میان کافران و ظالمین روزی ما را



در مطبع می‌نشر می‌شود و به کتب و کتب و کتب
در مطبع می‌نشر می‌شود و به کتب و کتب و کتب



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد اسکے پھر مین نعت شہ انبیا لکھوں
بے اتہا ہی وہ تو غرض تا کجا لکھوں
کچھ وصفِ حسن کا لکھوں کچھ عشق کا لکھوں
ہر جی مین لیلیٰ مجنون کا کچھ ماجرا لکھوں

پہلے تو حمد خالقِ ارض و سما لکھوں
اگر عمر بھر مین اسکو لکھوں تو بھی کیا لکھوں
لازم ہی اس مین طبع کو عجز آتا لکھوں
کچھ ناز کچھ نیاز بہ فکر رسا لکھوں

سچ بوجھ سے تو دونوں عجب کام کر گئے
معشوقی عاشقی مین غرض نام کر گئے

مان باپ کو ہوئی تھی خوشی سب بشیر
اک دعومِ معرہ ہی تھی خوشی کا دھڑا دھڑ
رکتے تھے ہاتھوں چپاؤں اُسے گر چہ خطر
فرزند کی خوشی مین لٹاتی تھی سیم و زر

پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پردے گھر
گنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکھ
چوئے تھا باپ قیس کے ہر لحظہ چشمِ زور
مان بھی بیٹھے پھرے تھی اُسے اپنے دوش پر

	لیکن وہ مان کی گود میں آکر نہ سوتا تھا ہر وقت شور کرتا تھا ہر خطہ روتا تھا	
پھرتا تھا باپ فل دکھا تا بہ چشم زار لیکن اُسے قرار نہ آتا تھا زینہ زار جس دم وہ حال اُس پر کیا جا کے آشکار مجنون کے باپ سے یکساں گھڑی پکار		ماور تھپک تھپک کسلائی تھی کر کے پیار تعویذ اُلٹا تھا گلے بیچ بے شمار رہتا تھا اک فقیر کوئی وان بزرگوار سننے ہی اُس نے آہ کی اور ہو کے اشکبار
	دکھ پانے والے لڑکے جو دنیا میں آتے ہیں پچھن سب اُنکے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں	
محفل میں عاشقوں کی نمودار ہو دیگا چشم کرشمہ ساز کا بیسار ہو دیگا دیدار خوبرو کا طلبگار ہوئے گا رسوائے شہر کوچہ و بازار ہو دیگا		لڑکا تریہ عاشق سرشار ہو دیگا زلف و نمین نازنین کے گرفتار ہو دیگا ناز و ادا کا دل سے خریدار ہو دیگا رمزون سے عاشقی کے خبردار ہو دیگا
	تدبیر نہ رونے کی اسکے کیا کرو تم گلرخون کی گود میں اسکو دیا کرو	
آیا تو گلرخون کی اُسے گود میں دیا تھا وہ جو رونادھونا سو موقوف ہو گیا بارے اسطرح سے ہو واجب وہ کچھ بڑا اک قاعدہ بھی سامنے اُس طفل کے رکھا		مجنون کا باپ سننے ہی گھر کی طرف پھرا جب اُن پر رخون نے اُسے پایہ تک کیا مان باپ کا والے سکے تئیں دیکھ خوش ہوا مکتب میں اُسکے باپ نے لاکر بٹھادیا
دیکھا جو قاعدے کو بھی یار و تور دیا		مکتب کو دیکھ قیس نے ہوش نہ لکھو دیا

<p>روئے سخن میں اُنکے سے عاشقی کی بو تختی لکھے تو بولین اسے آنسوؤں سے دھو تقریر پوچھے تو یہ کہیں اُسکے روبرو باعثِ جو عشق کے تھے وہ حاضر تھے دوتو</p>	<p>اُستاد ایسے مٹھے کہ پوچھیں وہ عشق کو جو کچھ پڑھے تو یوں کہیں غم کے گُرو معنی جو پوچھے تو کہیں صبر و قرار کھو دل دیکے خو برو کی محبت میں خوب رو</p>
<p>چاہت کی پاکبازی کا ہر دم رواج تھا لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشقِ مزاج تھا</p>	
<p>لڑکی جو اُس میں مٹھی سوا سی وہ گھنڈا اندر تو قاتلوں کا وہ مجمعِ ستم شعار اُنکے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار جادو پہ جادو جب یہ ہوا اُنکر دوچار</p>	<p>اُسکے سواے اور یہ جادو بھرا کنسار صورت کو جسکی دیکھ کے بلبُل ہو بقرار باہر پڑے تڑپتے تھے مشتاق و فگار جو اُن میں لڑکیاں بھی کئی تھیں حیا نگار</p>
<p>دیوانگی کے بڑھنے کا دیوان ہو گیا مکتب وہ اُسکے حق میں پرستان ہو گیا</p>	
<p>اُن لڑکیوں میں ایک جو لڑکی تھی خوشخرام زلف اُس منم کی ہو گئی مجنوں کے دلکی دام اُسکے بھی دل میں اُلفتِ مجنوں کا از دام چاہت کی دھڑکی کے پی لے آ پیسین بھر کجام</p>	<p>حُسن واداکا ناز کا دیکھا جو التسیام تھی شرمگین وہ ناز میں لیلیٰ تھا اُسکا نام بن و ام اُس نے کر لیا مجنوں کے تین غلام ایسا ہوا کہ کُڑھنے لگا جی میں صبح و شام</p>
<p>تقدیر سے جو چاہہ کار و شن قلم ہوا دونوں دونوں نہ حرفِ محبت رقم ہوا</p>	
<p>چاہت جو یہ جاتا تھا وہ بھی جاتی تھی</p>	<p>یہ چاہتا تھا اُس کو اُسے وہ بُھاتی تھی</p>

<p>پر نیچی نیچی نظروں سے کچھ مسکراتی تھی لیکن وہ دل ہی دل میں محبت بڑھاتی تھی مجھ کو نکلے دل پہ پہ تو قیامت ہی آتی تھی</p>	<p>سنگمہ نگہ نگہ سے نہ ہرگز لڑاتی تھی ظاہر میں تو ہر اک سے وہ جاہت چھپاتی تھی مکتب سے جب وہ ناز میں ٹلک لکھو جاتی تھی</p>
<p>ہوتا ہجوم جی میں جو تھا اضطراب کا اک اک ورق بکھرتا تھا دل کی کتاب کا</p>	
<p>مشق الف میں آہ کی تدرین دکھاتا تھا نقطے کی جائے قطرہ آنسو بہاتا تھا نقش دہن منم کا اُسے یاد آتا تھا رکھہ اُسکو چشم یا تصویر میں لاتا تھا</p>	<p>تختی کو لے کے جب وہ قلم کو اٹھاتا تھا بے کی کشش میں طول طیش کو جاتا تھا لکھنے میں میم کے جو قلم کو ہلاتا تھا جس وقت عین لکھنے میں دلوں کا لگتا تھا</p>
<p>تختی وہ کیا تھی دفترِ بیخ و ملال تھا لکھنے کی بات پوچھو تو اُسکا یہ حال تھا</p>	
<p>مکتب میں جلد جانیکا تھا دمدم خیال جو پوچھتا تھا اُس کوئی موجب ملال ہوتا ہر اس سبب مرے اُسکو کا اتصال اک دم کے دور رہنے میں ہوتا تھا جی بڑھال</p>	<p>جاتی تھی جب وہ گھر میں تو اُسکا بھی تھلیل ہوتی تھیں چپکے روئیے آنکھیں کی لال کہتی تھی آنکھ میں جو پلک کا گیا ہے بال مجھوں سے ملنے کا جو اُسے شوق تھا کمال</p>
<p>جاتی تھی جلد پھر اُسی عنوان آتی تھی مجھ کو نکلے تن میں دیکھ لے پھر جان آتی تھی</p>	
<p>اُلفت کی تازہ تازہ ترانہ زبانی ہو میں ہرگز نہ اہتمام نہ غمازیان ہو میں</p>	<p>کتنے دنوں تو روز ہی ہر زبانی ہو میں چاہت کی ہر کسی نہان سازبان ہو میں</p>

شوقِ درون کی آئینہ پر وازیان ہوئیں	نے افترا ہوانہ در اندازیان ہوئیں
یکتا دی میں طبع کی انبازیان ہوئیں	چھپ چھپ کے ہمدگر کی نظر بازیان ہوئیں
مکتب کے بچ کل کی طرح سے کھلے رہے	نازد و نیاز کیا ہی کھلے اور ملے رہے
مکتب میں جاتی وہ جو کچھ ہوتا تھا اختیار	اُس گلبدن کے دل میں چھپا ہجرت کا چوڑا
کہتا تھا آتی ہوگی وہ محبوب گلزار	مجنون کو تھا جو لیلیٰ کے آئین کا انتظار
پھر تاکھی یہ کہتا وہ گھبرا کے بیشمار	اب کوئی دم میں دیکھنے پہ وصل کی بہار
ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا قرار	آگے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار
کثرت سے طبع پر جو چڑھتی دلی چاہ تھی	در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی
چھپ چھپ کے سب رو تھی رہی گھر میں نازنین	جب شام تک نہ آئی وہ جنون کی مہربین
بتیابی جب تو ایسی ہوئی قیس کے تئیں	بیم پر کبھی کبھی مادر سے سہمگین
اشکو نے آنکھ میں سکی بھریں صبح تک میں	بیکل تمام رات رہا خستہ و حوزین
کہتا رہا یہ دل سے کہ ای دل یہ ہو تئیں	جو ہجر نے دکھائیں جھائیں وہ سب میں
لیلیٰ کا میرے پاس جو آنا نہ ہو دے گا	تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہو دے گا
فرقت کے دردِ عم کی گزرتا ریان ہوئیں	مجنون کے دل پہ جب یہ تمکا ریان ہوئیں
ہر دم اور دھڑ دھڑ کی دلی زاریان ہوئیں	ہر آن بے بسی کی دردگار ریان ہوئیں
ہجران کی لعلِ خفہ جفا کا ریان ہوئیں	اُسٹھنے کی تنگ و نام کی تیار ریان ہوئیں

جتنی کہ اُسکو ملنے کی دشواریاں ہوئیں	اُٹنی ہی اُس صنم کو بھی ناچاریاں ہوئیں
جیسا کہ اُسکے دل کے تین ریخ و تاب تھا	وہیسا ہی نازنین کے تئیں اضطراب تھا
گنتے دنوں تو قیس رہا دل سنبھالتا	ہر لحظہ ریخ و درو سہا انتظار کا اُس بیکار نے بھی کیا سب ٹھک ٹھکا پھر تو گھرا اپنا بھی اُسے لگنے لگا ہوا سمجھاتے تھے جو اُسکے تین خوش اقربا
آگھوئے آنسو بہتے تھے اور لبِ خموش تھا	ہرگز کسی کی بات پہ رکھتا نہ گوش تھا
گھبرا کے تھا کبھی یہ سرِ بام بیٹھتا	کہتا ہوا سے اسکھڑی سیلی کے پاس جا تین نگہ سے تو نے جو سہل مجھے کیا اے نازنین بتا ہوئی تقصیر مجھے کیا اگر کسی بہانے سے پھر منہ مجھے دکھا
پہروں تلک یہ حال ہوا کو سنا تا تھا	باتیں یہ اُس سے کہتا تھا اور روتا جاتا تھا
جاتا کبھی چن مین تو ہوتا وہاں یہ حال	لبیل کو وصل گل مین جو تھا دیکھنا محال رو رو کے آنکھیں کرتا تھا گل کی طرح لال سہل سے یاد آتے تھے سیلی کے اُسکویاں ہر دم گلے لگاتا تھا بیتاب ہو کمال

	دل سختی فراق سے جو نغمہ تنگ تھا گھر میں تو وہ طرح تھی جہن میں یہ رنگ تھا	
ہنستے اُچھلتے کودتے کر کے بازیان کھستی تھی ہو جرات کی جلدی مہر عیان مجنون بھی ہر بہانے سے تاشام سکے بیان جب ہوتی رات گھر میں پھر آتا تھا بچان		چھٹی جومتی اور توبہ لڑکے لڑکیان بیلی کے آنسو ہوتے تھے خیار پر روان تو جا کے دیکھوں مجنون کو مکتب کے درمیان جاتا تھا دیکھنے اُسے رہ رہ کے درمیان
	بیلی کی یاد دل کو جو ہر دم ستاتی تھی آنکھوں میں نیند اُسکے سحر تک نہ آتی تھی	
بیلی کو پہلے آنیے اپنے وہ پاتا تھا کل کی طرح سے دلیں نہ پھولا ساتا تھا دل کی طلب کو اپنی نگہ سے جٹاتا تھا اُس ناز میں کی چاہ پہ قربان جاتا تھا		ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب میں آتا تھا اُس نغمہ لب کے منہ سے جو منہ کو لٹاتا تھا ملنے کا اشتیاق ہر اک دم ستاتا تھا جب حزن شوق بیلی کے لب سے بر آتا تھا
	کہتا تھا میں غلام ترا بے تمیز ہوں کھستی تھی ہنس کے وہ بھی میں تیری کنیز ہوں	
مجنون جو کچھ صنم سے نشانی تھا مانگتا مجنون بھی دیتا اسکو تو لے کر وہ مر لقا مجنون بھی ہر گھر میں اُسے آنکھوں پر پھٹاتا آخر کو صبح جب اُنھیں دیتی تھی منہ دکھا		پھر گھر میں اپنے جاتی جو محبوب دلربا دیتی وہ کچھ تو مجنون سے کہتی تھی تو بھی لا چوڑی تھی اُس نشانی کو سب چھپا چھپا رہتے تمام رات اسی دُھن میں مبتلا
پہلے	دونوں کو وہ سحر سحر عید ہوتی تھی	مکتب میں پھر تو اُسے کی تسنید ہوتی تھی

<p>جیتک یہ خرمال تھی چاہت نہان رہی لوگوں میں چرچے ہونے لگے اُسکے ہر گھڑی جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی اُگلوں جیسی</p>	<p>سیانی ہوئی تو تازیوالوں پہ کچھ کھلی چاہت کے گل کی بو نہ رہی آخر شہی پھر تو وہ بھلی ایسی کہ پوچھی گئی گلی چھٹین کی تھی جو چاہ تو ہرگز نہ چھٹ سکی</p>
<p>آسان نہیں ہو رشتہ اُلفت کو توڑنا مشکل ہو ہالے پن کی محبت کا چھوڑنا</p>	
<p>پونہمی یہ بات خانہ لیلیٰ میں جس گھڑی لیلیٰ جب اُسکے روبرو آکر ہوئی گھڑی کچھ جھڑکیاں دین باپ کچھ مان ہوئی لڑی تدبیر اور اُسکے سو اچھ نہ بن پڑی</p>	<p>مان باپ کے دونوں میں بڑی غم کی گھڑی دونوں کی طبع کثرتِ تنبیہ پر اثر سی ہدیت دکھائی اور تنقید بھی کی بڑی مکتب سے اُسکو منع کیا مار کر چھڑی</p>
<p>مبور کر دیا وہین فرقت کے ساتھ سے تختی کتاب چھین لی لیلیٰ کے ہاتھ سے</p>	
<p>بے بس ہو گھر میں بیٹھ رہی جب تو وہم مجنون کی یاد صفحہ دل پر جو تھی رقم لیلیٰ کی یاد مجنون پہ کرتی تھی یاں ستم لیلیٰ کی شکل پھرتی تھی آنکھوں میں ہر قسم</p>	<p>ہوش و حواس کر گئے خاطر سے اس کی رم مجنون ہی مجنون کہتی تھی دلمین بد روغم تختی کہیں بڑی تھی پڑے تھے کہیں قلم وان ایک بل قرار نہ یاں چین اکیدم</p>
<p>دونوں کو صحن دل میں جو بتیابی ہوتی تھی وان مجنون مجنون ہوتا تھا یاں لیلیٰ لیلیٰ تھی</p>	
<p>لاتا تھا باپ کھینچ کے اُسکو گھڑی گھڑی</p>	<p>چین اُسکے دلوں کو گھر میں نہوتا تھا زور کی</p>

<p>زنجیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی آخر گھرا پنا چھوڑ کے صحرا کی راہ لی بیٹا مین تیرا باپ ہوں مل مجھے سنگھڑی</p>	<p>تا چار اُسکے پانوں میں زنجیر ڈال دی تدبیر اور جنوں کی جو ہوتی جو وہ بھی کی کہتا تھا باپ جا کے جو اُس سے کبھی کبھی</p>
<p>کہتا تھا رو کے میں تو مجھے جانتا نہیں ایلی سوا کسی کو میں پہچانتا نہیں</p>	<p>آتا تھا دیکھنے کو جو لیلیٰ کو وہ کبھی کھڑکی کو دیکھتا تھا کہ ہو بند یا کھلی لیلیٰ کو اُسکے آنیے ہوئی تھی آگہی</p>
<p>تھا چوستا بہا نیسے چو کھٹ جو گھر کی تھی کرتا نگاہ تھا کبھی جالی پہ ہر گھڑی پھرتی اور اُدھر اُدھر تھی وہ چیلے کوڑھونڈ تھی تو بھی ہر ایک طرح سے وہ سورت دکھاتی تھی</p>	<p>نادر پر کے خون سے تھی گر چہ بے بسی کچھ کہنے پاتے کیونکہ حذر ہوش کھوتا تھا بانوں کے برسے دان اسے رو دیتا ہوتا تھا</p>
<p>مجنون کے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا لڑکے جب آکے مجنوں کو دیتے تھے یہ سنا ایلی بھی اُسکے سنتی تھی جب شور کی صدا جلدی سے اُسکو دیتی تھی منہ پر اک نظر دکھا</p>	<p>جالی تھی سیر باغ کو جدم وہ دلربا دیار کے لیے وہ ہسانہ تھا باغ کا سننے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ بتلا محل کے پردیو دہن دیتی تھی پھر اُٹھا</p>
<p>دونوں طرف سے شوق جو شہر چھوٹا تھا وان دیکھتا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا</p>	<p>ہجوں کا نہ تو تھا تلک ایسا ہی حال تھا گر بگیا بہا نہ تو تلک نہ کو تلک لیا</p>
<p>آیا کبھی تو شہر نے اُسکو نہ وان دیا ورنہ وہ اپنے پھر اُسی وادی میں جا پڑا</p>	<p></p>

<p>لیلیٰ ہی لیلیٰ اُسکی زبان پر تھی صاحب تن کا بیان میں یار و کھون اُسکے اور کیا</p>	<p>سر کی خمونہ اپنی مُسے تھی نہ ہوش پا رہتا تعاراتِ دن غمِ فرقت میں دل چنسا</p>
<p>غالب جو اُسکے جی پہ وہ دیوانہ پن ہوا لیلیٰ کی جو کمر تھی وہ اُس کا بدن ہوا</p>	
<p>اس خستہ دلیِ مونس و غمخوار لیلیٰ ہو خوبی و دلبری میں چمن زار لیلیٰ ہو خوبانِ نازنین میں فسوکار لیلیٰ ہو بھون کی عاشقی کی سزاوار لیلیٰ ہو</p>	<p>کھتا تھا و مبدم مری دلدار لیلیٰ ہو محفل میں دلبر دلیٰ نمودار لیلیٰ ہو ناز و ادا کی گری باز لیلیٰ ہو محبوبِ گلرخ کی وفا دار لیلیٰ ہو</p>
<p>لیلیٰ ہی کی ادا پہ مرادِ ششوار ہو لیلیٰ ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہو</p>	
<p>مشاطہ ایک خانہ لیلیٰ میں بھیج دی لڑکے کی اُنکی توہی جنوں سے لگن لگی مشاطہ جب یہ ننگے اُدھر سے آدمِ صری سب جھوٹ ہو جو کتنے ہیں اُسکی دیوگی</p>	<p>مان باپ نے جب اُسکی یہ کچھ دیکھی بکلی مادر پر رنے لیلیٰ کے بات اُس سے کی سننے ہیں وہ تو رہتا ہر وحشی سا ہر گھڑی اُن سے کہا تو یان سے یہ کہ بھیجا ہر گھڑی</p>
<p>کچھ خوف مت کرو اُسے ہر دم پر کھیلو باد نہ تو اپنی تم آنکھوں سے دیکھ لو</p>	
<p>زرین لباس اُسکے بدن میں پنھا دیا دستار زلفشان کو بہ سر جھکا دیا بر زمین کو دوش کے اوپر اُڑھا دیا</p>	<p>کھکریہ قیس کو وہ ارادہ جتا دیا زلفیں سنوار آنکھوں میں سرمہ لگا دیا چپکا سنہرا اُسکی کمر میں بندھا دیا</p>

<p>بوڑے بڑے سگ ساتھ اُسے دان بھجوا دیا</p>	<p>رومال اک زری کا بھی ہاتھوں میں لیا</p>
<p>جتنے بزرگ تھے اُسے سب لیکے دان گئے</p>	<p>ملکر جو بیٹھے یہ بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوئے</p>
<p>پوشاک جب وہ پہنی تو حسن اور بھی بڑھا تھیں میدان بھی دیکھتیں غرور سے جا بجا دیوانگی کا اُسکے عبث شور تھا مچا لو کے کا حسن سب کی نگا ہوئیں تھا کھپا</p>	<p>کہتے ہیں قیس لڑکوں میں صاحبِ جمال تھا وان جنے دیکھا اُسکو بہت جی کو خوش لگا کہتی تھیں یہ تو لڑکانہایت ہو خوش ادا بیٹھے تھے اُسکے پاس جو لیلیٰ کے اقربا</p>
<p>سب دلیں اپنے محبت کو بولتے تھے اُلفت کی باتیں کرتے تھے اور شاد ہوتے تھے</p>	<p></p>
<p>ناگاہ جب وہ قیس کو اُس جانظر پڑا کر پیا رہا اُسکو اپنے گلے سے لگا لیا گودی میں اپنی پیار سے جلدی بٹھالیا بے اختیار وہ کہے اُسے جب تو یہ کہا</p>	<p>کہتے ہیں ایک سگ کسین لیلیٰ نے پالا تھا مجھوں نے سر کو پانوں پہ اُس سگ رکھ دیا رومال وہ زری کا اُسی کو اڑھا دیا ہاتھ اپنا اُسکے سر پہ بھی پٹیہ پر رکھا</p>
<p>تو جبکہ پاس ہو مجھے اُس سے جدا نہی ہو مدت میں تیری شکل نظر مجھ کو آئی ہو</p>	<p></p>
<p>جو ہاتھ پیار سے دیے گردن میں اُسکی ڈال تھے جیسے خوش وہ دیکھے وان قیس کا جمال آپس میں جب تو کرنے لگے سب قیل و قال ہوتی مگر یہ ایسی دیوانوں کی چال و حال</p>	<p>اُس سگ کو دیکھ قیس کا جب ہو گیا چال سبکے تئیں یہ دیکھ کے حیرت ہوئی کمال ایسا ہی اُنکے دل کو ہوا رنج اور طلال جو ہوش میں ہو اُس سے تو یہ بات ہو محال</p>

یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے	
مان باپ کے تھی دلو اور لگ رہی خوشی اتنے میں آئے پھر کے ادھر سے جو وہ بھی اور یوں کہا بہت ہمیں شرمندگی ہوئی خاطر میں پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی	یعنی پسند ہوگی انھیں طرز قیس کی جو واردات گذری تھی اگر وہ سب کی اس سے تو ہم نہ جانتے تو بہتر وہ بات تھی شرم و حیا و صبر نے جب دل سے راہ لی
پھر تو ہمیشہ کوچہ لیلیٰ میں جاتا تھا میتا بیان جاتا تھا اور غل چاتا تھا	
آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر نکار گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بقرار وان سے بھی جب اٹھا دیا اسکو بحال زار لڑکوں کا تھا جوم لگا ساتھ بے شمار	گر ڈالا اپنا غم سے گریبان تار تار لیا کے در پر پڑا میں ہو کے بیوقوف کلیونین جب تو پھرنے لگا ہو کے دفکار آکھین بھی مرغ تلو کے غل شور بار بار
کثرت میں عشق تھا جو بت کلفدار کا اک جوش تھا جنون کے چمن کی بہار کا	
لیلیٰ بھی اسکی چاہ میں بے اختیار تھی ملنے کو اسکی آتی تھیں جب لڑکیاں کبھی ہٹ کر میں وہ انکو سنا تھی ہر گھڑی آنکھوں میں اشک آہ بلب لود اس جی	منہ کو پیسے رہتی تھی مسند پر وہ پڑی دہ غمزدہ کسی سے بھی ہرگز نہ بولتی رہنا میرے پاس نہ آیا کرو کبھی صحبت مجھے کسی کی نہیں لگتی نہ سہمی
مجنون کے دیکھنے کی تمناء م تھی	لیتی سحر سے شام تلک اسکا نام تھی

<p>جو اُسے گزرا حال وہ اسپر ہوا عیان اُسکے جگر سے اٹھنے لگا تالہ و فغان آنکھوں سے اشک اسکے بھی ہوتے تھے تباہ اُفت کا اُگنی آہ میں کیا کیا کروں بیان</p>	<p>اس حد پہ چاہ پونچھی تھی دونوں کی داستان گر اُسکے ایک بچانس لگی تن کے درمیان ہوتی تھی اُسکی چشم اور عجب گرفتار جو اُسکی شکل یاں تھی وہی اُسکی شکل دان</p>
<p>چاہت کے گل کچھ ایسی طرح جی میں مکمل گئے جو دل بھی اُنکے مل گئے اور تن بھی مل گئے</p>	
<p>جنے ق کی نہ عاشق و مشوق میں ہو جا جو اُس پہ ہو گیا وہی اُس پر گزر گیا گھر بیٹھے اُس کے پانوں میں کانا و مین چیا لیل کے بند بند میں مجنون ہی بھر گیا</p>	<p>سج پو چھپے تو کتنی ہی چاہت بھی کیا مزا یک رنگ دوستی میں رہے دونوں پر ملا جو اُسکے پامین پھرتے ہوئے آبلہ پڑا مجنون کے روئیں روئیں میں لیلیٰ گئی سما</p>
<p>چاہت کے اُنسے کام بہت نیک ہو گئے دونوں میں کچھ دوئی نہ ہی ایک ہو گئے</p>	
<p>پہنان نہیں غرض ہو یہ مشہور و جہان عشاق کے یہ دل پہ نہیں مطلقاً نہان واوہیں ہو گیا رگ مجنون سے خونِ دل حیرت نہیں یہ چاہ کی ہن پختہ کار بیان</p>	<p>اُسکی مثل میں کرتا ہوں یار و جواب بیان یہ رمز عشق ہو اسے جانے ہن عاشقان لیلیٰ نے ایک دم کھلائی تھی قصدِ دان حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیان</p>
<p>جب چمکی مین چاہ کا ہوتا کمال ہی وان ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہی</p>	
<p>تھوڑا سا اُس کتاب میں نے بھی یہ لکھا</p>	<p>قصہ تو لیلیٰ مجنون کا ہی دوستو بڑا</p>

کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی میں آگیا ہو راحت بہار سے رنجِ خزان لگا آگے نظیر اُس کا بیان اب کروں میں کیا	اتنے سخن میں رکھتا تھا کب طبع کو رسا سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا یہی جو اٹھ گئی وہیں مجنون بھی چل بسا
کاغذ میں نام اُن کا بارِ قلم رہ گیا آخر کو دونوں جاتے رہے نام رہ گیا	
— — — — —	
آغازِ دیوانِ نظیرِ مرحوم	
بسم اللہ الرحمن الرحیم	
کہ غور اُس کے حسنِ رخ کو لگا تکتے ذہ آسا نظر آفتابِ دل دوینِ شرہ صدِ مضرت افزا غرض اس طرح کا عالم کہ پری کے اہا ہا جو چلی ہو یوں جھک کر کو عزم ہو کہ جھکا کہا اُنکے یہ ارے میان کوئی تم بھی ہو تماشا جو یہ ہے اُسی کی مرضی تو ہو سوچ پھر یہ کیا	سحر اس جھکے آپا نظر اک بھگا رہنا حند و خال خوبی گین لبِ بلِ بان سے نگین کھلی رُخِ زلفِ پر خمِ مسی و شکِ رنگِ نسیم کہا ہنسنے اے سمن بر پرِ پیرہ مہرِ پیکر ہو جو قصدِ سیرِ تباں چلین ہم بھی ساتھِ تباں نہ کچھ آشنائی اگلی نہ شناخت اک دودنی
کہا جب نظیر بنے یہی دلیں ہم تو کہتے تو کہا جو نیکی ہو دے تو پھر اس کا پوچھنا کیا	
اتنی ضد بھی نہ رکھو اپنے جگرِ خستوں سے رشتہ رہنے کی راہ کفِ دستوں سے وڑتے رہنا ہی مناسب ہے یہ دستوں سے	لو نہ ہنس ہنس کے تم غیار کے گلہ دستوں سے فدِ قینِ نرمِ ہن دیکھ اُس کے سرِ گفتوں سے رو برو ہو جو چشمانِ تباں سے اے دل

دستِ مباد سے چھوٹے تو اچھل پے در پے	ور نہ کیا فائدے اچھا ہوے دل صحت سے
پیش جاتی نہیں ہرگز کوئی تدبیرِ نظیر	کام جب آنکے پڑتا ہی زیر دستوں سے
ولہ	
شاد جہان سمجھتے ہیں پہلی نگاہ کو کیا دست رس ہی دیکھئے اس دنگاہ کو نجلت تھی کون سی کہ ندی روی ماہ کو دے بیٹھے اپنا دل جو کسی کج کلاہ کو کیا ناپ نہ گنتے ہو اس رسم و راہ کو جو چاہے میں سمجھتے ہیں بہت سزنگاہ کو	ہر دم چھپا دے دان کوئی کیا دلگی چاہ کو دکھلا اٹھائی دست لیا جھپکے دین و دل ہیشما جو چاندنی میں تو رخ کی جھلک دکھا نامع تو راست کہتا ہی لیکن وہ کیا کرے جھپٹ کی سے اُسے ہلکو خفا دیکھ کر کہا جاتی ہیں جھڑکیوں میں ہاری وہ لذتیں
لیجاؤ اپنے اس دل عزت پناہ کو	گر عار ہے کچھ اسمیں نہیں تو کچھ اویں میان
کہا کہ اس لیے تم یان جو غل مچاتے ہو کہا کہ تم بھی تو مجھے نگہ لڑاتے ہو کہا غلط ہو یہ باتیں جو تم بتاتے ہو کہا کہ تم بھی تو چاہتے ہیں جتانے ہو کہا خبر ہو میں کیوں زبان پہ لاتے ہو کہا سبب ہے یہی تم جو دل چھپاتے ہو	کہا جو مہنے ہمیں در سے کیوں اکٹھاتے ہو کہا لڑاتے ہو کیوں مجھے غیر کو ہدم کہا جو حال دل اپنا تو اُس نے ہنس نہیں کر کہا جاتے ہو کیوں ہکو روز ناز و ادا کہا کہ عرض کریں ہر پہ جو گذرتا ہے کہا کہ روٹھے ہو کیوں مجھے کیا سبب سکا
کہا کہ ہم نہیں آنکے یان تو اُسے نظیر	کہا کہ سوچو تو کیا آپ سے تم آتے ہو

دوستو کیا کیا دیوالی میں نشاط و عیش ہو اس طرح ہیں کوچہ و بازار پر نقش و نگار گرم جوشی اپنے با جام چراغانِ لطف سے اہل سیر چراغانِ خلق ہر جا دم بم دم عاشقان کہتے ہیں شوقون سے ہا مجز و نیاز گر کر عرض کرتے ہیں تو کہتے ہیں وہ شونخ کہتے ہیں اہل قمار آپس میں گرم اختلاط جیت کا پڑتا ہے جسکا دانوں وہ کتنا ہولین	سب مہیا ہو جو اس ہنگام کے شایان ہو ہو عیان حسن نگارستانی جسے خوب رہے کیا ہی روشن کر رہی ہے ہر طرف روغن کی ٹہری حاصلِ نظارہ حسنِ شمعدان پہلے پہلے ہو اگر منظور کچھ لینا تو حاضر ہیں روپے ہم سے لیتے ہو میان تکرارِ حجت تا سب کے ہم تو دب میں سو روپے رکھتے ہیں تم رکھتے ہو گدے سو دست راست ہی میرے کوئی فرزند نہ
---	--

ہو دسہرہ میں بھی یوں گرفت و زنتِ نظیر
پر دیوالی بھی عجب پاکیزہ ترتیب ہا رہی

ولہ

فرشتے دون پر زمین مہر مہتاب میں ہو لیا ہو ہے حوصلہ میں بھی ہو طلب کرتے	جلو میں جاہنے والے قمر کا ب میں ہو دل اس تقاضے سے اپنا تو بیچ و تاب میں ہو
---	---

کہا کہ دفترِ حسن پر یون کی نظیر
تھیں خبر نہیں یہ بھی اسی حساب میں ہو

ولہ

شورِ افکن جنوں ہے جوا نگاہ کرنا جاتا بھی آگے اُسکے اکثریٰ نظارہ ملنا بھی اس روش سے حسین گمانِ الفت	رکھتا ہے کام ہدم و ان مضبوطا کرنا باعث بھی بہرِ اخفا پھر و براہ کرنا گر کچھ بھی ہو تو دوہیں دورا شتاب کرنا
--	--

پوچھا کہ اس صنم نے ہم سن بن بن کیسے	تو بے شعوری اپنی ہنس کر گواہ کرنا
کیا کیا نظیر تجھ میں مکر و فریب ہیں جو	اس رمز آشنا سے اس ڈھب کی چاہ کرنا
نکلے ہو کس بہار سے تم زرد پوش ہو وی بر میں اب لباس سنبتی کو بیسے جا گر ہم نشہ میں ہو کہیں وہ تو لطف سے میں جو چمن میں نگرس و صبر برگ کی طرف سکر بہشت مطرب زرین لباس سے کچھ قمر یون کے نغمہ کو دو سائیں راہم	جسکی نوید پہونچی ہو رنگ بہشت کو ایسے ہی تم ہارے بھی سینے سے آگلو تم پاس منھ کو لا کے یہ ہنس کر کہو کہ نہ لو نظارہ کر کے عیش و مسترت کی داد دو بھر بھر کے جام پھر ڈگل رنگ کے پیو اکچھ بلبلیوں کا زمزمہ دل کشا سُنو
مطلب ہو یہ نظیر کا یون دیکھ کر بہشت	ہو تم بھی شاد دل کو ہارے بھی خوش کرو
ملکر صنم سے اپنے ہنگام دل کشائی ستے ہی اس پر ہی نے گل گل شگفتہ ہو کر جب رنگ آئی اسکی پوشاک پر زکات اک نظری اٹھا کر نازک سی نگلیوں میں جندم کیا مقابل کسوت سے اپنے اسکو پھر تو بعد مست اور سوزناکتوں سے چھپے کا عطر ملکر موقع سے پھر خوشی ہو بن ٹھن کے اسطرح سے پھوہالی چمن کی	ہنس کر کہا یہ ہننے اسے جان بہشت آئی پوشاک زرقشانی اپنی وہین رنگائی سرسون کی شاخ پر گل پھر جلاک شگائی رنگت کو اسکی اپنی پوشاک سے ملائی دیکھا تو اسکی رنگت اسپر ہوئی سوانی نازک بدن پر اپنے پوشاک وہ کھپائی سیمین گلابیوں میں ڈالے کوٹے طلائی دیکھی بہار گلشن بہر طرب فزائی

<p>کس کس دوش سے اپنی نواوا دکھائی وہ زرد پوشی اسکی وہ طرز و لربائی لکھنے کو وصف اسکا اپنی قلم اٹھائی اور طرفہ تربستی اک انجمن بنائی گلدستہ اسکے آگے ہنس ہنس سنت لائی ساتی نے جام زرین بھر بھر کے مری پلائی</p>	<p>جس جس موش کے اوپر جا کر ہوا نمایان کیا کیا بیان ہو جیسے کی چین چین میں صد برگِ نصفیت کی زگرے نے بڑا تامل پھر چین میں چین کے آیا بحسن و خوبی اُس انجمن میں بیجا جب ناز و ملکیت سے کی مطربوں نے خوش ہوا غازِ نغمہ سازی</p>
<p>دیکھ اسکو اور محفل اسکی نظیر ہر دم کیا کیا بسنت اگر اُس وقت جگمگائی</p>	<p>دیکھ اسکو اور محفل اسکی نظیر ہر دم کیا کیا بسنت اگر اُس وقت جگمگائی</p>
<p>ہو طرفہ وزگار طرب زابست کا بزمِ مومنین نغمہ خوشدلی افزابست کا ہو جسے زنگار سراپا بست کا ای جان ہوا تو ہر کسین چربا بست کا کہیے گناہ ہننے کیا کیا بست کا دل دیکھتے ہی ہو گیا شیرابست کا</p>	<p>ہوش نشاط و عیش ہے ہر جا بست کا باغِ مومنین لطف نشوونما کی ہین کثرتین پھرتے ہین کر لباسِ بستی و دولبران جاد رہ یار کے یہ کہا ہننے صبح دم تشریف تم نلکے چو کر کربستی پوش نستے ہی اس بہار سے نکلا کہ جسکے تین</p>
<p>اپنا وہ خوش لباسِ بستی دکھا نظیر چکا یا حسن یار نے کیا کیا بست کا</p>	<p>اپنا وہ خوش لباسِ بستی دکھا نظیر چکا یا حسن یار نے کیا کیا بست کا</p>
<p>کل اگر چاہے تو ہدم مسکری کچھ نہیں کاش وہ نوکِ مژدہ دیتی قرار اک پل نہیں</p>	<p>گر گئی ہے اسکی مرگان کی جھپک بھل میں کچھ تو بجا تامل سے خارِ بقیاری کا خلش</p>

وہ کف پا پہنے سہلائی ہو نازک نرم نرم اس پریر کی گلی میں یا نہان یا آشکار ہم تو ہوں کبھی ترے پر کیا کرین اک چشم بار دل غم بار و کو دیتے ہیں تو کس کس ہیچ سے	کیا جاتی ہو تو اپنی نرمی اسے خلی ہمیں جس طرح سے ہو سکے ای ہنشین چلی ہمیں ہوش میں آنے نہیں دیا ترا کاجل ہمیں دام میں لیتا ہے اُس کا کل کا اک اک بلی ہمیں
---	--

ہم تو اُسکے چاہنے والے ہیں مرت سے نظیر
اور نیا لگتا ہو اب تک وہ منم خچل ہمیں

ہو کیون نہ ترے کام میں حیران تماشا لے عرش سے تافرش نے رنگ نئے ٹمنگ افلاک پہ تار و نکی جھکتی ہو طلسمات جنات پری دیو ملک حور بھی نادر جب حسن کے جاتی ہے مرقع نہ نظر آہ چوٹی کی گندھاوٹ کہیں کھلاتی ہو لہریں اکر عشق کے کو چہ میں گزریجے تو وہاں بھی منہ زرد بدن خشک جگر چاک الم ناک	یار ب تری قدرت میں ہر آن تماشا ہر شکل عجائب ہو ہر اک شان تماشا اور روی زمین پر گل و ریچان تماشا انسان عجوبہ ہیں تو جو ان تماشا کیا کیا نظر آتا ہو ہر اک آن تماشا کھتی ہو کہیں زلف پریشان تماشا ہر وقت نئی سیر ہے ہر آن تماشا غل شور تیش نالہ و افغان تماشا
--	---

ہم بہت گما ہون کی نظر میں تو نظیر آہ
سب ارض و سما کی ہو گلستان تماشا

تھے آگے بہت جیسے کہ خوش یار ہمیں سے ہمیں سب سے تو ایسا اشارت و لیکن مخل میں جو دکھیا تو ادھر تم ہو غما اور	ایسے ہی تم اب رہتے ہو بزار ہمیں سے رہتی ہو پھری باہر سے خمدار ہمیں سے ساتی کو کبھی ہو محبت و نثار ہمیں سے
--	---

<p>اُسکو تو فقط کرنا ہی اظہارِ ہمن سے دان بھی غرض آتی ہی تمہیں عارِ ہمن سے کی غور تو ہیگا تمہیں انکارِ ہمن سے</p>	<p>اور دن سے جو کہتے ہو کہ ہم ان ہمن خوش گھلست چمن کرتے ہو جب ہم رو یا ران اقرارِ ملاقات ہی ہزارک سے بصد مہر</p>
<p>سمجھے گا جو رہتے کو نظیرِ اہلِ وفا کے تو ملنے لگے گا وہ طرح دارِ ہمن سے</p>	
<p>نہ یا سمن میں صفائی ترے بدن کی سی بہا راج مرے گھر میں ہی جس کی سی جھلک کسی کے ڈوٹھ میں نورتن کی سی یہ رنگتیں ہن تمہارے ہی پر ہمن کی سی نئی خوشکلی اب اُسکی اجاڑ بن کی سی بھلا تو دیکھ یہ نرمی تو ترے تن کی سی صفائی اس میں ہو کیسے تو نشترن کی سی</p>	<p>نہ سُرخ غنچہ کو گل میں ترے دہن کی سی میں کیوں نہ پھولوں کہ اُس گلبدن کی آئیے یہ برقِ ابر میں دیکھے سے یا آتی ہے گلوں کے کو کیا دیکھتے ہو انجوبان جو دل تھا وصل میں آباد تیرے جھجھکیوں نواپے تن کو نوے نشترن سے اب تشبیہ ترا جو پاؤں کا تلو ہی نرم مغل سا</p>
<p>نظیرِ ایک غزل اس زمین میں اور بھی لکھ کہ اب تو کم ہو روانی ترے سخن کی سی</p>	
<p>اپٹا ہو یہ تو کسی زلفِ پھلکن کی سی کہ کچھ فضا فی ہے اس میں ترے دہن کی سی مجھے ہوا آتی ہو اس میں کسی بدن کی سی کسی میں آن نہیں تیرے بالکین کی سی کہ جبکہ با تھ لے پوشاکِ ترے تن کی سی</p>	<p>نہیں ہوا میں یہ ہوا فاضلتن کی سی میں شے کے ایسے منہ چومتا ہوں غنچہ کا خدا کیواسے گل کو نہ میرے ہاتھ سے لو ہزار تن کے چلین بانگے خوب روئین مجھے تو اُسپہ نہایت ہی رشک آتا ہی</p>

کہا جوتنے کہ منکا ڈھلا تو آؤن گا وگر نہ سچ ہو تو ای جان اتنی مدت میں وہ دیکھ شیخ کو لاجول پڑھکے کہتا ہوں	ہر بات کچھ نہ کچھ اس میں بھی مکر و فن کی سی یہی بس ایک کسی تنے میرے من کی سی یہ آئے دیکھئے داڑھی لگا کے ٹن کی سی
--	--

کہان تو اور کہان اُس پری کا وصلِ نظیر
سیان تو چھوڑ یہ باتیں دیوانے پن کی سی

ولہ

وہ رشک چمن کل جو زیب چمن تھا گیا میں جو اُس بن چمن میں تو ہر گل یہ غنچہ جو بے در گلچین نے توڑا تن مردہ کو کیا تکلف سے رکھتا کئی بار رہنے یہ دیکھا کہ جن کا جو قبر کہن انکی اُکھڑی تو دیکھا	چمن جنبشِ شاخ سے سینہ زن تھا مجھے اُس گھڑی انگرہ پہر ہن تھا خدا جانے کسا یہ نقشہ گیا وہ تو جس سے مرتین بہر تن تھا مشین بدن تھا معطر کفن تھا نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا
---	--

نظیر آگے ہلو ہو س تمہی کفن کی
جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ بن تھا

دیکھ کر کرتی کلیمیں سبز دھانی آپ کی کیا تعجب ہو اگر دیکھے تو مردہ جی اُسٹھے ہو تو کیا ہن دل فرشتے کا بھی کافر چہین لے آپڑے دوسو برس مردہ بجان میں جان اک پٹ کشتی کی ہے بھی تو کر دیکھو ذرا	دھان کے بھی کھیت اب نانی آپ کی چین نیفے کی ڈھلک پیو بہ آتی آپ کی تک بھٹک کھلا کے پھر لگیا چھپائی آپ کی جسکے اوپر دو گھڑی ہو مہربانی آپ کی ہاں بھلا ہم بھی تو جانیں پہلوانی آپ کی
--	--

دیکھو کتنا ناموت خالی سلائی سے رکھو چٹے غیروں پاس تو وہ خاتمِ رائے نگار وقت تو جاتا رہا پر بات باقی رہ گئی ہنے بھجیا تلو تم کہتے ہو یان پہونچا نہیں ایک شب ایجان جان گھر میں مگر چائے کیا عجب صورت رقیبِ روسی کی کھلیر ایک عالم کو کہن کی طرح سہوڑ بچا اب	در نہ کو سے گی ہمیں یہ سرمہ دانی آپ کی ہو ہمارے پاس بھی اتنیک نشانی آپ کی ہو یہ جھوٹی دوستی اب ہننے جانی آپ کی کھا گئی شاید وہ کٹنی میرے جانی آپ کی حال پر بند کیے ہوگی مہربانی آپ کی خوف سے حالت ہوئی ہو پانی پانی آپ کی اگر اسی صورت رہی شیریں زبانی آپ کی
---	--

کیا ہمیں لگتی ہی پیاری جب وہ کہتی ہو نظیر
ہو میان کچھ اندنوں نامہربانی آپ کی

دیکھو عقدِ ثریا ہمیں انگور کی سو جھی موسلی کے تنیں گو شہر طور کی سو جھی ہنے تو اُسے دیکھ کے جانا کہ بری ہو غش کھا کے گرا پہلے ہی شعلے کی جھلک سے دیکھا جو نہا نہیں وہ گورا بدن اُس کا سربانوں سے جب بھنسن گئے اُس زلفِ شیرین جنت کے لیے شیخ جو کرتا ہو عبادت	کیون بادہ کشو ہلو بھی کیا دور کی سو جھی پر ختم رسالت کو بہت دور کی سو جھی پریوں نے جو دیکھا تو اُنھیں جور کی سو جھی موسلی کو بھلا کئیے تو کیا دور کی سو جھی بلور کی چوکی پہ جھلک نور کی سو جھی تب ہلو سیاہی شبِ دیوے کی سو جھی کی غور جو ظاہر میں تو مز دور کی سو جھی
--	---

مضنوع میں صانعِ نظر آوے تو نظیر آہ
نزدیک ہی کیا ہے کہ جہان دور کی سو جھی

وہ مجھ کو دیکھ کچھ اسٹیٹ سے شرمسار ہوا	کہ میں حیا ہی پہ اُسکی فقط نشا رہوا
--	-------------------------------------

سجھو کو بوسہ دیے ہنسکے اور ہمیں گالی ہمارے مرنے کو ہاں تم تو جھوٹ سمجھتے تھے قرار کر کے نہ آیا وہ سنگدل کا فسر گلے کا بار جو اس گلبدن کا ٹوٹ پڑا	ہزار شکر بجا اس قدر تو پیار ہوا کہا رقیب نے لو اب تو اعتبار ہوا پڑین قرار پتہ پسر یہ کچھ قرار ہوا تو ڈر نظر کا وہین اُسکو ایک بار ہوا
---	--

کسی سے اور تو کچھ بس چلا نہ اُس کا نظیر ندان میرے ہی آکر گلے کا صبار ہوا

کب مثل شیشہ اُٹکا کسی سے برائے دل جب بے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچ کر آوے اگر تباہ کے تین رسمِ دلبری اب تو تری جفا سے یہ مانگوں ہوں میں دعا اور جیسے تو نہاد ہو وہ ظالم ہوا اس قدر تجھ بھی چند روز تو یہ کشمکش رہے ناچار جیسے تجھ سے چھڑاتا ہوں دل کو میں شیدا ہوں میں تو ایلی و مجنون کی چاہ پر تھے اُسکے پا کے آجے چھاتی ہے اُسکی آہ	پتھر خنہیں خدائے دیا ہو بجائے دل دل سے مرے صدایِ ہی نکلے کہ ہاں دل تو تو جہان میں پھر کہیں ڈھونڈنا پتا دل ظالم خدا کرے کہ کہیں تو لگائے دل جو مطلقاً ترا وہ نہ خاطر میں لائے دل دُور دُور اُدھر کرے اور ادھر کو ستائے دل ایسا ہی تو بھی اُس سے لگا کر چھڑائے دل خالق نے کیا ہی خوب ہی اُن کے بنا دیے دل کیا اتحادِ جسم تھا اور کیا صفائے دل
---	---

ہیں یہاں پڑے جو اہل دل اکثر یہ کہتے ہیں چھوٹا سا اک نظیر بھی ہو خاکِ پایے دل

خسے روے پہرے رو ہوا جو جاکر بندھے چھوٹے کلیجے میں پھوپھے دل میں دماغِ گلینِ ایتھو پیر	غرض ہم نے بھی کیا کیا کچھ محبت کے مزے کھائے کھلے ہیں دیکھئے ہم میں بھی یہ اُفت کھل بٹا
--	---

<p>تفاوت کچھ نہیں گہین مین او بیدرِ خواب مین ہزاروں گالیان دین پھر ذرا ہنسکو دھوکھا کھینچے ہو مجھے تم مین یہ مانگوں ہوں دھول مین زبان کی کر کے مفرض اور بنا و شتام کا کاغذ یسکتے ہین کہ عاشق چھوٹ جاتا ہوا بیت سے</p>	<p>جو اُسکے ہاتھ گل ٹوٹے تو انکے ہاتھ دل ٹوٹے بھلا اتنی تسلی سے پیچھوئے و لک بھوٹے کوئی دلبر مرے آگے تعین بھی خوب سا کوٹے ہمارے حق مین کیا کیا آپ کتری ہین گل بوٹے جب اُسکی عمر کو شکر اجل کا آنکر لوٹے</p>
<p>ہمارے روح تو بھرتی ہو معشوق کی لگیوں مین نظیر اب ہم تو مر کبھی نہ اس جنجال سے چھوٹے</p>	<p></p>
<p>روح غم مین چشم نے گوہر اگل کر بھر دیے جلوہ گر محفل مین رات اُس حسن کے شعلے کو دیکھ گل جو تک رو یا کسی کو یاد کرو وہ گلبدن جام کم بھر نے مین ساتی کو ذرا چھڑا جو مین فرج کر تا تھا وہ قائل مجھ تیش آلودہ نے زخم شانے کے تری زلفوں اے وعدہ خلاف کہتے ہین آباغیان جتنے کہ غالی تھے چمن</p>	<p>اشک نے جھل جھل کو جھل دم مین جل کر بھر دیے شمعدان شمعوں نے اپنے سب گچھل کر بھر دیے اشک تھے آنکھوں مین یا موتی چھلک کر بھر دیے اُنے اک دو چار ساغر مجھ کو جل کر بھر دیے خونین سب دام کی پاٹ اُسکے اُچھل کر بھر دیے آخر ترش لیت واصل سے آجکل کر بھر دیے جوش گل نے ابکی وہ سب پھول جل کر بھر دیے</p>
<p>اب ترس رو نیکا عالم حد سے گذرا ہو نظیر اشک نے تیرے تو سب جل قتل نکل کر بھر دیے</p>	<p></p>
<p>کہتے ہین یان کہ عجا کوئی مر جیہین نہیں تھسا تو کوئی حسن مین یان نازنین نہیں ساتی کو جام دیتے ہین اُس خوش نگہ کو آہ</p>	<p>پیارے جو مجھے پوچھو تو یان کیا کہین نہیں یون نازنین بہت ہین پہ ناز آفرین نہیں ہر دم اشارتین ہین کہ اُسکے تئیں نہیں</p>

<p>جب اُس نہیں کے کہنے سے مانے ہو وہ بُرا اتنا تو چھڑتا ہوں کہ اتنا ہی جب وہ شوخ ساتی تجھے قسم ہے دیے جائیجے تو جام</p>	<p>آپ ہی میرا سکوکتا ہوں ہنس کر نہیں مین بندہ تو میرا مول خرید انہیں نہیں یاں دم مین دم ہی ہوتی نہیں جین مین</p>
<p>پوچھے ہے اُس سے جب کوئی قتلِ نظیر کو کتاب ہے ہنہ مارا ہو ہاں ہاں نہیں نہیں</p>	
<p>مخ پری چشم پری زلف پری آن پری جھکی جھکی وہ ٹریا کی کرن پھول وہ پھول رُشک خود شید جین ابرسیہ سے ہے حُسن گلزارِ قمر شکلِ صراحی گردن تاز و غمرہ کی بلا تیر نگہ دستِ سنان مُسکرا نے کی ادا جیسے چمک بجلی کی آنکھ مستی کی بھری شمعِ نگاہین چچل بہنی اور تم کو کا یہ عالم کہ چھوڑے دل جس سے دھمکدھمکی چاندی جگنو بھی ستاروں کی مثال چاک سینے کا غضب صاف بدن ہوتی ہے پشتِ گلبرگِ شکمِ سیمِ کمر تارنگا ہ گھیرا پشوا ز کا وہ جسکے کنارے قمرن</p>	<p>کیون نہ اب نامِ خدا ہو ترے قربان پری بندے بالے پری موتی پری وکان پری لہر چوٹی کی غضب زلفِ پیشانی پری مہ جبین سیبِ ذوق چاہِ نغدان پری تیج ابرو کی ستم نگر سحرگان پری آن ہنسنے کی قیامت لبِ دندان پری قمر کا جل کی کجھاوٹ مسی وپان پری حویچنی کی جھلک گوہرِ غلطان پری عطر دانِ طرہ وہ توڑے بھی درخشان پری انگیا تصویر سی گرتی کا گریبان پری شانِ بلور گلاوٹ مین ہر اک ران پری چالِ آفت کی نشانِ خیش دامان پری</p>
<p>کیا کہوں اُسکے سراپا کی مین تعریفِ نظیر قد پری تیج پری عالم پری اور شان پری</p>	

ندامت در وصفِ رضوان سے کہو عشقِ اللہ	ماشوق کو چہ جانان سے کہو عشقِ اللہ
جس کی آنکھوں نے کیا بزمِ دو عالم کو خراب	کوئی اُس قنہ دوران سے کہو عشقِ اللہ
یار و دیکھو جو کہین اُس گل خندان کا جل	تو مرے دیدہ گریان سے کہو عشقِ اللہ
ہیں جو وہ کشتہ شمشیر نگاہِ تامل	جا کے اُن گنج شہیدان سے کہو عشقِ اللہ
آہ کے ساتھ مرے سینے سے نکلے ہر دھوان	ای بتان مجھ دل برائے کہو عشقِ اللہ

یاد میں اُسکے رخِ زلف کی ہر آنِ نظیر
روز و شب سنبھل و ریحان سے کہو عشقِ اللہ

ای شیخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھیر	ایسا ہی چھیر تا ہی تو اہل وفا کو چھیر
چھیر گنجاب تو پیش نہ جاو گیا کچھ فون	ای دل نہ اُسکے انہی زلف و دوتا کو چھیر
چھیر بن تو یار مجھ کو بھی سنسے کہت وے	دل کی خوشی ہی ہی کہ اُس دہر با کو چھیر
رُک رُک کے اشکِ چشم کے لایا ہر غم کو	ای غم خیز لب تو اب نہ دلِ مبتلا کو چھیر

اک حرف چھیر کا تو صریحا نہ کہ نظیر
چھیرے اگر تو پر دے میں اُس پر جفا کو چھیر

واسوخت

دوستانِ شرح پریشانی من گوش کنید	قصہ بے سرو سامانی من گوش کنید
آفتگوی من دیرانی من گوش کنید	داستانِ غمِ نہانی من گوش کنید

شرحِ این آتشِ جانسوزِ نفلتن تا کے
سوختم سوختم این سوزِ نفلتن تا کے

روزِ کاری من و دل ساکن کو سے بودیم	تاریخِ خوی بیتِ عہدہ جو سے بودیم
------------------------------------	----------------------------------

عقل و دین باخته دیوانہ رو سے بودیم	بیش سلسلہ سلسلہ موسے بودیم
کس در ان سلسلہ غیر از من دل بند نبود	یک گرفتار ازین جملہ کہ هستند نبود
این ہمہ مشتری و گرمی بازار نداشت	یوسفی بود و لے بیج خریدار نداشت
نرگس غمزہ زلفش این ہمہ بیار نداشت	سنبل شگفتش بیج گرفتار نداشت
اول آنکس کہ خریدار شدش من بودم	باعث گرے بازار شدش من بودم
عشق من شد سبب خوبی رعنائی او	وادر سوائی من شہرہ زیبائی او
بسکہ کردم ہمہ جاشیج دل افزائی او	شہر گشت ز غوغای تاشائی او
این زمان عاشق سرگشته فراوان دارد	کے سرو برگ من بے سرو سامان دارد
چارہ نیست بر آرم بہ ازین رائے دگر	کہ دہم جائے دگر دل بمل رائے دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پائے دگر	بر کف پائے دگر بوسہ زخم جائے دگر
بعد از ان رائے من افست ہمین خواہد بود	من برین ہستم و البتہ چنین خواہد بود
پیش تو یار نو یا کرم ہر دو کلیت	حرمت مدعی و حرمت من ہر دو کلیت
قول زار و غزل مرغ چین ہر دو کلیت	نالہ بلبل و فریاد زغن ہر دو کلیت
تو نہ دانستہ کہ قدر ہمہ یکسان نہ بود	زار و مرغ تیر مرغ خوش الحان نہ بود

چون چنین ست پے کار دگر باشم بہ	چند روزے پے کار دگر باشم بہ
مرغ خوش نغمہ کلزار دگر باشم بہ	عندیب گل رخسار دگر باشم بہ
نو گئے کو کہ شوم بیل داستان سازش	
سانم از تازہ جوانان چین ممتازش	
آنکہ در جانم از وہم دم آزار ہے ہست	میتوان یافت کہ از من پیش یار ہے ہست
از من و بندگی من اگرش عاری ہے ہست	بر فروشد کہ بہر گوشہ خریدار ہے ہست
بہ و قلداری من نیست درین شہر کے	
بندہ ہجوم را ہست خریدار ہے	
مدتے در رہ عشق تو دیدیم بس است	راہ صد یاد یہ پیدا و بدیدیم بس است
قدم از راہ طلب باز کشیدیم بس است	اول و آخر این حوالہ دیدیم بس است
بعد ازین ماہ سر کوئے دل آراے دگر	
بہ غزالی و غزل خوانی و غوغاے دگر	
ای پیر خند بجام و گرانٹ بیسنم	سر خوش و مست ز جام و گرانٹ بیسنم
مایہ عیش مدام و گرانٹ بیسنم	ساقی مجلس عام و گرانٹ بیسنم
تو چہ دانی کہ شدی یار بہ بے باکی چند	
چہ ہو سہا کہ ندارم بہ ہو سنا کے چند	
تو پندار کہ مہر از دل پر خون نرود	آتش عشق بجان افتد و بیرون نرود
این محبت بعد افسانہ و افسون نرود	چہ گمان غلط ست این نرود و چون نرود
چند کس از تو یاران آواز دہہ بود	دو رخ از سرد ملی بن طائفہ فرود نہ بود

بار این طائفه خانه بر انداز مباحش	از توجیف ست باین طائفه مساجد مباحش
میشوی شهره باین فرقه هم آواز مباحش	غافل از لعب حریفان دغا باز مباحش
بہ کہ مشغول باین شغل نسازی خود را	این نہ کاریست مباد کہ بازی خود را
در کمین تو بے عیب شماران هستند	سینه پر کینہ ز تو سینه نگاران هستند
داغ بر سینه ز تو کینہ گزاران هستند	غرض نیست کہ در قصد تو یاران هستند
باش مردانہ کہ ناگاہ قفای نہ خورے	واقف میکشی خود باش کہ پائے نخوری
گر چه از خاطر وحشی ہو سی رو تو گرفت	از دلش آرزو قامت دجوعے تو رفت
دل آزرده و آزرده دل زکو تو گرفت	بادل پر گلہ از ناخوشی خوے تو رفت
ماشہ شد کہ دفاے تو فراموش کند	خجن مصلحت آمیز کسان گوشش کند
ولہ	
ایگل تازه کہ بوے ز وفایت ترا	خبر از سز نش خارجانیت ترا
اللقائے با سیران بلا نیست ترا	ما اسیر تو و اصل غم مانیت ترا
رحم بر بلبل بے برگ و نوانیت ترا	بر اسیر غم خود رحم چرا نیست ترا
فارغ از عاشق عنناک نمی باید بود	جان من این ہمہ بے باک نیاید بود
بچو گل چند بردے ہر خندان باشی	ہرہ غیرہ ملکشت گلستان باشی

<p>آین زمان باوگران دست و گریبان باشی ز ان میندیشی که از کرده پشیمان باشی</p>	<p>جمع با جمع نباشند پریشان باشی یا وحیرانی ما آرس و حیران باشی</p>
	<p>ما نباشیم که باشد که جفاے تو کشد بجفا سازد و صد جور بر اے تو کشد</p>
<p>شب بکاشان اغیا نے باید بود همه جا با همه کس یارنے باید بود غیر اشمع شب تارنے باید بود تا باین مرتبه خو خوارنے باید بود</p>	<p>همه جا با همه کس یارنے باید بود غیر اشمع شب تارنے باید بود تا باین مرتبه خو خوارنے باید بود</p>
	<p>من اگر کشته شوم باعث بدنامی تست موجب شهرت بیبگی و خود کاسے تست</p>
<p>دگر بے جز تو مرا این همه آزار نکرد انچه کردی تو بمن هیچ شتمکار نکرد هیچکس این همه آزار من زار نکرد</p>	<p>چون تو کس در نظر خلق مرا خوار نکرد این ستمها و گریه با من بپا ز نکرد هیچ سنگین دل این کار من کار نکرد</p>
	<p>گر ز آزار من هست غرض مردن من مردم آزار کش از بے آزار من</p>
<p>جان من سنگینی دل تو دادن غلط است میسو له تو چون خاک فتادن غلط است رقن اولی است نکو توستان غلط است</p>	<p>چشم امید بر دے نکوستان غلط است روی تر کرده بر دے تو نهادن غلط است جان شیرین بیتناے تو دادن غلط است</p>
	<p>چون ندانی که غم عاشق زارت باشد چون شود خاک بران خاک گذارت باشد</p>

مردت هست کمین و انم و تدبیری نیست از غمت سر بگریبانم و تدبیر نیست از برای تو پریشانم و تدبیر نیست	بجو ز لعل تو پریشانم و تدبیر نیست چون دل رفته ز دمانم و تدبیر نیست چه توان کرد که حیرانم و تدبیر نیست
شرح در ماندگی خود بکه تقصیر کنم عاجزم چاره من نیست چه تدبیر کنم	
نخل نوخیز گلستان جهان بسیار است بالب بچو شکرتنگ دها ن بسیار است جان من بچو تو غارتگر جان بسیار است	گل این باغ و چمن سرود و انصاف است طوق زرین کمر و کویان بسیار است طوق زرین کمر و کویان بسیار است
دیگر این همه آزار به عاشق نکند قصه آزار و دل یاران موافق نکند	
مردت شد که در آزارم و میدانی تو از غم عشق تو بیارم و میدانی تو از برای تو چنین زارم و میدانی تو	بمزد تو گرفتارم و میدانی تو خون دل از مژه می بارم و میدانی تو چه توان کرد در آزارم و میدانی تو
تلمبه از ستم دجور تو دل خون باشم از مژه خون جگر ریزم و محزون باشم	
مکن آن طور که شرمند شوم از خویت دیدم پوشتم ز تماشای رخ نیکویت دست بردل نم و پای کشتم از کویت	نکنم بار دیگر یاد قدول جویت سخنه گویم و شرمند شوم از رویت گوشه گیرم و من بعد نیام سویت
بشنو و بپند قصه دل زرده خوش در نه بسیار پشیمان شوی از کرده خوش	

چند صبح آیم و از خاک درت شام روم	از سر راه تو چون خاک بنا کام روم
بسر راه تو آیم نشوے رام روم	صد و عا گویم و آذر ده بر شام روم
دور و دور از تو من تیره سراخام روم	بنو زهره که همراه تو یک گام روم
کس چرا اینهمه سنگین دل دبدخو باشد جانمن این روشنیست که نیکو باشد	
از چه با من نشوی یا به چه می پرهیز	یا رشو با من بیا به چه می پرهیز
حرف زن اے بت فخر اچھے پرهیز	کیست مانع زمین زار چه می پرهیز
نه حدیثی کنی اظهار چه می پرهیز	بکشالعل شکر بار چه می پرهیز
که ترا گفت که با من زوفا حرف مزین چین برابر وزن و یکبار با حرف مزین	
در دامن کشته شمشیر بلاے داند	سوز من سوخته داغ جفا میداند
پاک باز هم کس طور مراے داند	عاشق بچو منت نیست خداے داند
میکنم ساکن صحراے تنائے داند	همه کس حال من بے سرو پاے داند
چاره من کن و مکن از که بے چاره شوم سر خود گیرم و از که تو آواره شوم	
از سر کوے تو بادیده تر خواهم رفت	چهره آلوده بخوناب جگر خواهم رفت
تا نظرم کنی از پیش نظر خواهم رفت	نه که این بار چه هر بار دیگر خواهم رفت
گر نه زخم ز درت شام و سحر خواهم رفت	مردی باز آمدنم نیست اگر خواهم رفت
از جفاے تو من زار بر فتم ر فتم	لطف کن لطف که این بار بر فتم ر فتم

در صنعت واسع الشفتین

آیا منیں جو کر کر اقرار ہنتے ہنتے	جُل دگیہ شلہ عیار ہنتے ہنتے
اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نو کہ چل	لڑنے کو تجھے ہوتے تیار ہنتے ہنتے
لیکھ صریح دیکو وہ گلفزار یار و	ظاہر کر ہے کیا کیا کار ہنتے ہنتے
ہنس ہنس کے چھیر اُسکو نہ ہمار تو نہ ازل	ہو گا گلے کا تیرے یہ ہار ہنتے ہنتے
ہنسنے کی آن دکھلا لیتا ہوں دل کو گلہ و	کرتا ہے شوخ یار یہ کار ہنتے ہنتے
جھنجھلا کے حال دل کا کتنا منیں رواں	لائق بیان تو کرنا انکار ہنتے ہنتے
دستاں سرج جگر پڑے زری کار کھکر	آیا جو دل کو لینے دلدار ہنتے ہنتے
آنکھیں لڑا کے اُسے ہنس کر نگہ کی ایسی	جو لگی دل آفرخو غوار ہنتے ہنتے

آیا ہے دیکھنے کو تیرے نظیر اے گل
دکھلا دے ٹک تو اُسکو دیدار ہنتے ہنتے

مخمسات و مستمات وغیرہ

جسد نہ سے ادا مجھ کو اُس بیت کی لگی بیاری	اور کھپ گئی آنکھوں میں چل کی طرہاری
دل ہنس گیا ز فونین اُس شوخ کی بیاری	دیوانگی آپہنچی جاتی رہی ہشیاری

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلی گرفتاری

ماتا ہوں جو ٹک جا کر تو مجھے وہ لڑکے	کچھ بات جو کہتا ہوں جھنجھلا کے جھگڑتا ہے
گردن کو پکڑ میری سر کو بھی رگڑتا ہے	جو جو وہ دکھاتا ہے سب دیکھنا پڑتا ہے

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

اک چاہ کے دریا میں دولت میں مبتلا ہوں	غوطہ بی جڑھاتا ہوں تو کچھ نہیں کہتا ہوں
---------------------------------------	---

ہر دم کے ستم اسکے میں کھینچتا رہتا ہوں	جو ظلم وہ کرتا ہے ناچار میں سہتا ہوں
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
صورت جو کھلی سکی ٹک دیکھنے جاتا ہوں	وہ گالیان دیتا ہے میں سر کو جھکاتا ہوں
جھڑکے ہو خفا ہو کر جب حال دکھاتا ہوں	یتوری وہ چڑھاتا ہے میں خوف میں آتا ہوں
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
دل دیکے مجھے یار و رکھ درد ہو الا ہا	پلکوں نے تنگ کی اب دلو مرے گا ہا
روتا ہوں تو کتنا ہی کیوں تو نے مجھے چاہا	جتنا وہ ستاتا ہی کتنا ہوں ابا ہا ہا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
کیجے گا روتا تو تمھیلی کو بھر دگا میں	جو چیز منگاؤ گے لا آگے دھرونگا میں
راتوں کو نگہبانی کرتے نہ ڈرونگا میں	بچی کو جو کہنے کا جتنی بھی گردن کا میں
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
بیمو گے تو ہر ساعت رومال چھوٹو گامیں	گرمی میں جو کیے کا تو بھیر ملو گامیں
حدت کی جو باتیں ہیں اُسے نہ ٹھو گامیں	جاؤ گے کہیں جسم تو ساتھ چلو گامیں
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
در پر چوٹھاؤ گے دربان کہاؤں گا	فرش بناؤ گے تو فرش کھاؤں گا
توسن کے بھی ملنے سے منہ نہ پھرن گامیں	اگر گھاس منگاؤ گے تو گھاس بھی لاؤنگا
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
تقصیر نہو دلی کچھ خدمتِ سامی میں	ہوگا وہی آؤ گیا جو رے گرامی میں
آئینکی ندین ہرگز خاطر مری خامی میں	حاضر ہے نظیرِ ایمان اس وقت غلامی میں

	کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	
	دل	
پھر اُسکو بہت ایجان بالائے تباہیجے	دکھلا کے جھک جسکو تک چاہ لگا دیجے	سونازا گر کیجے اُلفت بھی جتا دیجے
	منظر کے ڈرا در کو آگے سے ہٹا دیجے	
	پھر ایک نظر اپنے گھڑے کو دکھا دیجے	
دل سینے میں تڑپے ہے جو دیکھے پہلے لگن	دیکھی ہے تمھاری جو چہرہ کی جھک ایجان	ہم کو بہت مشکل در تکو بہت آسان
	ہو عرض ہی اب تو ای باد شہِ خوبان	
	پھر ایک نظر اپنے گھڑے کو دکھا دیجے	
عاشق بھی تو شیدا ہیں چاہتے ہیں طلب کے	چھپتے ہو عیان ہو کر ہوتے اگر اس میں بے	دیدار کی خواہش میں ہم یان ہیں گھڑی کے
	جس دھڑکتے دکھایا تھا ویسی ہی طرح اس کے	
	پھر ایک نظر اپنے گھڑے کو دکھا دیجے	
کل پڑتی نہیں اکدم بن دیکھے ہوئے ایجان	آنکھیں بھی ترستی ہیں اور دل بھی بہت حیران	گر خشن دکھا ہکو بیتاب کیا ہے یان
	تو مہر سے ٹک ہنسکرا ویشک مہتابان	
	پھر ایک نظر اپنے گھڑے کو دکھا دیجے	
ٹھہری ہے اُسی دن سے خاطر میں طلبکاری	آئی ہے نظر ہکو جب وہ طرح داری	ٹک لیتے تمہیں ہم تو جو ہوتی نہ لچاری
	گر ہکو جلاتا ہے تو کر کے نموداری	
	پھر ایک نظر اپنے گھڑے کو دکھا دیجے	
تو بس نہیں کچھ اپنا مرضی یہ تمھاری ہے	چھپنے کی اگر تنہا یان آن سواری ہے	بن دیکھے ہوئے ہکو ہر سانس کشاری ہے
کچھ اور نہیں خواہش یہ عرض ہماری ہے		

	پھر ایک نظر اپنے کھڑے کو دکھا دیجے	
دل بحر محبت میں ہر آن جو بہتا ہو	اک آن تمہیں دیکھیں ارمان یہ رہتا ہو	جی اہو کے بہت بے بس دکھ دور کی سہتا ہو
	پھر ایک نظر اپنے کھڑے کو دکھا دیجے	
ہو انقشہ عیان ہو لی کی کیا کیا ہم اور کھا	ہو لی	تہونے زرد پیرا ہن میں عطر خبیہ جب کھا گلال آلودہ گلچرونکے وصف رخ میں نکھے ہو گلابی آنکھڑیوں کے ہر نگہ سے جام میں کھر چھپر کنار نگ خوبان عجیب شونی دکھاتا ہے
	بھگوا دیار برون نے جب نظیر اپنے کو ہو لی میں تو کیا کیا تالیو کا غل ہو اور شور قہ قہ کا	
ہر آن خوشی کی دھوم ہو لی یوں طعنہ بجا ہو لی	ہو لی	آجھکی عیش و طرب کیا کیا جب دیکھا ہو لی ہر خاطر کو خرسند کیا ہر دل کو بھایا ہو لی نے
	باز رنگی اور کوچون میں غل شور بچایا ہو لی نے	
سبا برن تن پر چھک رہا اور کس کس ماقعا ٹکا	ہر گالی مصری قندھری ہر ایک قدم کھیلی کا	یا سوانگ کیوں یار رنگ کیوں یا حسن ڈن ہو لی کا ہنس نہا ہر دم ناز بھرا دکھلا ناچ و گچ شوخی کا
	دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جو بن پایا ہو لی نے	
کچھ چھپ میں رہا بڑی کچھ سارنگی چھ اور چنگ بھی		کچھ طبلے ٹھٹکے تال جی کچھ ڈھولک امداد رنگ بھی

کچھ تار طنبور و سب جھنگے کچھ دم طنبور و سب جھنگے	کچھ کھنکھوڑ و سب جھنگے کچھ کھنکھوڑ و سب جھنگے
ہر بر دم ناپنے کا یہ تار بندھایا ہوا ہے	
ہر جاگہ تھال گھاؤں خوش رنگت کی نگاری ہے	اور ڈھیر عیر و نکلے لاکے سو شرت کی تیاری ہے
ہر ایک بہارین کھلاتے اور رنگت بھر کی نگاری ہے	منہ سرخی سے گلنا رہو تن کیسیر کی سی کیاری ہے
یہ رزب جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہوا ہے	
پوشاکین جھیر لکین رنگوں کی درہم رنگ انسانی ہے	ہر وقت خوشی کی جھلکین ہر یک یونی و شیشانی ہے
اکسین ہوتی ہے دھینگا شستی کہیں کسے نی پانی ہے	اکسین لپٹا جھکتی رنگ بھری اکسین تاکہ چڑ پانی ہے
ہر جاہ طرنت خوشحالی کا یہ برش بڑھایا ہوا ہے	
ہر آن خوشی میں لپٹیں سب ہنس رنگ چھڑکتے ہیں	رنگا رنگا لون سے گلگون کپڑوں سے رنگ پٹے ہیں
کچھ آگے و رنگ جھکتے ہیں کچھ پیچھے جھلکتے ہیں	کچھ کودی ہیں کچھ اچھٹے ہیں کچھ ہنستے ہیں کچھ کہتے ہیں
یہ طور پہ نقشہ عشرت کا ہر آن بنایا ہوا ہے	
محبوبت پر پیار و نکی ہر جانب نو کا جھون ہے	کچھ آن رنگیلی جلتی ہے کچھ بان دھرتے رنگی ہے
کچھ سنہین چھی عمر بھری کچھ گھاٹ لگا دھنکی ہے	کچھ شور ابا با کا کچھ دھوم اہو ہو ہو کی ہے
یہ عیش و حظ یہ کام یہ دھب ہر آن خدایا ہوا ہے	
مجرنون رنگ ل ہو اکسین جلتی ہو کی پیالی ہے	اکسین رطرب سے تجھے ہر آن دانتا دانتہ چلائی ہے
سو شرت عیش مسرت کی خوشنودی اور خوشحالی ہے	کچھ نودی ٹھوٹی پیابھری کچھ گالی ہے کچھ پیالی ہے
ان چہرہ مکا ان چہرہ نکا یہ تار لگا یا ہوا ہے	
ہر کیا کیا میں رنگ بھر لو رنگ بھی کیا کیا ہے	کرو تین ہر دم جھلکے خوش ہستے لو نہ ساتے ہیں
کچھ جوگی چاہے شیعہ ہیں کچھ کاینوئے کا تہ ہیں	کچھ لوطی سوا گنن کچھ تپتے ہیں کچھ گاتہ ہیں

ہر آنِ نفیر آسِ فرحت کا سامان کھایا ہوئی	
ولہ	
ہو دیدِ نقطہ منظورِ خمینِ وہ ہو کربِ کلِ نکلے	آپہونچے اُسکے کوچے میں جو لیکرِ دلِ چنلِ نکلے
کیا کام اُنہیں جو نہنس بوسے یا شوخیِ ملِ نکلے	ہو مقصدِ جنگِ دیکھے سے وہ گھرتے جاکِ پلِ نکلے
ٹمک دیکھ لیا دلِ شاہ کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
لو پوچھا اسے کون ہو تم نہ اپنے جی کی بات کی	نکرنا کچھ انکار چڑنے کننا ٹھہرا یوں ہی سہی
جب چھوڑی خواہشِ بوسہ کی بھر کا سیکو دہائی	جب نگہ ہو گئے چنل سے تو سب چھوڑ دیتے بات ہی
ٹمک دیکھ لیا دلِ شاہ کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
بچپن ہو اولِ سینہ میں گر دیکھنے میں کچھ دیر ہوئی	گھبرا کے نکلے بے سہی در شوق کی گھیرا گھیر ہوئی
بازارِ گلی اور کوچہ میں ہر ساعت ہیرا بھر ہوئی	اتھی چاہِ نظرِ ہر دیکھ کی جن گہ پرٹ بھر ہوئی
ٹمک دیکھ لیا دلِ شاہ کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
نہ خواہشِ باغِ چمن کی نہ حاجتِ زلفِ کھلانے کی	نہ غرضِ کسی گلے کی نہ حجتِ بانِ چبانے کی
ہو جی میں چاہِ بھری بسی جو جمع سے ہو پروانے کی	جس جاگہ پرٹ بھر ہوئی ہے طرزِ ہی لجا نیکی
ٹمک دیکھ لیا دلِ شاہ کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
بیتابی دیکھ بچ رکھی درِ خاطرِ بنِ آفاتِ کھی	نا کام رکھا مل بیٹھنے سے نہ اور مطلب کی گھائی کھی
اک حرف نہ لائے ہو تو نہ پوچھن کھینے کی نہ بات رکھی	جب سامنے آگے دہر کے منظورِ یہی ک بات رکھی
ٹمک دیکھ لیا دلِ شاہ کیا خوشوقت ہو اور چل نکلے	
اک آنِ خمینِ کلِ پرتی ہی ہر آن کی جنگِ خمین	نہ داخلِ جھڑکی کھانے میں نہ شاملِ بڑھانے میں
نہ ایمان نہ تصریحِ راہی کچھ دل کا جانِ جتانے میں	نہیں ایک غریبِ ہم رکھتے ہیں جس تک نہ جانے میں

ٹمک دیکھ لیا دشا دکیا خوشوقت ہوا اور چل نکلے	
ہو حسن جو اسکا ناز بھرا اور آن دادا بھی بائی ہو	سر پاؤن سے لے اس خچل میں زینت دریا ہی ہو
جب گھر سے وہ دل بکسے چول کھینچے کاشانی ہو	ہلو تو قطیر اس لفت میں بطنر ہی بن آئی ہو
ٹمک دیکھ لیا دشا دکیا خوشوقت ہوا اور چل نکلے	
ولہ	
ہو دام بھیا اسکی زلفون کی ہر اک پل میں	جادو ہو گا ہون میں اور سحر ہو کا جل میں
سر پاؤن سے شوخی ہو اس حیلے چل میں	چتو کی لگاؤٹ نے اک آن کی چھل بل میں
پلکون نے جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
کر نیسے خبر داری ہرگز نہ ہو ا لیا	اور ایک کے سینہ کو عیار کی لے رہا
اس شوخ شکر نے غمزہ سے جو بھین جلا	کی یارو یہ کچھ پھرتی کیا کیسے ابا بابا
پلکون کی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
کیا پیش چلے اس سے یوں ناز بھرا ہو جو	کس طور سرک جا ہونا ہو جو کچھ ہو سو
یہ گھات یہ خچل میں کب یاد پری گو ہو	اس ٹھپ کے تین یارو دیکھو تو ہو ہو ہو
پلکون کی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
ہنس بھس کے لگا جسد مدہ ناز دوا کرنے	جی اسکی لگاؤٹ سے ہر خطہ لگاؤٹ رنے
ہر آن لگی اسکی سوکر کے دم بھرنے	کیا کام کیا یارو اس شوخ شکر نے
پلکون کی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
ڈرتے تھے بہت ہم تو اس شوخ لڑکے سے	اور خون میں تھے اس کے ڈھب آن لاکو سے
آیا جو ادھر کو تھا عیار لپا کے سے	نظر دئے طاتے ہی خچل نے جھپا کے سے

پلکوں کی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
رکھتے تھے بہت ہنر آن کی ہیشاری	خواب نے نہ ملے تھے تا جو نہ گرفتاری
آج اُس بُت پر فن نے اگر یہ طرحداری	جل دیکے ہمیں پ جھپ کر کر کے فوٹکاری
پلکوں کی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
سمجھتے تھے اسے ہنر محبوب یہ بھولا ہی	جو مگر ہی اور فن ہی ہرگز نہیں آتا ہی
یہ بات نہ سمجھتے تھے جو سحر کا نقشا ہی	کیا کیسے نظر آگے یہ رو رہا تماشا ہی
پلکوں کی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں	
ولہ	
ہوا جو آ کے نشان آشکار ہو لی کا	بجا رہا باب سے ملکر ستار ہو لی کا
سرور رقص ہوا بے شمار ہو لی کا	ہنسی خوشی میں بڑھا کاروبار ہو لی کا
زبان پہ نام ہوا بار بار ہو لی کا	
خوشی کی دھوم سے ہر گھر میں رنگ بولے	گلالِ عبیر کے بھر بھر کے تھا لے رکھوائے
نشوونکے جوش ہوئے لگ رنگ تھرائے	جھمکتے روپ کے بن کے بن کے سوانگ دکھلائے
ہوا ہجوم عجب ہر کسار ہو لی کا	
گلی میں کوچے میں غل شور ہو رہا کثر	چھڑکنے رنگ لگے بارہر کھڑی بھر بھر
بدن میں بھیگے ہین کپڑے گلال چروہر	بھی یہ دھوم تو اپنے گھروں سے خوش ہو کر
تماشا دیکھنے بکھر ہو لی کا	
بہار چھڑکوان کپڑوں کی جب نظر آئی	سہر عشق باز نے دل کی ملا بھر پائی
نگہ لڑاکے پکارا ہر ایک شہیدائی	سیان یہ تھے جو پو شا کا پنی دکھلائی

خوش آیا اب ہمیں نقش و نگار ہو لی کا	
تھارے دیکھ کے منہ پر گلال کی لالی	ہمارے دل کو ہوئی ہر طرعی خوشحالی
دکھانے دی سے گلزنگ کی بھری پیالی	جو ہنسکے دو ہمیں پیار سے تم اسٹھری گالی
تو ہم بھی جاوین کہ ایسا ہی پیار ہو لی کا	
جو کی ہو تنہی یہ ہو لی کی طرف تیار	تو ہنسکے دیکھو اور کو بھی جان کی باری
تمھاری آن بہت ہلو لگتی ہو پیاری	لگا دو ہاتھ سے اپنے جو ایک چکاری
تو ہم بھی دیکھیں بدن پر سنگار ہو لی کا	
تمھارے ملنے کا لکھ کر ہم اپنے ملین دیاں	اکھڑے ہیں آس لگا کر کہ دیکھ لیں آں
یہ خوشدلی کا جو ٹھہرا ہو آنکر سامان	گلیمین ڈالکے باہین خوشی سے تم جان
پنجاؤ ہلو بھی اکدم یہ بار ہو لی کا	
اُدھر سے رنگ لیے آؤ تم اور سے ہم	گلال عبیر ملین منہ پہ ہو کے خوش ہر دم
خوشی سے بولیں نہیں ہو لی کھیل کر باہم	بہت دنوں سے ہمیں تو تمھارے سر کی تم
اسی امید میں تھا انتظار ہو لی کا	
بتوئی گالیان نہیں نہس کے کوئی سستا ہے	گلال پڑتا ہو کپڑوں سے رنگ بتا ہے
لکھا کے تاک کوئی منہ کو دیکھ رہتا ہے	نظیر پار سے اپنے کھڑا یہ کہتا ہے
مزا دکھا دے ہمیں کچھ بھی بار ہو لی کا	
ولہ	
چلا جب گھر سے اک لہو نو کو خوش سے چلنے	عرق کو رخ کے پلوئی چپک نکھال لی جھلنے
لکھے تسخیر کے سو نقش و رسم وید ہیکل نے	لگا یا دام زلفون کے شکر بچنے بل نے

	بتایا پان نے رنگ اور سبغالا سحر کاجل نے	
وہ کھڑے کی جھلک آئینہ جسکو دیکھ ہو چین	وہ کاکل کی کھلت جس پر قند ہو نیل وریحان	سسی اور پان سے بھی منفعل ہو نیل وریحان
	گکا ہن دم و دم سو عیش و عشرت سے لگین چلنے	
وہ آکھیں پیاری پیاری دیو لالہ نہ نکا	وہ عالم حسن کا اُسکے بہت مجھ کو پسند آیا	کبھی خوش ہو کے ہو ہو کی کبھی بولا ابا ابا
	عجب لوٹے مزے اُس وقت نظار دن کی اُگل نے	
ہوئی دلو مے اُس آن حاصل کیا ہی خوشنوتی	اُسے بھولا بھکارتین نے دیکھی ہر او اُسکی	کبھی رُخ پر بھی زلفون کی جانب ٹٹکتی باز می
	نہ بولا منہ سے ہرگز دیکھ کر وہ خوشدلی میری	
	مگر کچھ کچھ شتم کی شکر ب سے لگا ملنے	
وہ جسم مسکرا یا پھر تو میں خوش ہوئے کھل کھلا	ہو دال کو تعین میرے کہ یہ محبوب ہی بھولا	نہ یاں کچھ خوف تیوری کا نہ یاں خطرہ ہر جھمکی کا
	مچھ کُجبل سے غافل بھولی صورت کا بنا نقشہ	
	کیا اکبار منہ غمتہ میں مسخ عیار اچیل نے	
مرے ہوش اُڑ گئے یا روجب اُسکی شکل یہ کبھی	وہین گھر گیا اور سٹ پٹایا عقل سب بھولی	کہا دل میں کر دن اب کیا سمجھ تو ہو گئی اُٹھی
	اب اس ظالم کے ہاتھوں بچاؤن کیونکر کیا جی	
	اُٹھا کر جھٹ قدم دان سے لگا گھر کی طرف چلنے	
جس اُس عیار نے دیکھا کہ اب میں یا نہ چل کلا	کہا ہنس کر ارے پُرفن کہاں تو جانے پلو گیا	یہ مسکر اور بھی گھر گیا میں خوف سے اُس جا
	جلا ڈر تاجو آگے کو تو وہ پیر منس کے یون بولا	اڑا گرفت نظارے بچا اب تم لگے ٹلنے

کما جب اُس نے یہ پھر تو حواس اپنے مجھے بھولے	ٹھٹھک کر رہ گیا اُس جانہ ہرگز چل سکا آگے
دکھائی عاجزی منت بھی گئی بعد ہاتھ بھی چڑھے	ادب سے یوں کہا اب تو ہوئی تقصیر یہ مجھ سے
لگے قطرے پسینے کے مرے کندھے سے وہیں دھلنے	
نہ آیا رحم کچھ اُس کو بہت مین نے مہاجت کی	لگنے لگے سامنے آتے ہی سینے میں شان جزوی
گند زلفت پر خرم نے بھی گردن لگی پھر جڑی	لگے غم نے لگانے تیرا دمرد دکھلا کے سو بھرتی
ادھر سے تیغ ابرو کی بھی پھر کیا کیا لگی چلنے	
ادھر آن واد الیٹی کرشمون نے ادھر گھرا	ادھر پلکوں کی نوکوں نے چیمو یا دل میں نشتر
ادھر انداز نے دھج کی کیا دیوانہ و شیدا	ادھر آنکھوں کے جاوڑے بنایا باؤ لاکیا کیا
ادھر کین پھرتیاں کیا کیا نگاہوں کی جھلی پلنے	
کرے کیا وان کئی جس جا یہ صوٹ آنکڑ ٹھہرے	بچا دے دلو پھر کسوئی مگر کرے کیا اور کسے روکے
کروں کیا اس گھڑی کچھ بن آیا دوسو مجھ سے	دکھا کر مجھ کو اپنی دان زبردستی کے یہ نقشے
وہیں دل لے لیا جھٹ پٹ نظیر اس شوخ خیال نے	
ولہ	
لٹنے کا ترے رکھتے ہیں ہم دھیان ادھر دیکھ	بہا تاتی ہی بہت ہکو تری آن ادھر دیکھ
ہم چاہتے دے ہیں ترے جان ادھر دیکھ	ہولی ہو صنم نہ کہے تو اک آن ادھر دیکھ
ای رنگ بھرے تو گل خندان ادھر دیکھ	
ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اس گھڑی ایجان	آئے ہیں یہی کہے خیال اس گھڑی ایجان
تو دل میں نہ کہہ ہے ملاں گھڑی ایجان	کھڑے پہ ترے دیکھ گلال اس گھڑی ایجان
ہولی بھی یہی کہتی ہو ایجان ادھر دیکھ	

اب زردیہ چیرا جو ترے سر پہ جا ہو	اور اُس پہ یہ طرہ جو زریکا بھی دمرا ہو
نیمہ بھی ترا رنگ سے کیسر کے بھرا ہے	پوشاک پہ تیری گل صد برگ فدا ہو
نرگس تری آنکھوں پہ ہو قربان ادھر دیکھ	
ہولی کی طرح ہو جو ہر اک جا میں نمودار	سننے میں کہیں راگ کہیں سے ہیں بشار
ہو دل میں ہیں تو تری نظروں سے سوکار	چپکاری ہمارے تو لگا یا نہ لگا یار
ہلکو تو نقطہ ہو یہی ارمان ادھر دیکھ	
ہو دھوم سے ہولی کے کہیں شو کہیں گل	ہوتا نہیں کچھ رنگ چھڑکنے میں تامل
دن تجھے ہیں سب نہتے ہیں در دھوم ہو گل	ہولی کی خوشی میں تو نگر ہم سے قافل
اے جان ہمارا بھی کہا مان ادھر دیکھ	
ہو دید کی ہر آن طلب دلو ہمارے	جھپٹے ہیں فقط تیری گاموں کے سہارے
ہیں یاں جو کھڑے آنکے اُس شوخ کے مارے	ہم ایک نگہ کے ترے شتاق ہیں پیارے
ملک پیار کی نظروں سے مری جان ادھر دیکھ	
ہر جا طرف ہولی کی دھومیں مینا باہا	دیکھو جدھر آتا ہو نظر زور تماشا
ہر آن جھمکتا ہو عجب عیش کا چیر چا	ہولی کو نظیر اب تو کھڑا کیجھے ہو یاں کیا
محبوب یہ آیا رہے نادان ادھر دیکھ	
اندھیری رات کا بیان	
لاقی ہو جب اپنا یہ شروعات اندھیری	گرتی ہو اُجالے کے تین مات اندھیری
دیتی ہو غریبوں کو مکانات اندھیری	دھلائی ہو خوابان کی ملاقات اندھیری
ہر عیش کی کرتی ہو عنایات اندھیری	کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

جسوقت ہوئی رات اندھیری دھواں دھواں	معتشوق ملاشوق سے جا بھر گئے لکار
گرا سمین کشتین ویاغل ہوا اک بار	ایدمر سے اُدھر ہو گئے دو چار قدم پار
پر لاتی ہو اس ڈھب کی مہمات اندھیری	
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری	
جب یار چلا اوڑھ کے کالا ساڈ شالا	کبل کو اُدھر پہنچے بھی کا ندھے پہ سنبھالا
جامل گئے اور دل کا بھی ارمان نکالا	منہ اُسکے رقیبوں کا کیا خوب سا کالا
کیا وصل کی کھتی ہو کرامات اندھیری	
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری	
بوسہ لیا منہ موڑا لگ ہو رہے چپکے	چھاتی سے لگا چھوڑا لگ ہو رہے چپکے
سینے کا وہ پھل توڑا لگ ہو رہے چپکے	اغیار کا سر چھوڑا لگ ہو رہے چپکے
اس ڈھب کی تو رکھتی ہو عجب گھات اندھیری	
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری	
کل یار نے اور پہنچے جو پی لے کے گلابی	اور عیش لگے کر لے جو ہو ہو کے شرابی
اتنے میں رقیب آگیا بوسہ نگہ شتابی	گر چاندنی ہوتی تو بڑی ہوتی خرابی
ٹامے ہو سب آئی ہوئی آفات اندھیری	
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری	
سو تھے جو ہم اس میں غیر کے کھٹکے	چھپ چھپ اُٹھ دو فلں وہیں نیچے پلنگے
ہم نہتے رہے اُسے ڈھب کا موہ جو مارے	کتنا ہی ٹٹولا جو اُجالا ہو تو پاوے
چوری کی بھی رکھ لیتی ہو کیا بات اندھیری	
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری	

معمول ہے جب چاند کا چھپتا ہو اُجالا محبوب پری شکلِ صراحی و پیالا	ہوتا ہے عجب کھیل پریر و سے دو بالا نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا
اس لوٹ کی کرتی ہو مدارات اندھیری کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری	
جس کو چہ میں چاہا وہین کرنے لگے پھیری اور اس میں کہیں تلگنی گر حُسن کی ڈھیری	بیٹھے کہیں اُٹھے کہیں جلدی کہیں دیری پھر چب تو نہ کہ میری نہ میں کچھ کہوں تیری
کام عیش کے لاتی ہو لگاسات اندھیری کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری	
تھا شوخ سے کل رات عجب سیر کا کھٹکا آیا جو چلنخو رتو بندہ وہین سٹکا	بوسوں کی مدارات کا سینوں کے پٹ کا وہ ٹکڑے کھاتا ہوا پھرتا رہا بٹکا
رد کرتی ہو سب سر کی بلیات اندھیری کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری	
تمہی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی نظر آئے مٹے تھے ہمیں ڈھونڈنے اُس دم کئی بدخواہ	سو عیش و طرب تھے ہم اس یار کے ہمراہ بل بل ہی گئے تو بھی نہ کچھا ہمیں واٹھ
کیا عیش کی رکھتی ہو طلسمات اندھیری کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری	
ولہ	
جو نوجوان ہیں اُنکے دل میں گمان کیا ہے بوڑھا دھیرا کا ڈھمکا فلان کیا ہے	جو ہم میں کس ہے اُن میں تاب تو ان کیا ہے ہم سے جو ہو مقابل شے میں جان کیا ہے

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہو	
ہر وقت دل ہمارا گم رہی بھانتا ہو	تیرا بے ملک ہمارا تو دے ہی چھانتا ہو
ہر شمع گلابن سے گم رہی ہی چھانتا ہو	اس بات کو ہاری اللہ ہی جانتا ہو
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہو	
جاہن تو گھوڑا لیں سو خبر دو کو دم میں	اور میلے چھان مارین وہ زور پہ قدم میں
سینہ پھٹ کر رہا ہو خوابان کے دروغ میں	پٹھون میں وہ کمان چھین گریبان میں ہم میں
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے	
موسلے ہوئے ہیں بہت خوش بانگ دروغ سے	اور جھریان پڑی ہیں آنکھ غم و الم سے
موت چھین سفید کی ہیں اس ہجر کے ستم سے	بوڑھا ہیں بچا نوا اللہ کے کرم سے
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہو	
کوئی بھی بال تن پر میرے نہیں ہو کالا	خوبان کے دروغ کا ان پر پڑا ہی پالا
اگر جوان مقابل ہو دے کوئی ہمارا	خالق سے ہی یقین یہ دکھلاے وہ بھی بھلا
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہو	
ای یار سو برس کی ہوئی اپنی عمر آخر	دکھلاے جس گھڑی میں میدان میں دراکر
اور جھریان پڑی ہیں سارے بدن کے اوپر	رستم کو بھی سمجھتے اپنے نہیں برابر
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہو	
ہم اور جوان ملکر دل کے تین لگاویں	اور اپنے اپنے گل سے ملنے کی دل میں لاویں
جا کر اٹھو نکلے گھر چب زور آزمایں	وہ گردیوار کو دین ہم کو ٹھاپا نہ جاویں
اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہے	

جاتے ہیں روزِ معنی خوابان کی بستیاں ہیں	ہر آن دید بازی اور بہت پرستیاں ہیں
سوسو طرح کے حیلے جی میں اکستیاں ہیں	کیا جوش بھری ہیں کیا جوش مستیاں ہیں
اب بھی ہمارے آگے یارِ وجوان کیا ہے	
جو کھو جانے پوڑھا سودہ ہو شیخ چلی	ہم چھپر ڈالیں اب بھی خواب کو کر کے کھلی
ہاتھی کو داب بٹھیں جیسے چوہے کو بلی	رستم سے اک گھڑی میں مجھ دین تو تہلی
اب بھی ہمارے آگے یارِ وجوان کیا ہے	
دنیا میں طاقت اپنی مشہور اس قدر ہو	گوچر میں اور مکان میں دیکھو جدمِ اصرار ہو
جنگل میں ہاتھی چیتا یا کوئی شیر نہ ہو	ہر اک کے دل میں اپنا ہی خوف اور خطر ہو
اب بھی ہمارے آگے یارِ وجوان کیا ہے	
کرتے ہیں ہم چو یارِ داب دھوم اور دھڑکے	دیکھو جوان تو اس کے چٹ جائیں دم میں چھلکے
پتے ہرن کے پیائے چلتے ہیں یارِ دستکے	کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہیں اب جھلکے
اب بھی ہمارے آگے یارِ وجوان کیا ہے	
کیا بات ہو جو گلشنِ نظر میں چھپائے ہے	کچھ ہو یہ دو گنگا ہیں ہنس کر طالے ہے
ہم وہ میان ہیں اللہ بالائے ڈالے ہے	رہتے ہیں ہاتھ باندھے اب حُسنِ وائے ہے
اک دم کو آگے ہیں منہ مت چھپائے ہے	
ٹک ٹک کے اوپر یرو آنکھیں لڑائے ہے	
اُس حسن کا پڑا ہو کا نوین جب سے جھٹکا	ہو کر فقیر نے جامہ رنگا ہو تن کا
دیدار کی طلب کو پیا لانا نہیں کا	سیلی سین کے تاکا شکا پھرا کے شکا

	اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے ٹٹک ہنسکے اوپر پروا نکھین لڑالے ہے	
اپنی تو عشق میں ہی گزری جوانی پری اسے دل جلونکہ دلبر اور وقت و سنگری	یا کاکلون کے پیوندے بازلف کی سیری پیرے ہی دیکھنے کو اب ٹھان کے فقیری	
	اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے ٹٹک ہنسکے اوپر پروا نکھین لڑالے ہے	
آگے بھی بھیس چنے بدلے ہیں کشتی باری جو گی بھی بن چکے ہیں مندیل بھی سنواری	زنا ر باندھی قشقہ کھینچا ہر ہو چاری آزا دین کے اسدم ہیں دیر کے بکاری	
	اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے ٹٹک ہنسکے اوپر پروا نکھین لڑالے ہے	
بانکے بھی ہو کے چنے اس دیر کو اڑایا بانک و پٹا و لیم گد کا و لٹھ بھرایا	شمیر اور سپ کو اک عمر کھڑکھڑایا بھمکا تھمارا اسدم ہم کو جو یاد آیا	
	اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے ٹٹک ہنسکے اوپر پروا نکھین لڑالے ہے	
پھر کتنے روز چنے بچائے کا پالا بخر اگلہری طوطا شکر اشکار والا	اس حال میں بھی کتنے خوبان کو دیکھ ڈالا اب دیکھنے کو تیرے یہ سوانگ کر کے لالا	
	اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے ٹٹک ہنسکے اوپر پروا نکھین لڑالے ہے	
ٹٹکے میں مدتوں تک چنے پلنگ اتارا	کتنے پری رخون کو جا پیرنے میں مارا	

تصویرین چنپا بھی کتنے دنون بچا را	اب دیکھئے کو تیرے ہو کر فقیر یا را
اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے	ہمک ہنسکے اوپر یرو آنکھیں لڑا لے ہے
گشتی میں کتنی مدت چنے بدن کو توڑا	سو گلبدن کے تن کوٹن ماننا مڑوڑا
جو ڈھب تھا اُس ہنر کا کوئی نہ غنہ چھوڑا	اب خبر وہ کا پیارے دنیا میں دیکھ توڑا
اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے	ہمک ہنسکے اوپر یرو آنکھیں لڑا لے ہے
جوڑے کبوتر دیکے کتنے دنون لڑا لے	انکو بے چنگ گڈے کلین چنگ بنائے
اُٹھٹ والے بن ہزارون چھاپے تنگ لگائے	ہیں دیدے جو دل میں لاکھون مزے مائے
اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے	ہمک ہنسکے اوپر یرو آنکھیں لڑا لے ہے
پھر بل بھی لڑا لے اور گلہ میں بھی بالین	خجل میں گل نگاہیں اور پڈریان سنبھالین
ڈیو نہیں ڈال کھی مل بکریان بنالین	کیا کیا نہ ہننے پیارے پھر ٹھیک کیا نچالین
اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے	ہمک ہنسکے اوپر یرو آنکھیں لڑا لے ہے
اس شہر میں ہزار دن گو خبر و بتان ہیں	لیکن بناؤ کسی یہ پیاری انکھڑیاں ہیں
کس میں یہ غلبہا ہٹ کس میں یہ شوخیان ہیں	اندا کر کے دل میں تجھ میں جو خویان ہیں
اک دم کو آگئے ہیں منہ مت چھپالے ہے	ہمک ہنسکے اوپر یرو آنکھیں لڑا لے ہے

خیرادی ہو کے ہنہ لٹو چکی بنائے	اُسین بھی کتنے لڑکے خیر اور چڑھائے
پھر ہو کے سرمہ واسے سرمہ بہت لگائے	رہیوں تلک لڑائے بندر تلک بچائے
اک دم کو آگئے ہین منہ مت چھپائے ہے	ٹک نہکے اوپریر و آنکھین لڑائے ہے
اب تو نظیر تیرا ہی میہان پیارے	اگر گلے لپٹ جااے مہربان پیارے
یوہ کئی دلا دے ہو تو نوں سے جان پیارے	تیرے ہی دیکھنے کا رکھو ملین و میاں پیارے
اک دم کو آگئے ہین منہ مت چھپائے ہے	ٹک نہکے اوپریر و آنکھین لڑائے ہے
ولہ	
ہین مرداب وہی کہ جنوں کا ہون درست	حرم تانھین کے واسطے جکا چلن درست
رہتا نہیں کسی کا سدا مال ہون درست	دولت رہی کیسی نہ بلغ و چمن درست
جتنے سخن ہین سب میں ہی ہو سخن درست	اشد آبرو سے رکھے اور تند درست
رہنما میں اب اُنھو کے تین کیئے بادشاہ	جنگ بدن درست ہین دن رات سال و ماہ
جس پاس تند رستی حرمت کی ہو سپاہ	ایسی پھر اور کون سی دولت ہو واہ و ماہ
جتنے سخن ہین سب میں ہی ہو سخن درست	اشد آبرو سے رکھے اور تند درست
جو گھر میں اپنے میری وحشت پناہی ہو	بن تند رستی سب وہ خرابی تباہی ہو
یہ تند رستی یا ر و بڑی بادشاہی ہو	بچ پوچھے تو عین یہ فضل آئی ہو

	<p>جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست</p>	
<p>بیمار ہی تو خاک سے ہر تر ہی سب وہ زر پھر نہ کسی کا خوف نہ ہر گز کسی کا ڈر</p>		<p>گرد و لتون سے اُسکا بھرا ہو تمام گھر ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہی سر بسر</p>
	<p>جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست</p>	
<p>بے زر ہو یا امیر ہو پر تندرست ہو مفلس ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو</p>		<p>عاجز ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو قیدی ہو یا اسیر ہو پر تندرست ہو</p>
	<p>جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست</p>	
<p>ہو تندرستی اور طے حرمات سے آب و دان پھر ایسی اور کونسی دولت ہی میری جان</p>		<p>اسمیں تمام ختم ہیں عالم کی خوبیاں قسمت سے جب یہ دونوں میوے ہوں چھوڑ دیاں</p>
	<p>جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست</p>	
<p>محتاج حق سوا پہ کسی اور کا نہ ہو اک تندرستی چاہتے کچھ ہو دے یا نہ ہو</p>		<p>پر و انہیں اگرچہ لکھا یا پڑھانہ ہو حسن و جمال و علم و ہنر گو ملانہ ہو</p>
	<p>جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست</p>	
<p>تو اُسکو جانے سگدا سے بھی ہوتا ہ</p>		<p>بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ</p>

ہم تو اسی کو شاہ کین اور جہان پناہ	اب جس کا تن درست ہو حرمت سے ہوتا
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
ہوں گرچہ لاکھ دو لکھ بیمار کے کئے بہتر ہیں مفلسی کے میاں جانیے چنے	اور نعمتوں کے ڈھیر لگے ہوں بنے ٹھننے جو تندرست ہیں وہی دوا ہیں اور بنے
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
جب تندرستیوں کی رہیں دلمین بستیان کھانے کو نعمتیں ہوں ویافانہ بستیان	پھر سطوح کے عیش میں اورے پرستیان سب عیش اور مزے ہیں جو ہوں تندرستیان
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
چاہا جو دل نشہ کو تو وہیں تنکا لیا آیا جو عیش دل میں خوشی سے اڑا لیا	محبوب دلبرو کو نگلے سے لگا لیا جو مل گیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
آیا جو دل میں سیر چین کو چلے گئے میٹھے اٹھے خوشی میں ہر اک جا چلے پھر	ہاں اچوک سیر تاشے میں خوش ہوئے جا کے مزے میں رات کو بانوش ہوئے
جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہو سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	

<p>جہانک یہ کل ہی ہو جی تک پڑے ہو کل پھر نہ خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل</p>	<p>قد رت سے یہ جوتن کی نبی ہو ہر ایک کل گر ہو خدا نخواستہ ایک کل بھی چل بہ چل</p>
<p>جتنے سخن ہیں سب میں ہی ہم سخن درست اللہ ابرو سے رکھے اور تندرست</p>	<p>جتنے سخن ہیں سب میں ہی ہم سخن درست اللہ ابرو سے رکھے اور تندرست</p>
<p>یا بادشاہِ عہد کا یا ملک کا وزیر جو تو نے اب کہا سو یہی حق ہو فیضِ نظیر</p>	<p>ادنیٰ ہو یا غریب تو نگر ہو یا فقیر ہو سب کو تندرستی و حرمت ہی دیندیر</p>
<p>جتنے سخن ہیں سب میں ہی ہم سخن درست اللہ ابرو سے رکھے اور تندرست</p>	<p>جتنے سخن ہیں سب میں ہی ہم سخن درست اللہ ابرو سے رکھے اور تندرست</p>
<p>سکھ سے رہنا خلق میں خوش دنگا ہی ہو جیے صحت و حرمت کو نت حشمت پناہی ہو جیے</p>	<p>دکھ کی دولت ہو تو اسکو بھی تباہی ہو جیے روشنی کو غم کے ہر جاگہ سیاہی ہو جیے</p>
<p>تندرستی کو نپٹ فضلِ الہی ہو جیے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیے</p>	<p>تندرستی کو نپٹ فضلِ الہی ہو جیے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیے</p>
<p>اس برابر کو نہا ہے پھر جانینِ عجز و جاہ کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ</p>	<p>صحت و حرمت سے گرا تھیاں کر رہے بناہ اب جو ہم اس بات کے رتبہ کو کرتے ہیں گاہ</p>
<p>تندرستی کو نپٹ فضلِ الہی ہو جیے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیے</p>	<p>تندرستی کو نپٹ فضلِ الہی ہو جیے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیے</p>
<p>جس میں تن سالم رہے اور پیٹ حرمت سے بھرا پھر جانینِ اُس سلیار کو نہا ہے بادشا</p>	<p>اُسکے سب محتاج ہیں اب شاہ سے تانگرا آبرو اور تندرستی جو حق نے کی عطا</p>

	<p>تندرستی کو بیٹِ فضلِ آکسی ہو جیسے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیسے</p>	
<p>دو تین چنبی ہین سب ان دولتوں سے ہین تلے عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے</p>	<p>ابرو اللہ رکھے اور عمرِ حرمت سے کٹے ہر گھڑی ہر آن ہر دمِ خلق میں یہ لکھ دے</p>	
	<p>تندرستی کو بیٹِ فضلِ آکسی ہو جیسے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیسے</p>	
<p>آبرو دنیا میں یا روموتی کسی سی آب ہو جس کئے ہو یہ اُسی کا سببِ بدآب ہو</p>	<p>تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہو نہ رہیں یہ زندگی تو پھر خیالِ دُخواب ہو</p>	
	<p>تندرستی کو بیٹِ فضلِ آکسی ہو جیسے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیسے</p>	
<p>ہین جہاں تک خلق میں برہم جو ان خرد و کبر کیا تو نگر کیا غنی کیا بینو اور کیا فقیر</p>	<p>عالم و فاضل گداؤ بادشہ میر و وزیر سب جہاں میں ہین اسی نکتہ کے قائل و غیر</p>	
	<p>تندرستی کو بیٹِ فضلِ آکسی ہو جیسے آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی ہو جیسے</p>	
<p>کیا علم اُنھوں نے سیکھ لیا جو بچ لکھ کو باغی ہین ول اُنکے تار تار دیکھنے ترن کے بل طمانچہ ہین</p>	<p>اور بات نہیں منہ سے نکلیں ہنٹ ہٹا جانچے ہین منہ جگ زبانِ بل سارنگی باکھنڈ ہاتھ ناچے ہین</p>	
	<p>ہین لاکھ آئین کے رنگ بھرے اور بھاؤ آئین کے سانچے ہین جو رنگت بے تارل پھول پتال کچھا وچ ناچے ہین</p>	

اور مجھ کو گھنگرو بند چوت گت کا تگے پانے یہ ناچ کوئی کیا بچانے اس ناچ کو ناچے سوچا	گل باجے جگر ٹوٹ گئے آواز گلی جب بھرنے سنگیت نہیں یہ سنگت ہو تو بھی جس سے تان
	ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بجاؤ انھیں کے سانچے ہین جو گیت بے سُر تال ہو بن تال بکھاوج مانچے ہین
اور پاؤں کو کھینچا پاؤں سے جب پاؤں لگے گت پاؤں سب کا چھپ چھپ سب ناچ نچے اُس سیا چھیل چھا کر	جب ہاتھ کو دھویا ہاتھ سے جب ہاتھ لگے ٹھکانیکو جب آنکھ اٹھائی نہن سے جب بن لگے ٹھکانیکو
	ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بجاؤ انھیں کے سانچے ہین جو گیت بے سُر تال ہو بن تال بکھاوج مانچے ہین
خونہ چرس کی زردی ہو اُس دیکھی سبلی ہی جس مجلس میں نہ ناچے ہین مجلس سے خالی ہی	جو آگ جگر میں بڑکی ہو اُس شعلہ کی اُجیالی ہی جس پر آنکا پاؤں پڑا اُس گت کی چال نرالی ہی
	ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بجاؤ انھیں کے سانچے ہین جو گیت بے سُر تال ہو بن تال بکھاوج مانچے ہین
بن روئے رطائے ہین جب نرت نرالا کرتے ہین بن ہاتھوں بھلاؤ تلاتے ہین بن پاؤں کھڑے گئے بھرتے ہین	سُٹنا بڑھنا پھینکنا دھرا دھرا اور بجاؤ انھیں کے سانچے ہین گینے جھمکے دکھلاتے ہین بن جوئے من کو ہرتے ہین
	ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بجاؤ انھیں کے سانچے ہین جو گیت بے سُر تال ہو بن تال بکھاوج مانچے ہین
کہیں آپ کہا کہیں ناچ کیا اور نا کہیں بھڑکے گئی اک مرت چھاگے گئی اوجو سین جوت سما گئی	تھا جنکی خاطر ناچ یا جب صورت اُٹکی سے گئی جھیل جھیل سندر کی چھینیک اندر چھا گئی
جو گیت بے سُر تال ہو بن تال بکھاوج مانچے ہین	ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بجاؤ انھیں کے سانچے ہین

سب ہوش بدن کا دور ہو جا جب پہچان نہ ہو گی	تن بھنگ ہوا دل نہ گنت اس پہ گئی تین سبھی
یہ ناچا فطیر اب یاں کیلے چکا تاج اجمی	جب بوندی جاوے اور میں تان کا آخر کلا جی
ہر اہل انصاف کے رنگ بھرے او بجا و انصاف کے سانچے ہیں	جو گیت سترال ہو بن تال کچھا وج نانچے ہیں
ولہ	
جتنے ہیں اب جاغین سبز کیے عشق والے	دلشاد و سرخ آنکھیں سرسبز منہ اُجاے
پیتے ہیں سبز طرے کھاتے ہیں تر نوالے	کیا دیکھتا ہی بیٹھا او یا رحمن والے
پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے	جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھیر ہالے
غیر وکی تو نے اکثر میچون تو ہو کھائی	سُرخ ذرا بھی تیری آنکھوں تلک نہ آئی
گر دیکھنی ہو تجھ کو کچھ عیش کی چڑھائی	اُچھلین دوال پاکھے او بچا ندین چار پائی
پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے	جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھیر ہالے
گھولے ہو پست تیرے خاطر قریب بھڑوا	اب پستی کر گیا بھگو وہ چو رصڑوا
دیکھ گیا جب تو لے گا تیرا تار کھڑوا	گر سیر دیکھنی ہو تو کر کے دل کو کڑوا
پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے	جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھیر ہالے
کھا کر انیم ظالم مت ہو جو انہی	تن سوکھ کر کھجاوے آواز ہو گی دیمی
کیوں بھینسا بنا ہو اے گلندار سی	عاشق تو اب اسکے من مست ہیں قدیمی

	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>پھولے گا پیٹ تیرا بیٹھنے کرے گا اور یہ نشہ تو کوٹھے جھجے پہ لے آئے گا</p>		<p>ہاڑی دسیندھی بڑا ظالم اگر پیسے کا پکیر شراب ناحق کچھڑ میں گر پڑے گا</p>
	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>اور چرس کے پیسے سے تجھ کو لگے کلکڑا لوہن ہار بدھی اور سر پہ رکھ کھڑا</p>		<p>کا بچا پیسے ہو گا تیرا شعور مٹا چاہے اگر اڑنا عشرت کا ناز بڑا</p>
	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>لوٹ کی ڈالگا ہٹ سوتے کے سوکھڑا کے تو جھڑ اپنے نیچے اور سر کو جھڑ جھڑا کے</p>		<p>ہیں اس نشہ میں ظالم سورنگ کے دھڑکے گر دیکھیں ہین تجھ کو کچھ عیش کے جھڑا کے</p>
	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>تیار تن بدن ہوا و دل بھی پھول جاوے عشرت کی لہریں آوین دکھو در و بھول جاوے</p>		<p>بزرے کا وہ نشہ ہوا زخم کی دھو لجاوے آنکھوں کے آگے آکر سون ہی پھول جاوے</p>
	<p>پی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے جو ایک دم میں تیرا گھر گھوٹے چھپر ہالے</p>	
<p>پر سنبر یوں کے یان تو دریاؤں ہی ہیں</p>		<p>پسیا ہو پاس یارو یا غلسی سہیں</p>

کوٹھ کے اسطرن کو یا اس طرف رہیں گے	اب تو نظیر پیارے ہر دم ہی کہیں گے
پتی عاشقون میں آکر دو بنگ کے پیالے	جو ایک دم میں تیرا گھر گھوڑے چھتر ہالے
کیونٹ بٹ بیٹھا ہوا ڈالے کان غفلت کا تیل	خلق میں کیا کیا چھیڑ بنیوں کی ریل پیل
کھول زلف عیش کو اور ڈال بیلے کا پھیل	پھر چڑھاوے آسمان عیش پر عشرت کی پیل
کوٹھ سی سونکویا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل	چھوڑ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ٹنڈ پیل
نمدق سے نام پہلے لال و شہباز کا	مانگ پھر چڑھنے کو گھوڑا باز ہاتھ اوپر اٹھا
اور نشہ کی جہانچہ میں جو ہاتھ لگا وے سوکھا	بھنگیان ورباغ رفتہ بیر غلطی سب روا
کوٹھ سی سونٹے کو بیا اور دیکھ ٹک قدرت کا تیل	چھوڑ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ٹنڈ پیل
جسے اس دنیا میں کراہیں بھی بی بھنگ	اُسے چوچھو تو کیا دیکھا جہان کا آب و بنگ
گر تجھے کچھ دیکھنے میں زندگی کے رنگ بھنگ	تو منگا نہیری کو اور دے ستون کو لیکے سنگ
کوٹھ سی سونٹے کو بیا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل	چھوڑ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ٹنڈ پیل
کل مجھے دریا پر خواجہ خضر جو مل گئے	سبز پیرا ہن گلے میں ہاتھ میں اعصا لے گئے
کم خوراک اور ناتوانی کے گلے میں جب کیے	تب تو وہ منہ دیکھ میرے کسے یوں کنے گئے
کوٹھ سی سونٹے کو بیا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل	چھوڑ سب کاموں کو غافل بنگ پی اور ٹنڈ پیل

پھر کہا میں اُنسے یوں اس میرے ہادی رہنا جی بھی رہتا ہوں اور دل بھی رہتا چو خفا	میں نے کچھ دیکھا نہیں دنیا میں آنے کا سوچ سوچ آخر اُنھوں نے پھر ہی مجھے کسا
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
مرشد دھولا سے پوچھا میں نے اسی پر نہیں ٹنگے بولے وہ تباوین ہم تجھے اسکا جتن	میری کچھ لگتی نہیں اللہ سے دلی لگن جاشاب اور جلد سبزی لے کے اکڑ چا مرن
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
زر ہر تیرے پاس تو سبزی کا تو بیو پار کر ٹاٹ کے بوسہ سلاکتے کھودا کوئین بھی مگر	کوٹھیاں ٹنگے گھڑے کوڑے مڑی بھر دھرم بیٹھ گھر میں چین بد دن رات اور شام و بحر
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
اور تجھے کھیتی کی قدرت ہو تھیری کو بوا گھونٹ سبزی چھان سبزی اور زمین نہا	باغ میں گھر میں محن میں پڑ سبزی کے رنگا دیکھ ہی سبزی کو اور سبزی ہی پی سبزی ہی کھا
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
یہ محن تو سب نشے بازوں میں اب ہکا بچا جون سے سلطان بھنگرے تو چوچھ بکا بچا	میں سبزی کا نشہ اب سب نشوں کا ہی بچا وہ یہی بھنگو کہیگا اب تو شور و غل بچا
کوٹڑی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	

یہ وہ سبزی ہو جسے پتے ہین یاں آکر فقیر گر تو چاہے اب سخن سرسبز ہو اور دلپذیر	فضل اور بوڑھے کو یا تو تی جوان کے حق میں کمر تو کوئی دو چار من سبزی منگا کر ادنیٰ نظیر
کوٹڑی سوٹنے کو بجا اور دیکھ مک تیرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
ول	
جب پھول کا سر سونے ہو آ کے کھنستا ہنسنے بھی دل اپنے کے تین کر کے غنستا	اور عیش کی نظروں سے نگا ہوں کا لڑتا اور ہنس کے کہا یا رسے اے لکڑ بھوتا
سبکے تو بستین ہین پیاروں کا بست	
اک پھول کا گیند دن کے تنگا یا رسے بھرا جب آنکھ سے سورج کے ڈھلارے کا بھرا	دس من کا لیا بار کندھا ہاتھ کا گھرا جا یا رسے ملکر یہ کہا اسے مرے رجبہرا
سبکے تو بستین ہین پیاروں کا بست	
تھے اپنے گلے میں تو کئی من کے پڑے ہار آنکھوں میں نشہ ے کے اُبلتے تھے دھواں بھار	اور یا رسے گجر بھی تھے اک دھونکی مقدار جو سانے آتا تھا یہی کہتے تھے ملکار
سبکے تو بستین ہین پیاروں کا بست	
پگڑ میں ہارے تھے جو گیند دن کے کٹی پٹ ساتی نے بھی شکے سے دیا فہ کے تین پٹ	ہر جھونک میں گنتی تھی بستوں کے تین اٹیر ہر بات میں ہوتی تھی اسی بات کی آجیر
سبکے تو بستین ہین پیاروں کا بست	
پھر راگ بستنی کا ہو آن کے کھٹکا دل کھیت میں سر سونے ہر اک پھول کے ٹکا	دھونے کے برابر وہ نگا یا بنے ٹکا ہر بات میں ہوتا تھا اسی بات کا ٹکا

	سبکے تو بستین ہن یہ یارون کا بستنا	
جب کھیت پہ سرونگے دیا جا کے قدم گاڑ محبوب رنگیوان کی بھیڑاںک ساتھ لگی جھاڑ	سب کھیت اٹھا سر کے اُپر رکھ لیا جھاڑ ہر جھاڑ سے سرونگے کچھ تہی تھی ابھی جھاڑ	
	سبکے تو بستین ہن یہ یارون کا بستنا	
خوش بیٹھے ہن شاہ و وزیر آج اہا ہا بلبل کی نکلتی ہی صغیر آج آہا ہا	دل شاد ہن ادنے و فقیر آج اہا ہا کستا یہی پھرتا ہی نظیر آج اہا ہا	
	سبکے تو بستین ہن یہ یارون کا بستنا	
	ولہ	
تنہا نہ اُسے اپنے دل تنگ میں پہچان بیرنگین بازنگ میں نیزنگ میں پہچان نت روم میں اور ہند میں اور رنگ میں پہچان ہر عزم ارادہ میں ہر آہنگ میں پہچان	ہر باغ میں ہر دشت میں ہر رنگ میں پہچان منزل میں مقامات میں ہر رنگ میں پہچان ہر راہ میں ہر ساتھ میں ہر رنگ میں پہچان ہر دھوم میں ہر صلح میں ہر جنگ میں پہچان	
	ہر آن میں ہر بات میں ہر رنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلیبر کو ہر اک رنگ میں پہچان	
پھل پات کہیں شاخ کہیں پھول کہیں سیل آزاد کوئی سبک کسی کا ہو کہیں سیل کرتا ہو کوئی ظلم کو لیتا ہو کوئی جھیل ادنی کوئی اعلیٰ کوئی سوکھا کوئی ڈنڈیل	نرگس کہیں سوسن کہیں بیلک کہیں راسیل ملتا ہو کوئی راکھ چنبیلی کا کوئی تیل باندھے کہیں تلوار اٹھاتا ہو کوئی سیل جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہن یہ سیل	
	ہر آن میں ہر بات میں ہر رنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلیبر کو ہر اک رنگ میں پہچان	

<p>چھانے ہو کوئی خاک اڑاتا ہو کوئی مال روتا ہو کوئی ہو کے غم دور دین پامال پہنے ہو کوئی جیتھڑے اور بے ہو کوئی شال جب غور سے دیکھا تو اسی کی ہی سب بال</p>	<p>گاتا ہو کوئی شوق میں کرتا ہو کوئی حال ہنستا ہو کوئی شاد کسیکا ہو بُرا حال ناچے ہو کوئی شوخ بجاتا ہو کوئی تال کرتا ہو کوئی ناز دکھاتا ہو کوئی بال</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	
<p>کہتا ہو کوئی دیر میں پوچھی کی سماچار بیٹھا ہو کوئی عیش میں پھرتا ہو کوئی زار مفلس کوئی ناچار تو انگر کوئی زوردار جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں سب سار</p>	<p>جاتا ہو حمیم کوئی قرآنِ نبل مار پہونچا ہو کوئی پار بھٹکتا ہو کوئی دار عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی ٹھہ مار زخمی کوئی ماند کوئی اچھا کوئی بدکار</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	
<p>بیٹھا ہو بہارِ دین میں کوئی پھرتا ہو بن چھوڑے ہو کوئی مال سیٹھے ہو کوئی دھن لوٹے ہو کوئی خاک میں رو رو کے ملا تین جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب بن</p>	<p>ہو کوئی دلی دوست کوئی جان کا دشمن مالا کوئی چیتا ہو کوئی شوق میں سحر نکلے ہو جو اہر کے کوئی پہن کے ابرن جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	
<p>دو زنج کہیں بکھٹھ کہیں ارض و سہوات</p>	<p>سردی کہیں گرمی کہیں جاڑا کہیں بہات</p>

<p>حوریں کہیں غلام کہیں پریان کہیں جنات سختی کہیں راحت کہیں گردش کہیں کائنات تارے کہیں سورج کہیں بچ اور کہیں نجات</p>	<p>اوجڑ کہیں بستی کہیں جنگل کہیں دیہات شادی کہیں ملقم کہیں نوراد کہیں ظلمات جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں طلسمات</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>
<p>بیچے ہو جو ہر کوئی زرد و سیم و طلا رنگ دیتا ہو کوئی ہاتھ سے لیتا ہو کوئی مانگ ٹھہرا ہو کوئی چور لگا تا ہو کوئی تھکانگ لکھتا ہو کہیں جہانجہ کہیں سنگ کہیں بانگ</p>	<p>مارے کوئی پارے کو بناوے کوئی مرگانگ محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہو کوئی دانگ ملتا ہو کوئی پوست کو چھانی ہو کوئی بھانگ بغیر سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب سوانگ</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>
<p>تاری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی باتیں کوئی بیٹھا ہو اکرتا ہو کیتابی مارے ہو زل کوئی کہیں جیسے ہو جابی کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی</p>	<p>صوفی کوئی زاہد کوئی بدست شربی پیتا ہو کوئی کیف کوئی سے کا کلابی سچا کوئی جھوٹا ہو کوئی رند خرابی ہیں اُسکی ہی قدرت کے یہ سب لال کلابی</p>
<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>	<p>ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہو تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان</p>
<p>کیا حسن کہیں پایا ہو اللہ ہی اللہ کیا رنگ یہ رنگو پایا ہو اللہ ہی اللہ</p>	<p>کیا عشق کہیں چھایا ہو اللہ ہی اللہ کیا نور یہ جھمکا یا ہو اللہ ہی اللہ</p>

کیا دھوپ ہو کیا سایا اللہ ہی اللہ	کیا مہر ہو کیا مایا ہو اللہ ہی اللہ
کیا تھا ٹھہرے ٹھہرایا ہو اللہ ہی اللہ	کیا بیدِ نظیر آیا ہو اللہ ہی اللہ
ہر آن میں ہر بات میں ہر دھنگ میں بچان	عاشق ہو تو دبر کو ہر اک رنگ میں بچان
چاندنی رات کا بیان	
محسنِ چمن میں وہ واہ زور کھلی تھی ٹہنی	چاند بھورین لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یارِ گلبدن بہن کے بلو لازی	چکے تھے تار تار میں نہ کی جھلکِ ذری
بوس و کنا جام دے میسنِ طربِ خوشی	اسین کدیں یک بیک مرغِ حرنے بگدی
صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی	
یارِ نعل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی	
کیا ہی مزے سے عیش کی راتیں کا بیان	چھوٹیں تھیں ماہتابیں نہون کی ہتایان
آگے چنی تھیں صفِ بے صف کے کی گلیان	ہکو نشو کی مستیان یار کو نیم خوابان
سینو تھیں باضربان آنکھوں پر بجا بیان	اسین فلک نے رشک سے وہیں پہنچا بیان
صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی	
یارِ نعل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی	
شب کو دونوں میں وہ دلو زورِ غنکار تھے	ہنسے دو چار پار تھا یار سے ہم دو چار تھے
دونوں دلوں پیار تھا دونوں گلوں میں اترتے	وصل سے بقیہ رتے عیش کے کار و بار تھے
یسے میں آسمان کے خیرِ حد کے پار تھے	ایک پلک میں ناگماں بٹ حوے شراب تھے
صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی	یارِ نعل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

<p>چمک رہی تھیں بلبلین باغ رہا تھا سبک یارِ نبل میں غنچہ لب بوسون کی سو لیک لپک ایسے مے میں عیش میں آو کہیں کٹ دھک</p>	<p>چاندنی واہ چاندنی کرتی تھی کیا جھلک جھلک جام کے لب سے ہر گھڑی تھی جھلک جھلک عیشِ مطرب کی لذتیں ہو لگیں جو یک یک</p>
<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی یارِ نبل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رگہئی</p>	
<p>ایک طرف وہ رشک سر میری نبل میں تھا پڑا مڑکی لگائی ہاتھ میں آکھو نہیں چھار ہاتھ اتنے میں آو یک یک کیا ہی غنچہ یہ ہو گیا</p>	<p>ایک طرف تو نور میں ماہ رہا تھا جگمگا دو فون و لون میں لذتیں دنوں دنوں میں تھی ہونٹوں سے ہونٹ لگ رہے سینے سے سینہ مل رہا</p>
<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی یارِ نبل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رگہئی</p>	
<p>جھوم رہی تھیں باغ میں نبل دھل کی ڈالیاں خوش ہو گئے پٹ پٹ دیتا تھا میٹھی گالیاں جھلکے فلک نے اس میں ہاسے آتھیں لالہ لالیاں</p>	<p>واہ ہو تھیں رات کیا چاندنی کی گالیاں شوقِ نبل میں تازے کھوئے تھا زلفیں کالیاں بھی نشہ میں تھی ساتی کی پیکے پالیاں</p>
<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی یارِ نبل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رگہئی</p>	
<p>تا دھونکے تھے بندھے ہوئے تھی چاندنی ٹری دیتا تھا بوسے پیار سے سینہ سے لپک لپک ٹری کیا ہی گھڑی تھی عیش کی میں ہلا یہ آٹری</p>	<p>کیا ہی چمن میں شب کو واہ بری تھی نور کی ٹری غنچہ دہن تھا بے خبری تھی جو لپک لپک ٹری چشم سے چشم بہت لعل لاتی سے چھاتی جب ٹری</p>
<p>یارِ نبل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رگہئی</p>	<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی</p>

<p>باغ تھا یا کہ خلدہ یا کہ بہشت یا ارم چاندنی تھی وہ چاندنی چاندیازنگ جس کم دونوں نشون عین ست ہوسنے پانگ چیکم</p>	<p>یار تھا یا کہ عورہ یا کہ بیری وہ یا صنم پیتے تھے سگری گھڑی پیتے تھے بوسہ و بدم میش مزا تھا وصل کا اسمین نظر اور ستم</p>
<p>صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہو اچلی یار نعل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رگمی</p>	
<p>موسم برسات کے بیان میں</p>	
<p>رات لگی تھی واہ واہ کیا ہی بہار کی چھڑی شمع د چراغ گلبدن بارہ درستی بیغ کی ہنمو کے مزے ہوا کے نل کے ٹٹے گھڑی</p>	<p>موسم خوش بہار تھا بروہو کی دھوم تھی یار نعل میں غنچہ لب رات اندھیری جھک ہی اسمین کہیں سے ہے تم ایسی لاک آپون چلی</p>
<p>ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھیں سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگٹی</p>	
<p>شب کو ہوئیں ابا ابا زور مڑوئی مستیان سبز و لوئی مستیان جس خوشی گئی مستیان اسمین فلک ایک بیک لوئیں و نوئی مستیان</p>	<p>بجلی کی شکلیں تھیں بوندین پڑیں مستیان دھوم جنوں میں مستیان جھلکیں نرائی مستیان سارے نشہ وہٹ گئے گھوئیں سہر مستیان</p>
<p>ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھیں سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگٹی</p>	
<p>برسی تھیں کیا ہی مجھوم مجھوم رات گھٹائیں گلیاں بجلیوں کی اُجالیاں بارہ درسی کی جالیاں چلتی تھیں کی بیلیاں منہ نشوئی لالیاں</p>	<p>گولمیں بولیں گالیاں بہ چلے نالی نالیاں عیش کی جھومیں ڈولیاں تھیں گلوئی ڈالیاں اسمین فلک وہ ٹکڑے ہوئیں کھالیاں</p>

	ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگئی	
ابرو دھوا کے واہ واہ شب کو عجب ہی زور تھے غور کی پیسے مور تھے جھینگرو کے بھی شور تھے باغ سے تابا غیاں جتنے تھے شور بورتھے	بھینگ رہا تھا سب چمن پنجر کے جھڑکے زور تھے بادہ کشی کے دور تھے عیش و عشرت کے جھور تھے آپڑے اسین ناگمان یہ جو خوشی کے چور تھے	
	ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگئی	
چار طرف سے ابر کی واہ اٹھی تھی کی گھٹا برس تھا ایندھی جھوم جھوم چیا چون ٹھنڈا ہم بھی ہوا کی لہر میں پتیتے تھے بے ٹھوٹھا	بجلی کی جگمگا چدین رعد رہا تھا گڑ گڑا جھوکے ہوا کے چر سے یار نیل میں لوثا دیکھ ہمیں اس عیش میں سینہ فلک کا پتنگیا	
	ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگئی	
روز و رات کو برسے تھا منہ جھک جھک جام رہے چھلک چھلک شیشہ رہے بھیک بھیک ہم بھی نشوونما بچھک لوتے تھے بک بک	بوندین بن ٹپک ٹپک ہانی پڑ چھپک چھپک یار نیل میں بانگ شیشہ ٹپک تھے بید مڑک کیا ہی ساقی تھا عیش کا اتنے میں آہ یکہ یک	
	ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگئی	
کیا ہی مزا تھا واہ واہ ابر دھوا کا یار گل عیش و نشاط بر محل بار دیکھا تھا محل	برسے تھا منہ بھٹل بھٹل گھر ہی تھی محل شوخ سے بھر ہی نیل میں قمر جی میں گل	

<p>پتے تھے بے چل چل پتے تھے بوسے چل چل اسمین نظیر یک بیک کے یہ چ گئے خل</p>	
<p>ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمیں سحر ہوئی پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بگنی</p>	
<p>بیانِ عالم بہار</p>	
<p>پھول کھلے تھے پھول پھول غنچ کھلے کلی کلی باد صبا بھی چلتی تھی عطر و گلاب مین بسی شوخ بفل مین غنچ لب کے قشونکی تازگی اسمین کہیں سے جو غضب کلی جو کر چا ندنی</p>	<p>شب کو چمن مین واہ واہ کیا ہی بہا تھی مچی سیلا چیلی راے بیل موتیا جو ہی سیوتی حوض پڑے جھلکتے تھے نہر نورین لیتی تھی عیش و طرب کی لہریں رات جب آدھی ٹھلکی</p>
<p>صبح کے ڈور سے ٹھڑا یار نے گھر کی راہ لی ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹگئی</p>	
<p>تارے کھلے تھے مدرتن پھول کھلے چمن چمن کبک تر و خندہ زن بلیل و قری نرہ زن سینہ سینہ تن بہ تن عیش طرب کے سب یرن تھالی کہیں سے لاشاب کی ہی پٹھن</p>	<p>رات تو کیا ہی عیش کی ٹھہری تھی آکے انجن نرگس و ناز و یاسمن سوسق و طرہ سترن یار بفل مین گلبدن سُرخ گلے مین پیرہن اسمین رقیب دل شکن آیا گجر کا کر کے فن</p>
<p>صبح کے ڈور سے ٹھڑا یار نے گھر کی راہ لی ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹگئی</p>	
<p>طوطی و گلے مور تھے فاختہ کے بھی شور تھے توڑی کر ڈوہرتے تھے چھلے بھی پور پور تھے دونوں چکٹی چکڑے تھے دونوں تنگ ڈور تھے</p>	<p>باغ مین شب کو واہ واہ کیا ہی مزد کے گور تھے شوخ پراپے زور تھے اُسکے ہی ہمبہ زور تھے یار ہارا چاند تھا چاند کے ہم چکڑے تھے</p>

<p>بولار قریب دن دیے دوڑیو یارو چور تھے</p>	<p>مے کے نشونے شور تھے کپڑے بھی شور بورتھے</p>
<p>صبح کے ڈر سے ہڑ بڑایا رنے گھر کی راہ لی ہم بھی دغا میں آگئے مُفت بہار لٹ گئی</p>	<p>کیا ہی سز تھے رات کو یارو میں سے کیا کون شوقِ بے مثل میں دنوں میں شربِ ناز و نون یار کے باز اور فسوں اپنے بھی عشقِ لوجہ نون اسمیں قریب بڑ لگوں کچھ نہ بنا تو دھڑ بون</p>
<p>صحنِ چمن ارمِ نونِ ڈالیاں مجموعین سزگون مے کے بھائی کے جوشون پھر نشون میں لاکھ گون جامِ پکارے نند لگوں میں شربِ پکارے دم و نون پچھلے ہی سہرے نیکے مرغِ بولاہی کے لکڑوں کون</p>	<p>صبح کے ڈر سے ہڑ بڑایا رنے گھر کی راہ لی ہم بھی دغا میں آگئے مُفت بہار لٹ گئی</p>
<p>اکھڑیوں سرسردار کے محلِ مسی نگار کے مے کے نشون کے تار کے پھولوں کے شانسا کے ہاتھوں میں گجرے تار کے ٹچے گلو تمین ہار کے کچھ نہ بنا تو دمی اذان کوٹھے پہ جا چار کے</p>	<p>لوٹیں ہیں کیا ہی ہنہ واہ رات حے ہار کے کا کل مشکبار کے طرۂ آبدار کے بانہیں گلے میں یار کے بوسِ کناں پیار کے بھاگا قریب یار کے ہاتھوں پہ ہاتھ مار کے</p>
<p>صبح کے ڈر سے ہڑ بڑایا رنے گھر کی راہ لی ہم بھی دغا میں آگئے مُفت بہار لٹ گئی</p>	<p>رات ہوئی تھی وہ وہ کیا ہی نشے رسا رسا شوقِ بے مثل میں چاند سا دیا تھا بوسِ نہنسا جامہِ بزمِ چمن چسا پھول ہوا تھا بسا اسمیں قریب گرگ سا کر کے حور کا دوسا</p>
<p>پتے تھے مے بسا بسا پھولوں میں ہم بسا بسا زلفوں میں ماسکھل بھستا آن دا میں جی بسا نیند و نین یار رسا لی تھی جمائی کستسا لا کے نقارہ یا دہل مھون مھون کجا ایکسا</p>	<p>پتے تھے مے بسا بسا پھولوں میں ہم بسا بسا زلفوں میں ماسکھل بھستا آن دا میں جی بسا نیند و نین یار رسا لی تھی جمائی کستسا لا کے نقارہ یا دہل مھون مھون کجا ایکسا</p>

	صبح کے ڈر سے ہڑٹا یار نے گھر کی راہ لی ہم بھی دغا میں آگئے مفت بہار لٹ گئی	
سے کے نشے اُبل چلے دنگے فرخ جو صلے شوخی کے ناز چلیے بوسوں کے تھے معاملے یار لپٹ رہا گلے دل میں خوشی کے دلوں لے باتھو کر مسافر کو کچ کرین ہین قافلے	کیا ہی نظیر رات کو عیش کے تھے مقابلے جی پانوشی کے در کھلے ریخ و تعب کے وصلے ناز و اوا کے چوچلے عیش و طرب کے غلغلے اسمین رقیب دم نہ بے بولا ہو کر کے اشغلے	
	صبح کے ڈر سے ہڑٹا یار نے گھر کی راہ لی ہم بھی دغا میں آگئے مفت بہار لٹ گئی	
معجزہ حضرت عباس بن علی کرم اللہ وجہہ		
اور علی مرتضیٰ پر جان و دل سے ہین شمار ہین جو عباس علی کرم اللہ وجہہ نامدار	جو محبوب ہین خاندانِ مصطفیٰ کے دوستدار سب سین و لشاد ہو یہ ماجرا تفصیل وار	
	انکھامین اک معجزہ لکھتا ہوں باغ و وقار	
جنہ دان زر دار تھے اُن بے بین دہ عداوتھا اُسکے اک بیٹا سعادتمند بر خور دار تھا	آٹھ کاٹ اک شہر جو دان ایک سا ہو کار تھا مال و زر کا گھر میں اُسکے جا بجا انبار تھا	
	گلبند گل پیر ہین گل رنگ گلرونا مدار	
ایک بیٹا تھا وہی سرور دان و شک قمر بسکہ اکلوتا جو تھا اس واسطے اُس کے اُپر	دوسرا اُسکے کوئی بیٹی نہ بیٹا تھا مگر تھا بچھا تا اُسکو چو شاک اور جواہر سرسبز	
	باپ بھی جی سے نذا اور ان کی جگہ بھی شمار	
جب نظر آیا اسے ماہِ محرم کا ہلال	اُن دنوں ہین تھا برس تیرہ کا اُسکا سن سال	

تغزیہ خانوں میں جاتا چھپ کے وہ عینا غزال	مرثیوں میں سنکے شاہِ کربلا کے غم کا حال
کوٹھالیسینے کو اور ماتم سے روتا زار زار	
تغزیہ کے سامنے ہو کے ٹوہ سب سر جھکا	مور چھل رور و فرج پاک پہ جھلکا
جب علم اُٹھتے تو پھر لڑکوں کے ساتھ اُٹھتا	یا حسین ابن علی لکھ کر علم لیست اُٹھتا
لوگ دیکھ اُسکی محبت ہوتے تھے حیران کار	
شام سے آکر وہ تند لپیں جلاتا دیدم	آفتے اور جھاڑ شمعیں چڑھاتا دیدم
عود سوز و غمیں اگر لاکر گر اتا دیدم	اہل مجلس کے تئیں شربت پلاتا دیدم
سب دہ کرنا تھا غرض جتنا تھا واکھا کار بار بار	
لیکن اُسکے باپ کو ہرگز خبر اب تک نہ تھی	جب سنا اُسے تو بیٹے پر بہت تاکید کی
جھڑکا اور مارے طمانچے خوب سی تھیہ کی	اور کہا اے جیہا بد بخت موزی مدعی
ذات سے کیا تو نکال لگا مجھے اے نابکار	
اُسکے دل میں تو شہید کربلا کا ہوش تھا	تغزیہ پر دھیان تھا اور مرثیہ پر گوش تھا
باپ تو کرتا نصیحت اور وہ خاموش تھا	نے طمانچہ نکالا سے نے جھڑکیو کھا ہوش تھا
اُٹھ گیا تھا اُسکے دل سے صاف بنگا گنگ ہار	
ہاں تو دغمین یہ اُسپر کیا بیخ و تاب	رات کو پھر تغزیہ خانوں میں جا پہنچا تاب
پھر کپٹ لایا اُسے جا کر بعد حالِ خراب	الغرض سو سو طرح اُسپر لے بیخ و تاب
اُسے پر جانا پھوڑا اُس مکان کا زینہ مار	
نہا بیگانہ اُسے جا کر بہت سمجھاتا تھا	پر کیا کب کہا خاطر میں اُسکی اہم تھا
وہ نا اور ماتم ہی کرنا اُسکے دل کو بھاتا تھا	تغزیہ خان کی جانب یوں وہ دوڑا جاتا تھا

	جسطح عاشق کسی معشوق کا ہو بقرار	
جب کوئی تنگ ہو کر مصلحت ٹھانی ہم	جس کو تار ہو یہ ماتم اور اٹھاتا ہو علم	کیون نہ اب اس دم وہی ہاتھ اسکا کہ ڈالو قلم
	اکاٹ ڈالا ہاتھ جلد اُس بے گنہ کا ایک بار	
انصرض کر ہاتھ اُس مظلوم کا تن سے جدا	کوٹھری میں بند کر کے اور قفل اوپر چڑھا	نے اُسے کھانا کھلایا نئے اُسے اپنی دیا
	دیکھ اپنے ہاتھ کو روتا تھا ڈاڑھ عین بار بار	
وہ اندھیری کوٹھری وہ بھوک پانی کی کہاں	ہاتھ سے لوہو کی بوندیں بھی پگھلتی اُس پاس	اکس مصیبت میں پڑا وہ گلبدن زرتین لباس
	اکس سے مانگے داد اور کس کو بچارے بار بار	
وہ تو اپنی کیسی درد میں روتا تھا وان	اس میں کیا ہو دیکھتا اُس کو ٹھہر کے دریاں	ہو گیا اک بار گی نور تجلی کا نشان
	کانڈے کے اوپر علم پہلو میں تیغ آبدار	
داستان ہاتھ میں اور پشت کے اوپر سپر	تن میں اک سین زرہ اور خود زرین فرقہ	دائیں کو تیر و کمان بائیں کو شمشیر و تبر
	جسطح ابرسیہ میں برق چمکے جلوہ گر	
	اسطرح اُس کوٹھری میں آگیا وہ شہسوار	
اُسے جب اس نوجوانے نور کی دیکھی جھلک	تھا مجسم وہ توحق کا نور سے پلوتیک	دیکھتے ہی اُسکا ہیت سے گیا سینہ ہٹک
	ہو گیا بیہوش وہ مجبور زخمی دل نگار	

ماہ کیا گزشتں بھی دیکھے تو اپنا سر جھکائے	تاب کسکی ہو جو اس چہرے کے آگے تاب لائے
ایسا شہزادہ مقدس ہے گھر تشریف لائے	ایسے طالع ایسی قسمت یہ نصیباً کوئی پا
آدمی کیا ہی فرشتوں کا نہیں عز و وقار	
اس عنایت اس کرم کا کچھ بھی یاد تھا	وہ تو وہ نور تجلی دیکھ جو وہ تھا پڑا
اُس بریدہ دست کو اُسکے دیا تن سے ملا	آپ گھوڑے سے اتر کے نور چشم لانتا
اور کہا اُمّ جلد اے آلِ نبی کے دوستدار	
روشنی سے جسکی روشن سب در و دیوار	وہ جو آنکھیں کھول کر دیکھے عجب انوار ہے
نہ تو اس میں در دہی نہ خون کا آثار	ہا تم کو دیکھا تو خاصا ہاتھ بھی تیار ہے
رہ گیا اکبر کی حیرت میں وہ مظلوم زار	
ہو تصدق اور دہن پاتون کے اوپر گڑا	چھوڑو اُس لڑکے کو اس میں ہوش سا کچھ آگیا
یہ تمہیں سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے ملا	اور کمار و رومر تو ہاتھ تن سے تھا جدا
سچ بتاؤ کون ہو تم اے امیر نامدار	
ہاتھ کا ثاقب کی اور سو تھامی وجہا	بائے تو میرے مجھ پر یہ ستم برپا کیا
اب خدا کے واسطے جلدیے اے بھر خا	مجھے بیکس پر جو تھنے کی یہ کچھ لطف عطا
اپنا کچھ نام و نشان مجھ سے کہو تفصیل وار	
بندہ درگاہ رب العالمین ہیں اے عزیز	جب کہا حیرت نے ہم بھی دمی ہیں اس عزیز
جھکاؤ کترا ہو ماتم وہ سین ہیں اے عزیز	خاکسار و عاجز و اندوگین ہیں اے عزیز
آفرین صد آفرین اے پاک مومن دیندار	
نام کو پوچھے تو ہو گیا نام حباس علی	ہمارا ہر نشان پاک طینت متقی

کر بلا کے دشت میں دولت شہادت کی ملی	جو ہمیں چاہے ہمارا بھی اسے چاہے جو جی
جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہیں اُسکے غمگسار	
سنتے ہی اس بات کے اکبار وہ لڑکا غریب	جو گیا شاد اور وہیں سر ملنے قدموں کے قریب
یوں لگا کہنے بڑی قسمت ہے میرے نصیب	میں کمان عاجز کمان اللہ کے خاصے نصیب
میں تصدق ہوں تمہارا یا شہ والا تبار	
یہ کرم یہ لطف یہ بندہ فنانہ کی کس سے ہو	مجھ سے نالائق کی ایسی سرفرازی کس سے ہو
تسے جو کچھ مجھ سے کی یہ چارہ ساز کی کس سے ہو	یہ حمایت یہ مرد یا شاہ غازی کس سے ہو
اس عنایت اس کرم کا ہو تمہیں پرکار و بار	
میں جو اپنے ہاتھ سے کرتا تھا ماتم بر ملا	اور اٹھا تا تھا علم بھی میں تمہارے جا بجا
حق اگر پوچھو تو کس کا ہاتھ ہے کٹ کر ملا	تمہیں جو سکا جو پھر دیاتن سے لگا
ورنہ کس میں تھی بھلا یہ قدرت دیہ اقتدار	
وہ بھی راغب تھا جو اپنے درد کے اظہار کا	ایک پل میں پھر نہ دیکھا نقش ماتم دار کا
کیا دیاتن سے ملا ہاتھ اپنے ماتم دار کا	معجزہ دیکھو یہ ابن حیدر رکزار کا
کس میں یہ قدرت ہو جز فرزند شیر کردگار	
اب جو اُسکے ہاتھ پر کٹنے کی آئی تھی گرہ	کچھ کیونکہ نہ تو تگر وہ پھر تار وہ یہ وہ
اب اُنھوں نے کر دیا اک آن میں آتے ہی یہ	یہ نہیں دست اور کا دست یہ اللہ ہی یہ
جزیرہ اللہ جو بھلا کس دست سے یہ دستکار	
کیا حسین ابن علی نے جس پیامبران میں	اور ہیں عباس علی کی بخششیں ہر آن میں
بٹیکے بیٹوں کی رہن دل خلق کے احسان میں	کیوں نہ پھر خالق کے اُسکے پیر کی شان میں

	لافتا الاعلیٰ لاسیف الاول الفقار	
صبح کو اس کو ٹھہریا خود بخود در کھل گیا پوچھا یہ کیا تھا جو کچھ دیکھا تھا اُسے سب کہا	باپ مان دیکھیں تو اُسکا ہاتھ تن سے ہر ملا سننے ہی دونوں نے پھر توفیق سے کلمہ پڑھا	
	ہاتھ میں تسبیح لی زینار کو ڈالا اتار دے	
پھر ہوئی اس معجزہ کی شریٰ خلقت میں ہم دیکھتا تھا جو کوئی لیتا تھا اُسکے ہاتھ چوم	ہو گیا اس طفل پر سب شہر کا اگر هجوم اور لگا آنکھوں سے یوں کتنا تھا ہر دم جہوم	
	یہ اُنھیں کی دوستی کے گل نے دکھلائی بہار	
الغرض مان باپ سپر جان دل سے ہوندا راہ میں کرتے تھے لوگ اُسکی زیارت جا بجا	لے کے لڑکے کو چلے دشا دسوسے کر بلا جب وہ منزل پر اترتے تھے تو وانکے لوگ آ	
	دبندم کرتے تھے اپنا سیم وزر اس پر تار	
کو کبو شہر خف میں بھی یہ شور و غل پڑے وانکے بھی لوگ آئے سب اُسکی زیارت کے لیے	اک محب پاک دل آیا ہی ہندوستان سے اور لاکھوں شخص آئے دودار و نرزدیک کے	
	اس قدر یہ معجزہ سب میں ہوا دان آشکار	
کر بلا کے پاس پہنچا جسکھڑی ماہتاب اک ہمارا دوست آتا ہی چلا جو ن موچ آب	اُن شریفوں کو ہوا حکم شہ عالیخواب کر کے استقبال تم جا کر اُسے لاؤ خواب	
	اُسکی لازم ہے تمھیں دلدار می کرنی بیشمار	
کر بلا کے لوگ مکھے اُسکے استقبال کو کر زیارت چوم اُسکے دست خوش اخلا کو	لے گئے اس پو شتر آرا ویش و اجلال کو سو تھل سے غرض اُس صاحب اقبال کو	
	شہر میں لائے بصد اکرام و عز و افتخار	

کام کیا کیا کچھ ہو اس خدا کی راہ کے	پھر خدائے معنی انھیں یہ دستِ قدرت کے وسیلے
اُنے کٹوایا تو ہاتھ اب اُنکے ماتم کے لیے	کیون نہ پھرتن سے ملاتے وہ تو نصف ہیں ہر
سیکر جاوے اُنے نصف آ کے ہر نصف شعار	
جب ہوے روضہ میں داخل وہ محبانِ علی	کر زیارت اور تصدق ہو کے دل سے گھڑی
وان اُنھوں کچھ مکان بنوانے کی تجویز کی	لڑکا بنو اتنا پھرے تھا ہاتھ میں لیکر جھڑی
کی عمارت آخرش رنگین نقش زر نگار	
دین بھی اُسکو ملا دنیا بھی یار و دیکھو	اور محبِ پاک کہلا یا تک اُسکو دیکھو
کیا محبت کے چمن کی ہو یہ خوشبو دیکھو	کیا ہی طالع کیا ہی قسمت ہے محبت دیکھو
اُنکی اُلفت کا نہالِ آخر یہ لایا برگ و بار	
یا علی عباس غازی صاحبِ تلج و سر یہ	سکے تم مشک کشا ہو کیا غریب و کیا امیر
جان و دل صاحبِ تمھارے نام کا ہو کر فقیر	یہ غلامِ روسیہ اب جسکو کہتے ہیں نظیر
آپ کے فضل و کرم کا یہ بھی ہو امید وار	
منقبت و در شانِ امیر المومنین حضرت علی	
کردن کیا وصف میں اُن کا الم تاک	کہ جنگی شان میں آیا ہو لو لاک
پھر اجو عرش اور گرسی پہ چالاک	کہان وہ اور کہان میرا یہ ادھک
چہ نسبت خاکِ بربا عالم پاک	
محمد رحمتِ عالمین ہے	حبیبِ حق شفیع المذنبین ہے
رسولِ پاک ختم المرسلین ہے	کوئی ایسا خدائی میں نہیں ہے
لگا تختِ الشری سے تا بہ افلاک	

محمد اور علی یا قوت احمر	دُرِ بحرِ خدا تون اطہر
زمر دعل بن شیر و شتر	جواہر خانہ قدرت کے اندر
یہی پانچون گسرہن پنجتن پاک	
رفصن کیواسطے خلدِ عدن ہو	انھیں کیواسطے نہرِ لبن ہے
جنھیں انکی محبت کا چلن ہو	بہشتی طہ اور اُن کا بدن ہی
سدا شیر بہشت اور سایہ پاک	
جسے انکی محبت پل بہ پل ہے	اُسی کو دین اور دنیا کا پھل ہو
جو کوئی اُن کی اُلفت میں دغل ہو	تو اُس مرتد کی یارو یہ مثل ہو
کہ جیسے یوے طوبے بیچ کر ڈھاک	
علی جو شہسوارِ لافتا ہو	امیر المومنین شیر خدا ہو
فلک ہیبت سے اُسکی کانچا ہو	علی جو صفِ در روزِ دعا ہو
کہ جبکی شرق سے ہو غرب تک دھاک	
علی ہو قاتلِ کفارِ گمراہ	علی کا حکم ہو مابی سے تا ماہ
جی کا قوت بازو دیدار شد	اٹھا دے چرخ کی گردش تو دانشد
ابھی تمم جاے دم میں چرخ کا چاک	
علی نے مہد میں چیرا ہوا اثر در	علی نے کاٹ ڈالے عمر و غنتر
اُٹھ ڈالا ہوا اک حملہ سے خیبر	خوامنِ اشیا کا پیرے گروہ سہر
تو ہو تریاک زہرادر زہر تریاک	
علی کو مصطفیٰ نے جی کہا ہو	علی کو جسک جسی کہا ہو

علی کو لکھک حسّی کہا ہے	علی کو رو حک رومی کہا ہے
یہ سمجھے وہ خدا دے جسکو ادراک	
علی کو خاص نسبت ہو جتنی سے	بنی کو راہ دل میں ہو علی سے
وہ دونوں ایک تن اور ایک جی سے	کسی کو تاب کیا غیر از علی سے
جو پہنے مصطفیٰ کے تن کی پوشاک	
علی کو جو کوئی سچا نہ تھا	برابر مصطفیٰ کے مانتا تھا
جو ان میں کچھ تفاوت جانتا تھا	وہ اپنے خاک سر پہ چھانتا تھا
لگائی اُس نے دوزخ کی مکر تاک	
علی کی دوستی میں جو مرے گا	اُسی کو باغ جنت کا ملے گا
علی کے بغض میں جو جان دے گا	وہ ملعون دوزخ اندریون طے گا
کہ جیسے آگ پر جلتا ہے خاشاک	
جسے وصفِ علی کچھ سالتا ہے	اُسے کو دوزخ آخرتِ معالتا ہے
جو اُنکا بغض دل میں پالتا ہے	گو یا بھر بھر کے ڈلیان ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایمان میں خاک	
جو رکھے دشمنی حیدر سے یک مو	وہ ہیشک ہو سیہ دل اور سیہ رو
جو لے سبکی سے نام مرتضیٰ کو	نہ جاوے اُس فقی کے مُنہ سے بدبو
کرے گر شاخ سے طو بے کی مسواک	
پڑھوں جسم مناقب میں علی کا	پھٹے سینہ مخالف خار جی کا
حواس اُڑ جائے ہر اک ناموسی کا	دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا

	عدو کا دم مین ہو جائے جگر چاک	
مردن تو کچھ نہ تو مجھ کو اوتیت		رہون یاں جب تلک رکھ میری غرت پھر آوے جس گھڑی روز قیامت
	نظیر اپنے کی وان بھی رکھیو غرت	
	خداوند ابرہ حق چستن پاک	
در فنائے جہان و بقائے رحمان		
نہ صاحبِ مقدور نہ ناکام رہیگا		دنیا میں کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا
شادی نہ غم گردشِ امام رہے گا		زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا
	نہ عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہیگا	
	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
یہ چرخ جو کھاتا ہے پڑا گنبدِ ارق		یہ چرخ جو کھاتا ہے پڑا گنبدِ ارق
لوح و قلم و عرش برین ثابت و مطلق		لوح و قلم و عرش برین ثابت و مطلق
	آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا	
	آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا	
انسان پر ہی جور و ملک جن فحشیات		لے عالم ارواح سے تمامِ جنات
اک پھونک مین اڑ جائیگے جو نقوشِ طلسمات		کیا ابرو ہوا جھلک دیکھ ارض و مملات
	ہشیار نہ بخت نہ کوئی خام رہیگا	
	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
یا کشف کرامات مین ہے صاحبِ مقدور		گر علم و ہنر سے ہی کوئی خلق مین مشہور
اک دم مین پلک مارتے ہو جائیگے سب		یا ایک کا ہو نام و نشان خلق مین مشہور

	مستور نہ مشہور نہ گننام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
مختار کیے خسرو سے جو کرتے ہیں سدا کام	یا جبر سے مجبوری کے رکھتے ہیں کئی دام	جب آکے فنا ڈالے گی اک گردش ایام
	مختار نہ مجبور نہ خود کام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
اب دلمین بڑے اپنے جو کھلاتے ہیں غبار	سو مکرو و دغا کرتے ہیں اک آن میں تیار	جب آکے فنا ڈالے گی سر کے اوپر اک وار
	نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا	
کرتے ہیں جواب دل سے ریاضاتِ معلوٰات	یا عمر کو کھوتے ہیں بہ رندی و خرابات	جب آکے فنا چھوڑی گشتِ شیر کا اک بات
	نے زند نہ عابد نہ آسٹام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
جھکڑا کر ملت و مذہب کا کوئی یلین	جس راہ میں جو آن تپ سے خوش رہے بہرین	نہ نارنگے یا کہ نبل بیچ ہو قرآن
	کافر نہ کوئی صاحبِ اسلام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
جو شاہ کہاتے ہیں کوئی ان سے یہ پوچھو	دار او سکندر وہ گئے آہ کہہ کر کوئی	

اس دولت و اقبال پر مت پھولو میرو	مغرور نہ شو شکست و حشمت پر وزیرو
نے ملک نہ دولت نہ سر انجام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
آگے بھی دکانیں تھیں کٹی اور کٹی بازار پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار	بیو پار جو کرنے ہیں ہر اک چیز کا زوار جس طور کا اب چاہیے کر بیجیے بیو پار
نے نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ وام رہیگا آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا	
یا جھو پڑے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات اک انیٹ بھی ڈھونڈے کہیں آنکھیں نہ ملے	اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم میں عمارت کیا پست مکان کیا یہ ہو ادارے کائنات
والان نہ حجرہ نہ در و بام رہے گا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہرے پات پھل پھول ہر خار کی ہر پھول کی اُتار دے گی سب پھول	یہ بلخ و چین اب جو ہر اک جا میں پھول آجا دے گی جب بادخزانہ نکلے اُپر پھول
نے زرد نہ سُرخ اور نہ سیہ فام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
ساتی بھی گئی ہو گئے محبوب زمانے فرست ہے غنیمت کوئی دم کو اس ساقی	میخوار بھی کتنے ہوئے یانے کے حلقی لا جام کوئی بھر کے جو ہوا وہی بلتے
نہ مے نہ صراحی نہ ترا جام رہے گا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہیں ہم چاہ وہ شخص کمان جاتے رہے اے مرے اللہ	آگے بھی بہت عاشق و معشوق تھے و اللہ اس بات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ
نہ عشق نہ عاشق نہ دلا رام رہے گا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
دلک غمہ کرو اب ہیں کمان بخون فلول جو پھول کھلے واہ وہ سب ہو گئے برباد	لیلیٰ کمان شیرین کمان وہ ناز و میلہ ہم تم بھی غنیمت ہیں سن او یا رب برباد
وان حسن نہ یان عشق کا ہنگام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا	
محبوب بنا جنے تھیں حسن و یا ہو ملنا ہے تو مل لو یہی جینے کا مزہ ہو	اُسے ہی ہیں عاشق جاننا کیا ہو سب ناز و نیاز آہ یہ اکدم کی ہو ہو
پھر پھر نہ کچھ وصل کا پیغام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
ملنے سے ہمارے جو تھیں آتا ہوا الزام بھر حسن کمان اپنے رکھو کام سے تم کام	آتے دو پہ تم سے ملے جاؤ بحر شام تھک مارتے ہیں وہ جو تھیں کرتے ہیں نام
طوفان نہ بہتان نہ الزام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہیں زبانی دیوان بنایا کوئی قصہ کہ کمانی	آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی کچھ باقی نظیر اب نہیں سب چیز غلانی
خمسہ نہ غزل فرد و نہ ایام رہیگا	آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ولہ

اور بحر سلطنت کا گوہر ہو تو پھر کیا	نوبت نشان نقارہ در پر ہو تو پھر کیا	اگر شاہ سر پر رکھ کر افسر ہو تو پھر کیا	ماہی علم مراتب پُر رہو تو پھر کیا
		سب ملک سب جہان کا سرور ہو تو پھر کیا	
پھیری دہائی اپنی لے ماہ تابہا ہی	پھر سر رہا نہ لشکر نے تاج بادشاہی	کیا رکھکے فوج لشکر کی سلطنت پناہی	جب آکر فنا کی سر پر پڑی تباہی
		داراجم و سکندر اکبر ہو تو پھر کیا	
جمشید فر کے پوتے نوشیروان کے تاتی	جب چل پے تو کوئی پھر سنگ تھام ساتی	یا ذات میں کہائے نامی ایل ذاتی	تھے آپ مثل دولہا اور فوجی براتی
		ملک و مکان خزانہ لشکر ہو تو پھر کیا	
چتور گڑھ ستار اکالینجر اہنسا یا	سب اڑ گئے ہو اپر کوئی نہ کام آیا	یا راج بستی ہو کر دنیا میں لہج پایا	جب توپ نے اجل کے آوڑا لگایا
		گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہو تو پھر کیا	
یہ ابن پنجہاری یہ عالی خاندان ہین	دیکھا تو اک گھر میں نہ نام نہ نشان ہین	لکھے دنوں یہ غل تھا نواب ہین بیخان ہین	جاگیر و مال و منصب گو آج اُنکے یان ہین
		دود بکا شور چرچا گھر گھر ہو تو پھر کیا	
اور یہ ہین خان خانان اور ہین بیخان جی	پھر کے میر خان جی کے وزیر خان جی	کہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہین بیخان جی	پنچہ اٹھا قضا کا جب آئے میر خان جی
		اتھرہ غنی تو انگر باز رہو تو پھر کیا	

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہر نامدار خان کا	یہ پالکی یہ ہاتھی ہر ذوالفقار خان کا
آیا قدم اجل کے جب تیس مار خان کا	خر بھی کہیں نہ دیکھا پیٹھ سوار خان کا
چھپان میگ ڈنر در پر ہوا تو پھر کیا	
کہتا تھا کوئی ڈیوڑھی ہر خان مہران کی	یہ باغ یہ حویلی ہر محلدار خان کی
جب راج نے قضا کے کرنی بسوئی ٹانگی	اک اینٹ بھی نہ پانی ہر گز کسی مکان کی
رنگین محل سنہ اظہر در ہوا تو پھر کیا	
کتون نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا	نہرین بڑی کھدائیں سکے بڑا بنایا
جب آن کر تنائے نام و نشان مٹایا	وہ نام اور وہ سکے ڈھونڈھا کہیں پایا
آدون کا مہر چھاپا در پر ہوا تو پھر کیا	
جاگیر میں کسی نے زریرین ملک پایا	اکر بند و بست اپنا نظم و نسق بٹھایا
لیکرسند اجل کا جب فوجدار آیا	اکر نہیں حکم و حاصل سب ہو گیا پر آیا
ہانسی حصار ٹھٹھا بھکر ہوا تو پھر کیا	
کہتا تھا کوئی لشکر ہر طرہ باز خان کا	یہ خیمہ شامیانہ ہر شہنواز خان کا
آیا کٹنگ اجل کے جب یکہ باز خان کا	سر بھی کہیں نہ پایا پھر سرفراز خان کا
سردار میر بخشی بڑھکر ہوا تو پھر کیا	
ہاتھی پہ چڑھکے بھلے یا غاصے گھوڑے اوپر	پانالکی سب بھالی یا پالکی کی جھال
یا لے صراحی حقہ دوڑے جلیب اندر	جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر
آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا	
یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پر	جوڑے حساب لاکھوں چہرے لکھے سر پر

جب عمر کی کچھری جھانکی قضا نے آکر	پھر آپ نہ قلمدان کا غدر بہانہ دستر
نشی وکیل دیوان مرمر ہوا تو پھر کیا	
یائے قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی	محضر قبالہ لکھے قیضے چکائی شرعی
اعلام نے قضا کا جب آنا پکاری	پھر حکم نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی
کوڑا بید درہ در پر ہوا تو پھر کیا	
گتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو مقرر	فاسق ڈرین ہزار دن و چور کا پتھر
آیا قضا کا مردِ عاجز دم چھری اٹھا کر	گتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر
دودن کا خوف و خطرہ اور ڈر ہوا تو پھر کیا	
کہتے تھے کتنے ہم تو ہیں ذات میں کلن جی	ہم شیخ ہم منل ہمین ہم ہین چھان ہان جی
جسدم قضا پکاری اب اٹھ چلو بیان جی	پھر شیخ جی نہ سید مزار ہی نہ خان جی
ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا	
یائے کے زرجان میں کرنے لگے تجارت	یا سیٹھ بنکے بیٹھے خاصی بنا عمارت
کھو دین قضا نے بیان جب کر کے اگلا	سب کوٹھی و در و کانین کر ڈالین دیم سغات
مال و مکان جو ہر اور زر ہوا تو پھر کیا	
یا ہو سپا ہی بانکا تر چھا بڑا کہایا	بلدار باندہ چیرہ طرے کو جگمگایا
کھیتو نہیں جا کے کو دالا کھوئے حین گایا	جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن آیا
ایکنا شجاع بہادر صفر ہوا تو پھر کیا	
گھوڑا اٹھا کے ڈوبا فوجوں میں ہو دلاور	مارے چنے بھائے کھائی کٹار جمدھر
مارا قضا نے بھالاجس دم فنا کا آکر	پھر مردی شجاعت سب ہو گئی برابر

	خود و سلاح چلتے بکتر ہوا تو پھر کیا	
یا خانہ جنگی لڑ کر کھایا بدغین ٹانگا جب گھور کر قضا کے بانگ نے آکے جھانکا	موجھوں کو تاؤ دیکر سود و دھات ہانکا ٹیرھا رہا نہ ترجھا گنڈا رہا نہ بانکا	
	تینا سپر قرابین حمد صر ہوا تو پھر کیا	
یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت کھوئے مرض ہزاروں اھوئی ہر ایک تحت	مردوں کے تین جلا یا عیسے کی لکڑیت جب آئی سر پر اپنے پھر کچھ چلی نہ حکمت	
	لقمان یا فلاتون اگر ہوا تو پھر کیا	
یا ہو نجومی کامل تارون کو چھان ڈالا ہرج و ستارے باندھے احکام کو بھٹالا	سوچ گمن بچارے چند گمن نکالا جب وقت اپنا آیا اُس وقت کو نہ ٹالا	
	جو تش نجوم پنڈت پڑھکر ہوا تو پھر کیا	
یا پڑھکے دو کتابین اور کر کے علم حاصل جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل	یا بھوت جن اتارے مشہور پوچھا مل گلا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل	
	تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا	
ما تھے پہ کھینچ ٹیکایا ہاتھ لے کے مالا پو جا کتھا بھجانی کیا کیا شبد نکالا	پو تھی غل میں دابی زنار کو بھٹالا کچھ بن سکانہ آیا جب جان لینے والا	
	وید و پُران پڑھکر مقرر ہوا تو پھر کیا	
یا پی کے سے کسی کی عیش کامیابی جس دم قھانے اپنی جھمکائی اک گلہابی	لوٹا نشے میں ہر جا کر دسے بے حجابی پھر سے رہی نہ مینا نہ مست نہ شرابی	
	اکدم لبون پہ سے کا ساغر ہوا تو پھر کیا	

حسن و جمال پاکریا خوبرو کھسایا	یا عشقِ مین کسی نے جی جان کو گھسایا
اگر پڑا سرون پر جسدِ مِ اجل کا سایا	رو نون مین پھر کسیکو ڈھونڈھا کہین پیا
عاشق ہوا تو پھر کیا دلبر ہوا تو پھر کیا	
یا ہو کے پیر زادے کرنے لگے فقیری	کر کے مرید کتنے کی اُن کی دستگیری
جب پیر ہن کی کھنی آکر اجل نے چیری	سب اُڑ گئی ہوا پر دم مین مریدی پیری
مرشد فقیرِ ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا	
یا سرمنڈ کے بیٹھے آزاد ہونو نیلے	یا خود منڈے کہا کر سوروپ رنگ کیلے
میلے کیے ہزاروں مونڈے فقیر چیلے	جب آفنا پکاری جاسور ہے اکیلے
تکلیف ہوا تو پھر کیا لب ہوا تو پھر کیا	
جوگی ایت جنگم یا سیور اکھایا	یا گھول کر چٹا کو یا گھونٹ سرمنڈایا
ترسوں نے قضا کا جب وقت سر پر آیا	نے بالکے کو تھا مانے آپ کو بجایا
نانک کبیر پنہمی بھرتھر ہوا تو پھر کیا	
یا نیک بنگے بیٹھے اچھے لگے کھانے	یا ہو کے بد ہر اک کے دل کو لگے ستانے
اگر بچے اجل کے جب سر پہ شادیانے	تھے نیک و بد جہا تک لگے گئے ٹھکانے
بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا	
کیا ہندو کیا مسلمان کیا زند و گبر و کافر	نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
جتنے نظیر ہین یاں اکدم کے ہین سافر	رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چار دن کی خاطر یان گھر ہوا تو پھر کیا	
ولہ	

ہو دے جو کوئی اُس بت خود کام سے وقف	بھر عمر نہو پھر کبھی اسلام سے واقف
دل پتا تو ہو چشمِ گل اندام سے وقف	ساتی یہ پالا اسکو جو ہو جام سے واقف
ہم آج تلک نے کے نہیں نام سے واقف	
تست مست رہے میکدہ عشق میں رہے	سرشار نشون میں رہے پھرتے رہے بیکے
دیکھے نہ کبھی جو زمانے کی گرہ کے	مستی کے سوا دور میں اُس چشم پہ کے
کافر ہو جو ہو گردشِ ایام سے واقف	
اُس شوخ شنگار کی جس دے ہوئی چاہ	دکھ بھرتے ہی بھرتے غرضِ خربہ ناکاہ
جاملک عدم میں بھی تڑپتے رہے دانش	مر کر بھی تر خاک نہ آسودہ ہو آہ
اے عشق نہ تھے ہم ترے انجام سے واقف	
پہلے تو پھنسا یا بہین اُس نور نظر نے	آخر کو لگا پھر ستم و ظلم و دگر سنے
اب آہ اسیری کے پڑے دکھ بہین بھر	سیا دکی اُلفت سے پھنستے آن کے درنے
تھے کامیکو ہم اس قفس و دام سے واقف	
مرّت سے بھلا گب وہ جلتا تاہو کسی کو	جھوٹا ہو دغا باز ہو غیار ہو بد خو
بہنے تو بہت اسکی سمجھ رکھی ہو خوبو	لنے کا پیام اُس سے کھو جا کے عزیزو
جو اسکے نہر وصل کے پیغام سے واقف	
چاہو کہ پھر اب بیچ میں تو تم بہین اُس	آب آہ یہ ہونا نہیں اے خسرو خوبان
ناحق دل صد چاک کو کرتے ہو پریشان	اوروں سے قسم کھائیے اور ہم تو مرجبان
ہم خوب تمہارے قسم قسم سے واقف	
اول تو نہ کیجئے کبھی خوبان کی میان چاہ	اور کیجئے تو ہو لیجئے سب چیز سے آگاہ

رونا مجھے رہ رہ کے یہی آتا ہے واللہ	کوئی نہیں کرتا جو کیا تو نے نظیر آہ
دل اُس کو دیا جسکے نہیں نام سے واقف	
اولہ	
رہے ہیں اب تو پاس اُس شوخ کی شام بھرتی	جس میں پروتی اور سرسبز ہیں موتی لنگ پروتی
ادھر جگنو اُدھر کچھ بالیو نہیں بلوہ گروتی	بھرے ہیں اُس پریمین اب تو یار و سرسبز
گلے میں کانٹن تھمیں جدھر دیکھو اُدھر موتی	
کوئی اُس چاند سے ماتھے کی ٹیکے میں اچھلتا ہے	کوئی بند و نسے ملکہ کانکے نرمونین ملتتا ہے
پٹ کر دھڑھکی میں کوئی سینہ پھٹتا ہے	کوئی جھک کو نہیں جھوٹے ہی کوئی بالی مٹتا ہے
یہ کچھ لذت ہے جب اپنا چھڑاتے ہیں جگر موتی	
کبھی وہ نازنین ہنس کر جو کچھ باتیں بناتی ہے	تو اک اک بات میں فی کو پائین بہاتی ہے
ادو اونا زمین خیل عجب عالم دکھاتی ہے	وہ سمرن میر تو کئی انگلیوں میں جب بھراتی ہے
تو صدقے اُسکے ہوتے ہیں پڑے ہر پور پر موتی	
غلط ہے اُس بنگین کو برگ گل سے کیا نسبت	کہ جیسے ہی حقیق اوپٹ اور باقوت کو حسرت
اُدھڑٹ کچھ مٹی کی در اُس پر پاکی رنگت	وہ ہنستے ہیں تو کھلتا ہے جواہر خانہ قدرت
ادھر لعل اور ادھر نلیم ادھر مر جان اُدھر موتی	
کبھی جو بال بال پنہ میں وہ موتی پروتی ہے	نزاکت سے عرقی بوند بھی گھر کی دھوتی ہے
برن بھی موتی اور سر پاؤں سے پنہ بھی موتی ہے	سرا پاؤں تو کا پھر تو اک گچھا دہوتی ہے
کہ کچھ وہ خشک موتی کچھ پیسے کے وہ ترموتی	
کٹے میں اُسکے جسم موتیا کے بار ہوتے ہیں	چمکنے لگی سب اُسکے وصف میں موتی پر ہوتے ہیں

نہ تنہا رشک سے نظر شبنمِ دل میں روتے ہیں	فلک پر دیکھ کر تارے بھی اپنا ہوش بھٹکتے ہیں
ہینکڑ جیگھڑی مٹی	یہ وہ رشکِ قمر موتی
وہ زیور موتی کا ولہ اور کچھ تن و موتی سا	پھر اسپر موتیا کے ہاں بازو بند اور کچھ
سرِ پا زینتِ بین وہ عالمِ کھنکھڑا	جو کستا ہوں اسے ظالمِ کھنکھڑا اپنا نام تو بتلا
تو ہنس کر مجھے یوں کہتی ہے وہ جادو نظر موتی	
کڑے پا زینتِ توڑے جیگھڑی مٹی	تو جھپٹکار میں کس طرح باہم جھگڑتے ہیں
کسی کے جی پہ اڑتے ہیں کسی کے دل سے بکاتے ہیں	کڑے سونیکے کیا موتی بھی اُس کے پائون سے ہیں
اگر بار آور نہ دیکھو ہیں اُسکی نفس پر موتی	
خفا ہوا اندون کچھ روٹھ بھی ہے جو ہے وہ	تو اُس کے غم میں جو ہر گز رہتا ہو سوت پوچھو
چلے آتے ہیں آنسو دل پڑا ہر چیز میں	وہ دریا موتی کا ہے روتھا ہو تو پھر یاد
بھلا کیوں نہ برساوے ہمارے چشمِ تر موتی	
شفق میں اتفاقاً جیسے سورج ڈوکر نکلا	ویا ابرِ گلآبی میں کہیں بجلی چمک جاوے
بیانِ ہوکس طرح سے آہ اُس عالم کو کیا کہیے	بستم کی جھلک میں یوں جھپٹا تے ہیں اُس کے
کسی کے ایک ایک جسطور جاتے ہیں کبھر موتی	
ہیں کیوں کر پر زار دوسے بوسے نہوں کہنے	جڑاؤ موتیوں کے اس غزل پر وارے گھٹنے
سخن کی کچھ جو اُس کے دل میں ہر اُلفت کی ریشہ	نظیر اس ریشہ کو سن وہ ہنس کر یوں لگی کہنے
اگر تھوڑے تو ہیں، ادیتی تجھے اک تھاں بھر موتی	
ولہ	
ہر شے جاہت کی دھن ہے جس کو دل کا ہے جو کچھ	لکائے رکھتا ہے اُسکی چٹک چٹک سے یہ دیکھ بھلا

دیاد دل پنا اُسی کو ہنسکر جہان پریر کو یوں کیا	سحر جو کھلا میں اپنے گھر سے تو دیکھا کشتی میں
بھلا کہ وہ کھڑے ہیں منم کے حبیبے سوچ میں اُجالا	
ہوا نہایت میں جی میں خوشدل نظر تیرا وہ کچھ	صفت کی کے جل کی لکھ کھڑے ہیں میں
جو دیکھی میں وہ اُسکی خوبی مری زبان سے ہو کلاوہ	وہ دین اُسکی سیاہ پرچم کہ اُنکے بل دشمن کیارو
بہار دیکھی جو اُس منم کی توصیف اُسکا انور کیا	پری بھی دیکھتے تو شرمین ہو وہ خوشی بھی
وہ چال خجلہ نظر میں چاروہ پیار سی صورت وہ چشتا	ادوہ باغی عجب طرح کی وہ ترچھی جیون بھی کچھ تاشا
بھوین وہ حبیبی کی گمانیں پلک شان نش نگاہ بھالا	
عجب بدش کا وہ شوخ گھر کو گھوم کیا کیا کچھ اُسکی خوبی	ہوا اندام میں لہو رجا سے وہ طرزا سکی دینا کچی
کچھ ایسا مہوش کچھ ایسا لبر کو گمان سے صفت تیرا	وہ سب کھینچ اور گلابی اُسکی راگو دیکھے تو دیکھتے ہی
مے محبت کا اُسکے دل کو ہو کیا ہی گہرا نقشہ دو بلا	
وہ شوخ چنچل کچھ ایسے دھبے کا کہ اُسکا کھڑے ہوئی	پھر دیوانہ سا بھارت وہ اُسی کی چاہ میں ہوش کو
لگا دین بھی کئی طرح کی فریب و فن بھی کئی غلطی کے	لیونہ سرخی وہ بیان کی کچھ کہ لعل بھی ننھل اوج سے
وہ آتش کی بھی پھر ایسی کہ جسکا عالم سے کچھ نرالا	
وہ طرفہ دلہہ منظر وہ فتنہ سترن جو میں دیکھا	بجز ادا کچھ اور گہر نہ حرف میری بان سے کھلا
ہوا میں صورت کو دیکھتے ہی غلام اُسکی ہر لٹا کا	وہ جامہ زیبی وہ لہری وہ سج دھج اُسکی دتو یہ
کہ دیکھ جہنم نہ ہوں اس سے وہ جگو کہتے ہیں سرو بالا	
خوش بچے دل میں ہلاکت ہی میں اُس پریر کو دیکھنے سے	نثار اُس پریر میں کیا کیا جب سکی ہمارا نواز دیکھ
بشوخیان میں اُس میں کیا کیا تک نکلیاں ہو جسے	انکہ لڑائی ہر اُس جسہ جہم شک سیا جہم تو کیرا

	ادو آں نے اوسر د بوجا پاک پکٹے اوسر اچھالا	
جس پر پردے ہاتھوں کر ٹیکل ان کی کھڑی	رہا میں کہیں کنیں کس جو سیر اس وقت جی گنہری	ہوئی اذیت جو مجھ پر سدمہ میں جانیوں کسے تھی
	پڑا ترپتا میں رہ گیا وان رہا نہ پڑا اور سو نہ پڑا	
جو اس صنم کی لدا اُچھا دکھایا اپنا وہ مچھو جلاو	پھنسا میں لفو کے بل میں یار در نہی عقل خرد	ہو امین کل برنگ سبل جو ہوش تھا سب ہو اودہ سو
	نہ مجھے بولانہ کی شار ت نہوی قسلی نہ کچھ نہ بھالا	
غرض وہ عیار میرے دلو جو لگیا چھلکے والے سم	میں کے تہا صد کو میں بھی کئی زبانیں کھانے کیم	جو ہو نچے وان تو یہ پہلے کیو تو اس بات پر دیکھ
	بیاد سرد تو میرا دم نہال عشقت شدہ است ہالا	
گیا ہر جیسے تو نمود دکھا کر نہیں پڑھیں کونیک	کھلی میں آنکھیں بزرگ ز گسلا ہون تیری پاؤں تک	جھمک دکھا جا ٹک اپنے غلی کس طرح سے تو چھو کا کیک
	کثیر خزانع الہیہ انقیل حجرا و کالجبالا	
ہوئی وہ تقصیر مجھے کیا توجہ کے باعث ہر اجداد	مرا تو جان والی سپریر تجھی صنم پر فدا ہوا ہر	کسی طرح سے تو جلد آجا نکلتی ستم سے ہی سدا
	سدا لیون دی ہر اپنے کھروج نہیں تو اچھے ساوی لالا	
تھی میں تہا ہر میدان میرا نہ سکھ دینے نیندیان	تہا ہی لیتا ہوں نام ہر دم میں جی نہیں جیتیان	کہیں آمل تو مجھے پیار جو میرے دلو کے آئے چنایان
	دلاری سندرا نو ٹھلی برن پٹی موہن انوکھی لالا	

ترمی جدائی میں شکر غیری مجھ پر جواب گزرتی	انہ گھر میں وکو قرار آوے نہ میرا کھرنگے جی
نہیں جو آیا تو اس طرف کو یہ بات کیا تیرے پڑھی	اُپاسے من کو جو چھینو تھیں سی بار کائن گانی اتنی
ہر ایتھن اگر گھر بھان کی پلک کٹا راجو تھان سنگھالا	
وہ تیری صورت پر جیسے کجی تو دردم آتھیں میں جی طران	جو کالائی تیری یاد تیری نودل ہو باہر پشیمان
ارے جیلے ارے چھیلے ارے ڈھیلے کھی تو آمان	اگن رت ہو ہیامین سو بڑوس تیرا جی نہوان
تو ری حو نیان نہ موہا مکو نہ چھنو تنکو بہو ا دکھالا	
گیا ہی جیسے تو د کو لیکر میں ہو کھو قرار اک جا	امید مٹنے کی تیرے رکھ کر دھو دھو میں اُٹا جاتا
ہوا ہر میرا یہ حال اب تو تیری جی میں آلا	جکت سبھا امت برہما تاک سو امن کرن کہا
دوانی کیتی من سرخن نہ سُدھ کی گر پر نہ بد کی چھالا	
جو پکڑ نہ ہو تیرے چھ بن بیان میں کچھ کا آسان	تیری جو چین ہستی کہ تو پھر دے کوئی گھڑی بان
جو کھو دیکھے تو ہوسلی جو تھبے بو تو دل ہو خوشان	کبھی تو ہنس کر نہ آجا قسطیر کی بھی لڑن دیکھان
بنائے سچ دھج پھر اکے دامن بگا کے ٹھو کر ہلا کے بالما	
قصہ ہنس	
دنیا کی جو الفت کا ہوا اُس کو سہارا	اور اُس نے خوشی کو مری خاطر میں اُٹارا
دیکھی جو یہ غفلت تو مراد ل یہ پکارا	آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بھارا
اک پیڑ پہ جھگل کے ہوا اُس کا گزارا	
چنڈ وال گن ابلتے چھپان نے ڈھیر	مینا وبے کلٹے گلے بھی سمسبر
ٹوٹے بھی کسی طور کے ٹوٹیاں کوئی لہیر	رہتے تھے بہت جا تو ر اُس پیڑ کے اوپر
اُس نے بھی کسی شاخ پہ گھرا پنا سوارا	

بلبل نے کیا اُسکی محبت میں خوش آنکھ	اور کوکلے کوئل نے بھی اُلفت کو لیا سنگ
کھنجن میں کلنگو نہیں بھی چاہت کی جیجنگ	دیکھا جو غیور دن اُسے حُسن میں خوش رنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگاہوں میں پیارا	
سیمرغ بھی سودل سے ہونے کے شائق	گڑھ ٹکڑے بھی نیکھوئے ہو جھلنے کے لائق
سارس بھی حوصلہ بھی ہوئے اُسکے موافق	باز و لکڑ و جرہ و شاہین ہوئے عاشق
شکر دن نے بھی شکر سے کیا اُسکا مدار	
کچھ سبز بڑکے کچھ ٹنٹن و برسے	پند قی سے لگا بوڑھ و قمری و ہریوے
غوغائی بکھیری و لٹورے و پیپے	کچھ لال چڑے پورے پوری ہی غش تھے
پڈری بھی سمجھتی تھی اُسے آنکھ کا تارا	
چاہت کے گرفتار بیڑین لوین ستر	کسکون کتہر و دکن بھی چاہت میں بند
ہر دھڑکی ہو مہٹ کے بڑھیا اور دوسر	راغ و زغن و طوطی و دلاؤس و کبوتر
سب کرنے لگے اُسکی محبت کا اشارا	
شکل اُسکی دہین جی میں کبھی شاعر چڑے کے	دی جاہ و تاج پر اُسے چھاپوئے بھی چھپے
ہر لیل بھی ہو اُسکے بڑے چاہنے والے	جتنے غرض اُس پر پڑ رہتے تھے پرندے
اُس ہنس پر اُن سب کے دل و جان کو دارا	
خواہش یہ ہوئی سب کی کہ ہر دم سے دین	اور اُسکی محبت سے دُور اُنہو کو نہ پھیرین
دن رات اُسے خوش بھیرنت سکھ سے دین	صحبت جو ہوئی ہنس کی اُن جانور و نہیں
ایک چند رہا خوب محبت کا گزارا	
سب ہو کے خوش اُسکی بے اُلفت لگے پہنے	اور پت سے ہر ایک نے وہاں بھر لیے سینے

ہر آن جتانے لگے چاہت کے قرینے	اُس ہنس کو جب ہو گئے دو چار مہینے
اک روز وہ یاروں کی طرف دیکھ بھاڑا	
یاں لطف و کرم تھے کیے ہمہ ہین جو جو	تم سب کی یہ خوبی ہو کہاں ہے بیان ہو
تقصیر کوئی ہے ہوئی ہو دے تو بخشو	لو یار دہم اب جا دینگے کلاں سپہ وطن کو
اب تلو مبارک رہے یہ پڑ تھسارا	
آب تک تو بہت ہم رہے نصرت کلم خوش	اب یار وطن لگی ہمارے ہوئی ہمدوش
جب حرف جدائی کا پرندہ نکلا گوش	اس بات کے سنتے ہی جو ہر اک اڑے ہش
نسب بولے یہ فرقت تو نہیں ہکو گوارا	
بن دیکھ تھارے ہین کب جن پڑینگے	اک آن نہ دکھینگے تو دل غم سے بھرینگے
گر تھے یہ ٹھہرائی تو کیا سکھ سے رہینگے	ہم جتنے ہین سب ساتھ تھارے ہی چلینگے
یہ درو تو اب ہم سے نہ جاو گیا سہارا	
پھر ہنس نے یہ بات کہی اُن سے کئی بار	کچھ بس نہیں اب چلنے کی ساعت ہین بھارا
انکھین ہو مین اشکوں پرندہ کی گہر بار	اسین جو شب کوچ کی ہوئی صبح غم و دار
پرا پنا ہوا پر وہین اُس ہنس نے مارا	
وہ ہنس جب اُس پیر سے دان کو چلا ناگاہ	انھہ پھیر کے ایدھر سے وطن کی جو ہین لی راہ
دیکھا جواسے جاتے ہوئے دان سے تو گراہ	سب ساتھ چلے اسکے وہ ہمراہ ہو خواہ
ہر ایک نے اڑنے کے لیے نکلے پسا را	
لاور ہنس کی ان سب کو رفاقت ہوئی غالب	جب ان سے چلا وہ تو ہوئی بے بسی غالب
کلفت تھی جو فرقت کی وہ سب برسہ کی غالب	دو کوں اڑے تھے جو ہوئی ماندگی غالب

	پھر پھر میں کسی کے نہ رہا قوت دیا را	
روئے کہ رفاقت کی کرین کیونکہ تیرے بوس کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اڑا کوس	پر گئے ہوئے پر جو ہیں دُوری کی پڑ لیس تھک تھک کے گئے گرنے کو کرنے لگے افسوس	
	کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس میں ہارا	
اور اتنے اڑے ساتھ کچھ ہو کہ نہ اظہار کوئی یان رہا کوئی وان رہا کوئی ہو گیا لچا	کچھ بن نہ سکے اُسے رنقی کے جو دان کار جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تین ہار	
	کوئی اور اڑا آگے جو تھا سب میں کرارا	
مجھے تھے بہت لمین وہ اُلفت کو بڑی شے چلین رہیں کوئے گرسے اور باز بھی تھک کے	تھی اُسکی محبت کی جو ہر ایک نے نی ہے جب ہو گئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رہا	
	اُس پہلی ہی منزل میں کیا سب نے کنار ا	
جب فیکل یہ ہو کہ تو بھلا کیونکہ ہو زراہ سب رہ گئے جو ساتھ کے ساتھ تھے نظار آہ	دنیا کی جلافت ہو تو اُسکی ہر کچھ راہ نا چاری ہو جس جا میں تو دان کیجیے کیا چاہ	
	آخر کے تین ہنس اکیلا ہی سدھارا	
	برسات کی بہار میں تضمین	
سبز و نکی لہلا ہٹ باغات کی بہار میں ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہار میں	ہیں اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہار میں بوند و نکی جھھاوٹ قطرات کی بہار میں	
	کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
جھڑیوں کی مستیوں سے دعویٰ میں چار ہے ہیں گلزار بھگتے ہیں سبزے نہار ہے ہیں	بادل ہوا کے اوپر ہوست چھا رہے ہیں پڑتے ہیں پانی ہر جا جاں نقل بنار ہے ہیں	

کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
مارے ہین موج ڈا بر در یا اُمند رہے ہین	مور و سپے کوئل کیا کیا اُمند رہے ہین
جھڑ کر رہی ہین چریانے اُمند رہے ہین	برسے ہی نہ جھڑا جھڑا بادل گھنڈ رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
جگل سب اپنے تن پر ہرالی سج رہے ہین	گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی وچ رہے ہین
جلی چک رہی ہے بادل گسج رہے ہین	اندر کے نقارے نوبت کسج رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
بادل لگا لگا ورین نوبت کی گت لگا وین	جھینگر جھنگار اپنے سر نہا بیان نہ کا وین
کر شور مور بگلے جھڑیوں کا میٹھ بلا وین	پی پی کرین سپے میٹھک طار ہین کا وین
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
ہر جا بچار ہا ہے سبز اہرے بچھونے	قدرت کے پھر رہے ہین ہر جا ہر بچھونے
جنگلو نمین ہو رہے ہین پیدا ہرے بچھونے	بچھو اویے ہین حق نے کیا کیا ہرے بچھونے
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
سبز و کی لہلہا ہٹ کچھ ابر کی سیاہی	اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید کاہی
سب بھگیتے ہین گھر گھر لے ماہ تاباہی	یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا آہی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کیا کیا رکھے ہی بارب سامان تیری قدرت	برے ہی رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سبست ہو رہے ہین بچان تیری قدرت	تیرے کپڑے ہین بچان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	

کول کی کوک مین بھی تیرا ہی نام ہیگا	اور سور کی زل میں تیرا پیام ہیگا
یہ رنگ سوکھ کا جو صبح و شام ہیگا	یہ اور کا نہیں ہے تیرا ہی کام ہیگا
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
بھولونکی سیج اوپر سوتے ہیں کتنے بن بن	سوہن گلابی جڑے بھولونکے ہار بار بن
کتنوں کے گھر سے کھانا سونا لگے ہوا لگن	کونے میں پڑ رہی ہیں ستر خلیٹ سوگن
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
بولین بے شیریں قمری پکارے کو کو	پی پی کرے پیہا گلے پکار بن تو تو
کیا ہر ہونکی حق کیا فاختونکی ہو ہو	سب رٹ رہے ہیں جھلکوا کیا کیا کھیر
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
جوت ہوتے ہیں ادھر کے کرشور ناچتے ہیں	پیار کیا نام لیکر کیا زور ناچتے ہیں
بارل ہوا سے گھوگھو گھنگو ر ناچتے ہیں	مینڈک اچھل رہے ہیں اور موناچتے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
جو خوش ہیں وہ خوشی میں گاہیں ات ساری	جو غم میں ہیں انھوں نے گدے ہر ات بھاری
سینوں سے لگ رہی ہیں جو میں پیا کی پیاری	چھاتی پھٹے ہو اُنکی جو میں بردہ کی ماری
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
جو وصل میں ہیں اُنکے جڑے مک رہے ہیں	بھولو میں جھولتے ہیں گئے جھلک رہے ہیں
جو دکھ میں ہیں سو اُنکے سینے پھر تک رہے ہیں	آہیں نکل رہی ہیں آنسو ٹپک رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
ہر ہونکے اوپر ہے محنت بغیر مری	ہر ہونڈ مارتی ہو سینے اوپر کٹاری

برلی کی دیکھ صورت کتنی ہین بلی بلی	ہو نہ لی پانے ابکی بھی ہمد ہمار
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
جب کوئل اپنی اُلو آواز ہو سنا تی	ہستے ہی غم کے مارے چھاتی ہو آند چلی
پی پی کی دھن کو سنکر بیکل ہین کتی جاتی	مت بولے پیپے پھٹی ہو میری چھاتی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
ہر خلی بیج سونی اور خالی چار پائی	رور و اٹھون نے ہر دم یہ بات ہو سنا تی
پردیسی نے ہاری ابکی بھی سدھ لائی	ابکی بھی چھاؤنی جا پردیس مین ہو چھائی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کتنون نے اپنے غم سے اب ہی گیت بنائی	میلے کھیلے کپڑے آنکھیں بھی ڈبڈبائی
نئے گھر مین جھولا ڈالانے او یعنی رنگائی	پھوٹا پڑا ہو چھٹا ٹوٹی پڑی کڑھائی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
گاتی ہو گیت کوئی جھوٹے پر کر کے پھیرا	مار و جی آج کیسے یلین رین کا بسیرا
ہو خوش کسی کو آکر ہو درد و غم نہ گھیرا	منہ زرد بال کھرے اور آنکھون اندھیرا
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
اور جنگو اب مہیا حسنو کی ڈھیران ہین	سرخ اور سرے کپڑے عشرت کی گھیران ہین
محبوب دلبرو کی زلفین کھیران ہین	جگنون چک رسہ ہین راتین اندھیران ہین
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کتنے تو جھنگ پی پی کپڑے جگورسہ ہین	باہن کلونین ڈالے جھولونین سورسہ ہین
کتنے بولے مارے شدہ اپنی گھورسہ ہین	جھولے کی دیکھ صورت ہر آن رو رسہ ہین

	کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	•
پیتے ہیں گے پیالے اور دیکھتے ہیں جنگلے	پیتے ہیں گے پیالے اور دیکھتے ہیں جنگلے	بیٹھے ہین کتنے خوش ہواونچے چھوٹے جنگلے کتنے پھرے ہین باہر خوبان کو اپنے سنگلے
	کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
یا سائبانِ ستھرا یا بانس کا اُسارا	یا سائبانِ ستھرا یا بانس کا اُسارا	کتنو کو محلون اندر ہو عیش کا نظارہ کرتا ہی سیر کوئی کوٹھی کا لے سہارا
	کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہے	دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہے	چھت گرنے کا کسی جاغل شور ہو رہا ہے ذرِ زحلی والا ہر آن رو رہا ہے
	کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
اُٹھکے ہو اُٹھو منو میں ہر آن چھت پہ جاتا	اُٹھکے ہو اُٹھو منو میں ہر آن چھت پہ جاتا	مدت سے ہو رہا ہے جھکا مکان پرانا کوئی پکارتا ہو تک موری کھول آنا
	کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
گرتی ہو چھت کی مٹی اور سائبان بٹکا	گرتی ہو چھت کی مٹی اور سائبان بٹکا	کوئی پکارتا ہو لویہ مکان ٹپکا چھلنی ہوئی اٹاری کو ٹھانڈا ن ٹپکا
	کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
ادھر کا کھن ٹپک کجب پانی نیچے آیا	ادھر کا کھن ٹپک کجب پانی نیچے آیا	اوپنچا مکان جھکا ہو کچھ پیٹا سوایا اُسے تو اپنے گھر میں ہی شور دغل مچایا
	کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	

سبز و نیل و بیرونی ٹیلون اور دھتورے	بیسو سے مچھڑوں سے روئے کوئی بسورے
بچھو کسی کو کاٹے کیڑا کسی کو گھوڑے	آنکھیں میں کنسلانی کونون میں کھنکھوڑے
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
پھنسی کسی تن میں سرسپسی کے پھوڑے	چھائی پیگرمی دانے اور پیچید میں دوڑے
کھا پوریاں کسی کو ہیں لگ رہے مڑے	آتے ہیں دست حبیبے دھڑلے جاتی ٹھوڑے
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
جس گلبند کے تن میں پوشاک سوتی ہے	سودہ پری تو خاصی کالی گھٹا بنی ہے
اور جبہ سرخ جوڑا یا اودی اڈھنی ہے	اُسپر تو سب گھلاوٹ برسات کی مچنی ہے
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
پتلی جہان کسی والے درکڑھی پکائی	کھئی نے وہ ہیں بولی آڈٹ کی بڈائی
کوئی پکارتا ہی کیون خیر تو ہے بھائی	ایسے جو کھانتے ہو کیا کالی مرچ کھائی
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
بدنوں میں کھپ رہے ہیں خوب نئے لال جوڑے	جھمکین دکھا رہے ہیں پر یوں لال جوڑے
لہریں تبارہ ہیں لڑکوں کے لال جوڑے	آنکھوں میں چھپ رہے ہیں پیار کے لال جوڑے
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
اور جس صنم کے تن میں جوڑا ہے زعفرانی	گلنار یا گلانی یازر دسرخ دھانی
کچھ حسن کی چڑھائی اور کچھ نئی جوانی	جھوٹو نمین جھوٹے ہیں اوپر پڑے ہیں بانی
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہار میں	
کوئی تو جھوٹے ہیں جھوٹے کے ڈور چھوڑے	یا سا تھو نمین اپنے پاتوں سے پاتوں جوڑے

بادل کھڑے ہیں سر پرست ہیں توڑے تھوڑے	ہوندوں سے بھگتے ہیں لال درگلابی چوڑے
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
کتنوں کو ہو رہی ہے اس عیش کی نشانی	سوتی ہے ساتھ جسکے کشتی ہے وہ سیانی
اس وقت تم نہ جاؤ ایسے یار جانی	دیکھو تو کس مزے سے برستے ہو آج پانی
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
کتنے شراب پیکر ہو مست جھک رہے ہیں	محو کی گلابی آگے پائے چھلک رہے ہیں
ہوتا ہے ناچ گھر گھر گھنگھڑ جھنک ہے ہیں	پڑتا ہے منہ جھڑا جھڑا طبع کھڑک رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
ہیں جھکے تن ملائم میرے کی جیسے لونی	وہ اسن ہو امین خاصی ڈھے پھرے لونی
اور جنکی مفلسی نے شرم دیا ہے کھوئی	ہو انکے سر پہ سر کی یا بوریے کی کھوئی
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
کتنے پھرے ہیں اوڑھے پانی میں سرخ پٹو	جو دیکھ سرخ بدلی ہوتی ہے اُنہیے لٹو
کتنوں کی گاڑی رتھ ہیں کتنوں کے گھوڑے ٹو	جس پاس کچھ نہیں ہے وہ ہم سا ہے نکھٹو
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
جو اس ہو امین یار و دولت میں کچھ چڑھیں	ہو انکے سر پہ چھتری ماتھی اوپر چڑھے ہیں
ہمے غریب غریب کچھیر میں گر پڑے ہیں	لاتھوئیں جوتیاں ہیں اور پائے چڑھے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یار و برسات کی بہارین	
ہو جن کئے متیا پکا پکا یا کھاتا	انکو پلنگ پہ بیٹھے جھڑو کا حظ اُٹراتا
ہو جنکو اپنے گھر کا یا زون تیل لاتا	ہو سر پہ انکے نیکھایا چھاج ہو پُرانا

	کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین
اگتے چلے ہیں لینے بنے سے قرض بل میں ہاتھوں میں گھی کی بیالی در لکڑیاں تل میں	اگتے خوشی سے پیچھے کھاتے ہیں خوش محل میں کاندر سے پہ دال آٹا ہلدی گرو کی بل میں
	کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین
سینوں میں لال انگلیاں اور لال کرتیاں ہیں اک اک نگہ میں کافر بجلی بھی بھرتیاں ہیں	جو کسبیاں جوانیں حسن و نین پرتیاں ہیں نظر میں بھی بدلیاں ہیں دلیں بھی سرتیاں ہیں
	کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین
ہاتھوں میں لال چھڑیاں کوٹھوں کو پھڑکی ہیں منہ کو چھپا پلنگ پر مچلی ہوئی پڑی ہیں	جو تو جوان ہیں انکی تیاریاں بڑی ہیں اور وہ جو آشنا سے جھگڑی ہیں بالڑی ہیں
	کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین
اگتے ہی نہ ہسکے کافر چکی لے یا نہ سٹا تم آج بھی نہ لائے رنگو امراد و طپا	کوئی اپنے آشنا سے کرنا زکا جھپٹا تمسے تو دل ہمارا اب ہو گیا ہوجھٹا
	کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین
یا ٹاٹ باقی ہوتا یا کفش سرخ لا دو یا گرم سے اندر سے اک سیر جو رنگا دو	اگتے ہو کوئی مجھ کو جوڑا سو ہاں بنا دو کوئی کہے ہو میری کرتی ابھی رنگا دو
	کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین
کرتی بنا رہے ہیں انگیاں بھگڑ رہے ہیں یاہن گلے میں ڈالے عشرت مناس رہے ہیں	جو آنکے بتلا ہیں سب چیز لارہے ہیں جو چہرے انکی دامن سب کچھ اٹھا رہے ہیں
	کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہارین

کتنوں نے قول باندھا معمولی نیکی پیے	کستی ہین شاد کو یون اپنے آشناسے
برسات بھر تو ملے سنتے ہو جان پیارے	احق ہو جو یانگ سے اب بوتنے کو اترے
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
یہ جسکے اُسے ہنس نہ سکتی ہو شوخ رنڈی	معمولی اب تو لیکر نیدی بھی ہر گھنڈی
ہم پیشین لال جو راتم بنو خاص بنڈی	خندی ہو جو تھاری چھاتی کرے نہ ٹھنڈی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
زردار کی تو انہیں ہر کچھ پر ہی پلنگڑی	دلبر پر ہی سے بھی جھمکائے جوڑے کوڑی
مقلس کو ٹوٹی پی اٹاٹ کی جھلنگڑی	رنڈی ملی تو کالی یا گنہی لولی گنگڑی
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
جو بگی ہو گھر میں آرام کر رہی ہو	پر دو نہیں دوستوں سے پیغام کر رہی ہو
چون لگا دوں سو دام کر رہی ہو	چپکے ہی چپکے اپنا سب کام کر رہی ہو
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کستا ہو کوئی اپنے محبوب سے میر سے	اس فیض میں تم غبار و پیارے ہمارے ہر سے
کوئی کہے ہو اپنے دلدار خوش نظر سے	ہاتھوں سے میرے جانی کھائے یہ وہاں سے
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
کستا ہو کوئی پیاری جو کچھ کہو سلا دون	زردوزی ٹاٹ باقی جوتا کہو چھا دون
پیرا جلیبی لڑو جو کھاؤ سو مٹکا دون	چیرا ڈو شہ جامہ جیسا کہو رنگا دون
کیا کیا مچی ہین یار و برسات کی بہارین	
جن دلبروں کے تن پر ہین گرمی دے گا	کھتے ہین انگو ماشی یون پیارے کھلاے

کیا مینہ برس رہا ہی پیارے ذرا نہالے	چھاتی نہیں تو پیارے ٹک پٹھہ ہی ملائے
کیا کیا مچی ہن یارو برسات کی بہارین	
اُس رات ہن جہانک گھزار بھگیتے ہن	شہر و یار کوچہ بازار بھگیتے ہن
صحرا و جھاڑ بوٹے کُسا رہ گیتے ہن	عاشق نہا رہ ہن ولدار بھگیتے ہن
کیا کیا مچی ہن یارو برسات کی بہارین	
کتنے تو دلبر دکنی دہلی پہ بھگیتے ہن	کتنے پریر خنکی بولی پہ بھگیتے ہن
اور کتنے کسبیوں کی ڈیوڑھی پہ بھگیتے ہن	کتنے طود کُفون کی موری پہ بھگیتے ہن
کیا کیا مچی ہن یارو برسات کی بہارین	
کنتی ہو جب وہ سُکر یہ بات بھگیتا تھا	مار دکنی تیرے اگر اک لات بھگیتا تھا
مجھ کو بھی مند چڑھی ہن دن رات بھگیتا تھا	یوہن تو اب کی ساری برسات بھگیتا تھا
کیا کیا مچی ہن یارو برسات کی بہارین	
زور و ارکی تو سُکر کنتی ہو وہ پریر و	کنتی ہو لوٹ دیوں سے جلدی کو اڑھو
مفلس کوئی کچا رہے تو اُس کنتی ہو دو	ہرگز کوئی نہ بولوا حق کو بھگیتے دو
کیا کیا مچی ہن یارو برسات کی بہارین	
یہ سنکے گروہ مفلس کچھ شور و غل مچاؤ	بیٹھک مین اینٹ بھگیتے یا کتڑی مٹھ کھڑاؤ
کھڑکی مین ڈال کر وجہ ناگہنا دے	کیا غل مچا رہا ہی سن شہے مانزا دے
کیا کیا مچی ہن یارو برسات کی بہارین	
کوئی یار سے کہے ہو اے داستان آؤ	بدلی بڑی اٹھی ہو کہنے کو مان آؤ
کیا مینہ برس رہا ہی ہر اک مکان آؤ	راتین اندھیریاں ہن اسے میری جان آؤ

کیا کیا مچی ہن یار و برسات کی بہارین	
کوئی رات کو پکارے پیارے میں بھگتی ہوں	کیا تیری الفتوں کی ماری میں بھگتی ہوں
آتی ہوں تیری خاطر آ رہے میں بھگتی ہوں	کچھ تو ترس تو میرا کھارے میں بھگتی ہوں
کیا کیا مچی ہن یار و برسات کی بہارین	
کوئی پکارتی ہو دل سخت بھگتی ہوں	کانپے ہو میری چھاتی کی سخت بھگتی ہوں
کپڑے بھی تر تیر ہن او سخت بھگتی ہوں	جلد ہی بلائے مجھ کو سخت بھگتی ہوں
کیا کیا مچی ہن یار و برسات کی بہارین	
آیا وہن چھپر کھٹ ماچی پلنگ کھٹوے	دلبر کہیں بفل میں امر د کہیں ہیوے
جو لون کی چیز چراہٹ بو چھار کے جھکوے	در کچھے کہیں دھڑا کے چلتے کہیں ٹھوے
کیا کیا مچی ہن یار و برسات کی بہارین	
شیشہ کہیں گلابی بوتل جھک ہی ہو	راہیل موتیا کی خوشبو مہک رہی ہو
چھاتی سے چھاتی لگ کر عشرت جھلک ہی آ	پائے کھٹک رہے ہن ٹی چٹک رہی ہو
کیا کیا مچی ہن یار و برسات کی بہارین	
کوئی پکارتی ہو کیا کیا مجھے بھگلو یا	کوئی پکارتی ہو کیسا مجھے بھگلو یا
ناحق قرار کر کے جھوٹا مجھے بھگلو یا	یوں دور سے بلا کر اچھا مجھے بھگلو یا
کیا کیا مچی ہن یار و برسات کی بہارین	
جن دلبروں کے خاطر بھگے ہن جتنے جوڑے	وہ دیکھ اُنکی لفت ہوے ہن تھوڑے تھوڑے
اُنکے بیگے کپڑے اتھوڑے دھڑوڑے	چرا کوئی سکھا د جامہ کوئی نچوڑے
کیا کیا مچی ہن یار و برسات کی بہارین	

کیچڑ سی ہو رہی جس جازمین بھیلنی	مشکل ہوئی ہر وان سے ہر اک کو راہ چلنی
بھسلا جو پاؤں کی پڑی مشکل ہر بھیلنی	جوئی گرمی تو اُن سے کیا تاب بھر کلنی
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
کتنے تو کپڑوں کی دلدل میں بھیس رہے ہین	کپڑے تمام گندے دلدلین بس رہے ہین
کتنے اُٹھے ہین مہر کتنے اُکس رہے ہین	وہ دکھ میں بھیس رہے ہین در گوگ نہ رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
کہتا ہوں کوئی گر کر یہ اسے خدائے لیجو	کوئی تو لگا کے ہر دم کتا ہوں لیجو
کوئی ہاتھ اٹھا چارے بھلا کو بھی لیجو	کوئی شور کر چارے کرنے نہ پائے لیجو
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
گر کر کسی کے کپڑے دلدلین میں مٹھر	بھسلا کوئی کسی کا کیچڑ میں منہ گیا بھر
اک دو نہیں بھیلے کچھ اسمین آن اکثر	ہوتے ہین سیکڑوں کے سر نیچے پاؤں اُپر
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
یہ رُت وہ ہر کہ حسین خرد کو کب خوش ہین	ادنیٰ غریب مقلس شاہ دوزیر خوش ہین
معشوق شاد و خرم عاشق امرِ خوش ہین	جتنے ہین اب جہان میں بس اے فطیر خوش ہین
کیا کیا مچی ہین یا رو برسات کی بہارین	
ولہ	
تھا ہجر میں جیسا دل ویران تہ وبالا	ویسا ہی بسا وصل کا ہوتے ہی خیالا
ہو چاہ کا رتبہ نہ بھلا کیونکہ دوبالا	پھر آن کے منت سے ملا ہے وہ دلالا
المنت شد تقدس و تعالیٰ	

کچھ غم نہیں کرتوں لہو میرا بہا یا	بسل کی طرح خاک میں اور خونیں نہایا
ارمان جو کچھ دل کا مرے تھا سو برآ یا	کر قتل مجھے تو نے ہمیشہ کو جلا یا
ظالم تجھے جتیار کئے اللہ تعالیٰ	
اس عالمِ بلی کی ہوئی جیسے مجھے جاہ	تن سوکھ کے کاٹا ہوا ویشل پر جاہ
اس حال کو پہنچا ہوں غم و دوسو واللہ	دیکھ اب تو مجھے ہر کوئی کہتا ہیسی آہ
پھر تیرے اللہ نے مجھ کو نکالا	
آنکھوں میں دم آیا ہر مزاج سے آبا	دنیا سے گذرتا ہوں میں حشرِ زدہ رورہ
اکھڑا ہوں دم اور بکھے ہو جی اب کوئی دم	مر مر مجھے کہتا تھا سو مرنے میں یارہ
اب لاؤ کہاں یہ وہ مرا کوئے والا	
غنجوں کی طرح ملے لہو اپنے دہن سے	ترخو کے نشان سب نہایاں ہیں بدست
حسرت زدہ کہہ آ کے ہر اک اپنے کفن سے	سن تختہ گل آخِ ریشل اس خاکِ چین سے
نیکلام مرے قاتل کے شہید و ن کارِ سالا	
مرتا ہوں تڑپتا ہوں تڑپتا ہوں بن	دن عمر کے بھرتا ہوں بڑے زمین گن گن
مجاوے کہیں تجھے وہ کافر جو کسی دن	قاصد تو مرانا م تو لیجو نہ و لیکن
کہنا کوئی مرنے کو ترا چاہئے والا	
کوئی فصل نہ آئی ہے دھوون سے زمین	فرقت کے غم و درد سے طاقت نہیں تن میں
اور غل میں بے لیل گل سرسمن میں	کیا خاک اڑانے کو چلیں آہ چین میں
نہ یا نہ ساقی نہ صراحی نہ پیالا	
میت میں کہیں ایک تو آنا ہوا اسکا	اور آئے ہی قسمت نے مری اسکو ٹھایا

یہ نور جو برے ہو پڑا کو چہ و در سے	جیسا کہ وہ ہو مجھ سے خنثار و ٹھہ جلا تھا
دل دھڑکے ہو دیکھا نہیں جاتا نظر سے	اشد نے کیوں جب ہی مجھے مار نہ ڈالا
فرقت کا جو از بسکہ تم سہتی بہن آنکھیں	یاد دیکھی تو نہ ہوا شمس و قمر سے
صدر نے ترے پھر ایک نظر مجھ کو دکھالا	شاید وہی بن ٹھن کے چلا ہو کہیں گھر سے
چکر نے مرے ہوش کو افلاک کے کھویا	دریا کی طرح رات اور دن بہتی بہن آنکھیں
نے ابر نہ شبنم نے ٹلک آنکھوں کو بھگایا	لے لے کے بلا میں مجھے کیتی بہن آنکھیں
اگر بھوٹ کے رویا تو مرے پاؤں کا چھالا	صدائے ترے پھر ایک نظر مجھ کو دکھالا
کل پہننے جو کی بادہ کشی صبح سے تا شام	اور پی کے چلے ساتھ شکر کے گئی جام
اس ڈنڈ کا بھلا کیوں نہ آئے دیکھ لڑم	اور دن کو جو گرتے ہوئے دکھایا تو نہ تھا
اب کیا دستہ تم تو نے سے عشق میں جاگاہ	ہم گھر بھی طرے تو بھی نہ ظالم سے نہ سنبھالا
اب جینے کا ترے کوئی چارہ نہیں باقی	آنکھوں میں دم آیا تر اتن غم سے ہوا گاہ
کیوں تو نے پڑھا عشق و محبت کا رسالا	ہم تجھ سے اسی روز کو روئے تھے نظیر آہ
چہرہ ہو ترا نور کی تصویر کا نقشا	ولہ خمسہ ثانی
	اور مصرع قمر خشر کی تفسیر کا نقشا

یا ننگ ہو ترے محسن جا گیا نقشہ	مانی نے جو دکھا تری تصویر کا نقشہ
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشہ	
ترجہی ہے نظر تیر نگہ نوک سنان ہے	جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کمان ہے	اس ابرو خسار کی صورت عیان ہے
خنجر کی شبابت دم شمشیر کا نقشہ	
پلکوں میں تری ہے جو درازی و سیاہی	ہر نوک پڑی دیتی ہے نشتر کی گواہی
عشاق کے لشکر میں پڑے کیون تپلی	شر کا نگو تری و کھیر یہ کہتے ہیں سیاہی
تصویر یہ بھالے کی ہو اور تیر کا نقشہ	
شانہ ہو جگر چاک یہ کتا ہے سیانو	میں محرم اسرار ہوں کتا مر امانو
اُس قید سے ڈرتے رہتے ہو دوانو	یہ زلف سیہ عارض قاتل پہ نہ جانو
تقدیر نے کینچا ہے یہ زنجیر کا نقشہ	
اس قاتل بیدار کی جسدن سے ہوئی جا	کچھ جرم و خطا مجھ سے نہ ہرگز ہوا اللہ
اس ظلم کی فریاد کروں کس سے میں اللہ	کیا پردے ہی پردے میں مجھے قتل کیا آہ
ہرگز نہ کھلا کچھ مری تقدیر کا نقشہ	
آگے تو مرے پاس وہ اما تھا دل فروز	اب دل میں لگا تا ہوں تیر جگر و دوز
اس درد سے رونا مجھے آتا ہوں شب و روز	کیا گردش یام ہے آہ جگر سوز
اٹا نظر آیا تری تاثیر کا نقشہ	
نکلا تھا قیون کو یہ ساتھ وہ گمراہ	آستہا ہی کہا میں نے کہ صد آفرین لے واہ
بس اتنی ہی تفسیر یہ کتا ہوا وہ غوغا	یا گھر سے نکالوں تجھے یا قتل کروں آہ

ط

ٹھہرا رہی یہ کچھ اب مری تقدیر کا نقشا	
کھیتی ہو بہت کی وہ بوہ ہو ہمیشہ	اور اشک کے قطروں پر دوسے ہو ہمیشہ
کھاوے وہی پیوے وہی سوکے ہو ہمیشہ	دن رات ترے کوچہ میں رووے ہو ہمیشہ
عاشق کی یہ ہو منصب و جاگیر کا نقشا	
ہو نقش مرے دل میں ترے حسن کا لہرن	مر کر بھی مرے دل سے نہ جاوے گا تڑا دیان
زنا نہ بھولوں گا تجھے میں اسے نادان	میں تو صفِ محشر میں بھی لوں گا تجھے بچان
رانجھا کو نہ بھولے گا کبھی ہیر کا نقشا	
کیا قول کیا پورا کہ اُس کو پہ جا کر	دن رات تراشا کیا دلبر کی وفا پر
ناچار جب آس رہا ہو وقت برابر	فرہاد نے تیشہ سے لہوا پنا بہا کر
شیرین کو دکھایا وہ جوئے شیر کا نقشا	
لیٹے کے ٹھکے بال جو دیکھے تھے نمودار	بھر عمر رہا پر اسی پھندے میں گرفتار
کیا چاہا کہ اُس کے میں کہوں آہ میں سر	یہ شربتِ مجنون پہ نہیں چھانسی گی یار
لیٹے کی یہ ہے زلفِ گرہ گیر کا نقشا	
دن رات مرے قتل کو پھرتا ہوا دکھ	اب جی مرا کس طور پہ اے مرے اللہ
کیا نکر کروں کس سے کون یہ غم جاگاہ	تدبیر تو کچھ بن نہیں آتی ہو نظیر آہ
اب دیکھئے کیا ہوتا ہو تقدیر کا نقشا	
ولہ	
قائم ہے جسم کو کہ نہیں کس غنیمت است	جیتے تو ہیں اگرچہ نہیں غنیمت است
سویش ہلو کر نہ ملے دش غنیمت است	وقت خزان چو گل ہو دش غنیمت است

	پیری کہ دم ز عشق ز ندیس غنیمت است از شاخ کنہ میوہ نوریس غنیمت است	
کہتے ہیں اس بڑھاپے میں خواہ کی ہوتا چاہ اور وہ کچھ شور سے رکتے ہیں و سنگاہ	احق ہیں خبر وجود نہتے ہیں سپہ آہ سودہ تو ہم کو دیکھ یہ کہتے ہیں واہ واہ	
	پیری کہ دم ز عشق ز ندیس غنیمت است از شاخ کنہ میوہ نوریس غنیمت است	
جن دلبروں سے یار و ہم اب دل لگاتے ہیں بوسہ بھی ہکو دیتے ہیں بے بھی چلاتے ہیں	وہ سب ترس ہمارے بڑھاپے کھاتے ہیں اور راہ مضفی سے یہ کہتے بھی جاتے ہیں	
	پیری کہ دم ز عشق ز ندیس غنیمت است از شاخ کنہ میوہ نوریس غنیمت است	
نے تن میں اب ہر زور نہ چلتے ہیں دست دہا اس وقت میں بھی عشق کو رکھتے ہیں جا بجا	اور جھکتے جھکتے تیرے قدم ساتھ آگیا کیون یار و چہ ہی کیون یہ نمان کی ہر جا	
	پیری کہ دم ز عشق ز ندیس غنیمت است از شاخ کنہ میوہ نوریس غنیمت است	
روئے جو ہم چین میں سحر بیٹھ کر ذرا اُسے کہا کہ اسکا کسی سے جو دل لگا	بلبل سے پوچھا گل نے کہ بڑھاپے کیوں آیا جب گل نے ہکو دیکو کے ہنس کر یہی کہا	
	پیری کہ دم ز عشق ز ندیس غنیمت است از شاخ کنہ میوہ نوریس غنیمت است	
حلاقت بدن میں کیے تو اب ہم کو نہیں	ہوتا ہی اب بھی سیر و تماشا اگر کہیں	

جاتے ہیں لٹھی ٹھیک کے دشا دم وہین	جو کھو دیکھتا ہو وہ کتا ہو آفرین
پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است
کل میکہ سے مین ہم جو گئے با قد دوتا	اور پی شراب لوٹ گئے شور و غل مچا
اس دم ہمارے دیکھ پڑھا پے کا جو صلا	ہنسٹنس کے جب تو پیر مغان نے یہی کہا
پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است
پیارے تمھارے اور تو عاشق ہیں نوجوان	اک ہم ہی بوڑھے سب ہیں اور پیر توان
وہ تو پہلے ہم ہیں کئی دن کے میہمان	بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کیلئے کج جان
پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است
جو ہیں جوان اُٹھو نکلے تو اُفت ہیں کلا رو با	ہم بوڑھے ہو کے عشق کو رکھتے ہیں بڑا
لہتے ہیں دل لگاتے ہیں پھر تے ہیں خواہزار	جو چھپے ہو سکے وہ غنیمت ہو میرے یار
پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است
و اتوں کا گرچہ محمد میں ہمارے نہیں نشان	بوسے پہ آن اڑتے ہیں تو بھی ہر ایک آن
ان شوخیوں کا وقت ہمارے بھلا کمان	پر دل میں اپنے ہم بھی یہ کہتے ہیں میرے جان
پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است

جگو خدا نے دی ہو جوانی کی دستگاہ	وہ تو ہمیشہ دل کو لگا دینگے تمسے آہ
اور ہم کہاں بھراؤ نیکے کرنے تمہاری چاہ	بس تم اب اپنے دل میں سی پر کر گواہ
پیری کہ دم ز عشق ز ندیس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است
گو تن کلام کا بچے ہو اور ہین سفید بال	تو بھی بنا تھے ہین محبت کی چال ڈھال
پیارے ہمارے مٹنے سے لاؤ کچھ خیال	کسو اسٹے کر تو ماب اس بات پر خیال
پیری کہ دم ز عشق ز ندیس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است
ہوتے ہین اُفتون سے جوانی میں بآہ	ہم عشق سے بڑھاپے میں کلے ہین بن فقیر
جو ہلو دیکھتا ہو اب اس حال میں نظم	پڑھتا ہو شاد ہو کے یہی بیت دلپذیر
پیری کہ دم ز عشق ز ندیس غنیمت است	از شاخ کمنہ میوہ نورس غنیمت است
ولہ در صفت جوانی	
کیا عیش کی رکھتی ہو سب ہنگ جوانی	کرتی ہو ہمارے نکلے تین رنگ جوانی
ہر آن پلاتی ہو مے اور ہنگ جوانی	کرتی ہو کہین صلح کہین جنگ جوانی
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
اٹھنے جوانی کا وہ عالم ہو بنایا	جو کہین عاشق کہین رسوا کہین شیدا
پھنڈے میں کہین جی کہین دل ہو تڑپتا	مرے ہین سکتے ہین بلکتے ہین ابا الہ

	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	
نہ دل کے لگانے کا نہ گل کھانے کا کچھ غم ہنسنے کا نہ چھاتی سے پٹ جانے کا کچھ غم		نے نہ کا نہ معجون کے منگوانے کا کچھ غم گالی کا نہ آنکھوں کے لڑا آنے کا کچھ غم
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	
چھوٹا ہو کہین پیار کھسی ہو لگے نین نے جی کو فراغت ہو نہ آنکھوں کے تین بین		لڑتی ہو کہین آنکھ کہین دست کہین وعدہ کہین اقر کہین سین کہین بین
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	
کرتا ہو کوئی چاہ کوئی دیکھ رہا راہ کیا عیش ہیں کیا عیش ہیں کیا عیش ہیں		آفت ہو کہین مہر و محبت ہو کہین چاہ ساتھی ہو صراحی ہو پر ز ادہن ہمراہ
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	
دیجاتی ہیں پر یان بھی غصے کے تین گھور گو دھین پڑی ہو ٹپے ہر خچل سی کوئی حور		چہرہ یہ جوانی کا جو اگر ہو چڑھا نور چھاتی سے لپٹی ہو کوئی حسن کی منور
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	
اور وانسے کسی ور کے ملنے کا ہوا دھیان		گر رات کسی پاس رہے عیش نکلان

کستی ہر مین چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جان	گھبرا کے اٹھے جب تو گرے پلٹن پر بہان
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
وہ شوخ کہ ہوں بند بھین دیکھ کے رہا ہوں	رستے میں نکلتے ہیں تو ہوتی ہیں یہ چاہا ہوں
بڑتی ہیں ہر اک جانے گا ہونہ کجا ہوں	کھانسی ہو کوئی ہنکے کوئی بھرتی ہو آہوں
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
جو بانوں کہیں راہ کہیں سیف کہیں دھمال	تفتے ہیں اگر ٹیٹھ کے چلتے ہیں عجب چال
چڑھ بیٹھے کہیں ہاتھ کہیں منہ کو نیا ڈال	کھینچے ہیں کہیں بال کہیں توڑ لیا گال
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
کستی ہو کوئی نلکے سے پان بنا لاؤ	جاتے ہیں طوائف میں ودان ہوتی ہو یہ چاہاؤ
ناچے ہو کوئی شوخ بتاتی ہو کوئی بھاؤ	کوئی کہتی ہو یاں بیٹھو کوئی کہتی ہو پان آؤ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
مستی کوئی سر سر کوئی کا جیل ہو دکھاتی	ہنس ہنس کے کوئی حسن کی پھل بل ہو دکھاتی
کرتی کوئی انگلیا کوئی آچل ہو دکھاتی	چتون کی لگاؤ کوئی چنچل ہو دکھاتی
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی

کہتی ہو کوئی رات مرے پاس نہ آئے	کہتی ہو کوئی ہکا بھی خاطر میں نہ لائے
کہتی ہو کوئی کسے تجھ میں پان کھلائے	کہتی ہو کوئی گھر کو جو جائے ہمیں کھائے
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
گردل کو کسی شوق پر ہی کی ہوئی ٹکڑا	اور ناز میں کرنیلی سوت وہ اکراہ
جون باز کہ چڑیا کو کہیں داب لے ناگاہ	مچو اوسے لپٹ کر وہیں رنڈی سے ادنیٰ آہ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
آیا جو کوئی حسن کا بوٹا سا کوئی جھاڑ	جا شوق سے جھپ پٹے یہ بچے تین جھاڑ
انگیا کے تئیں چیر کے کرتی کو لیا بھاڑ	اخلاص کہیں پیا کہیں مار کہیں دھاڑ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
کیا تجھے نظیر اب میں جوانی کی کہوں بات	اس سن میں گذرتی ہو عیش سے اوقات
محبوب پر نیا دل آتے ہیں دن رات	سیر میں بہار میں ہن تو اضع ہو مدارات
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی	عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی
ولہ	
عاشق جہان میں ولت و اقبال کیا کرے	ملک مکان تیغ و تبر ڈھال کیا کرے
بس کا لگا ہو دل وہ زرو مال کیا کرے	دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے

	بے حال ہو رہا ہو سودہ حال کیا کرے گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے	
پالا ہو جن سواروں نے یاں خر کو آشکار اور جو بھلا لنگ مارے ہو چرخ پر سوار	کتے کی پٹھیر نہ نہیں چڑھ سکتے زینہار جس کا خدا نے ایسا بنایا ہو ر اہوار	
	وہ فیل واسپ زر و وسیہ لال کیا کرے گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے	
خکو ہوس ہو قائم و دریا سمور کی عربانی کی بھی جسے تباہی سے دور کی	پھر دیکھی ہو اُنھوں نے جھلک کو ٹور کی پوشاک اُسکی قطع ہوئی جبکہ نور کی	
	پھر وہ ردائے ریشمی اور شال کیا کرے گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے	
پھرتے ہیں وہ جو خلق میں سیو بٹھا بیٹھا واٹھی کے مارے بوجھ کے چڑھی جھک رہا	اور وہ جو منڈ گیا ہو لگا سر سے تابا ایک ایک لال جاں ہو اٹھا ہوا پر آ	
	وہ آلِ بالِ جال کا جنجال کیا کرے گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے	
مرنے کا ڈر ہو انکو جو رکھتے ہیں تن میں جان محتاج پتھر و نکو ترستے ہیں ہرزمان	اور وہ جو مر گئے تو اُنھیں موت پھر کہاں اوشکے ہاتھ کان جو اہر لگی میان	
	وہ پھر ادم ادم کے در و لعل کیا کرے گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے	
جو شخص ابتداء سے رہے پیٹ کے لکیر	پھر وہ اُسی لکیر کے اوپر رہے فقیر	

ٹھہری ہوں ریش وجہ تسبیح میں سیر	اور جکے دل سے پیرو میری گئی نظیر
بھروہ کلاہ و شجرہ و ردال کیا کرے	گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے
ولم	
کہ ہو کر باؤں پھرتے ہیں بنگے شیر آندھی میں	نہو کیونکر جان مار و زبرد زیر آندھی میں
بلوے اُٹھ چلے تھے اور تھپی کچھ دیر آندھی میں	لگانے جو گل دامن ہوا گاہ گھیر آندھی میں
کہ ہے یار سے آہو گئی مڑ بھیر آندھی میں	
ہوا پر بھی تمہیں کچھ ہے نظر اسے ناز میں لبر	کہا میں نے ابی کچھ خیر ہو جائی ہو تم کیدم
جتا کر خاک کا اڑنا دکھا کر گرد کا چکتر	چلو بھاگو شتابی ورنہ آندھی آگئی سر پہ
دھین ہم بچلے اُس گلبند کو گھیر آندھی میں	
پہلی اس چال سے اُس دم کہ میری گئی غش ہو	بہشت ہی بھری تھ کر وہ چنبل ناز میں لگرو
رقیبوں جو دکھایا یہ اُڑا کرے چلا اسکو	کر اسمیں آئے اک بھوکا اندھیرا گریا یارو
پکارے باہر یہ کیسا ہوا اندھیر آندھی میں	
پکارے تھلچل جانے نہ پاوے اسکو جلدی سے	یہ کہہ کر کھڑا تیغ و سپر اور ٹکڑ ب دوڑے
وہ دوڑے تو بہت لیکن نہیں آندھی میں کیا ہو	کہا نکاوہ بھلا اور کس لینا ہم جو دھر بھاگے
زبس ہم اُس پر سی کو لائے گھر میں گھیر آندھی میں	
اندھیرا ہو گیا کیسے منوں خاک میں لگین اڑنے	چلے اسمیں ہوا کے پھرتا کرادر سٹائے
پڑھا کوٹھے پہ دروازے کو منو اور کھو کر پردے	انہیں جھوکوں میں بچے اُس پر چنبل کو جلدی سے
لگا چھاتی ہے بوسے کیا ہست پھر آندھی میں	

ادھر تو آئے آندھی سے اندھیرا ہو گیا ہر وہو	خبر کس کو کسی کی مین کمان ہوں اور کمان ہو تو
اے ابا ابا عجب حسرت کی اس دم ہنگامی اک چو	وہ کوٹھے کا مکان وہ کافی اندھی وہ گم گم
عجب رنگوں کی ٹھہری کے ہیرا پھیر آندھی مین	
اُسی آندھی نے گلشن کر دیا یا ر در سے گھر کو	بچھا یا شاد ہو مین نے پلنگ پر جھاڑ بستر کو
صریح کی خبر لی اور بنھا لاجا کے ساغر کو	اٹھا کر طاق سے شیشہ لگا چھاتی سے لبر کو
نشون مین عیش کے کیا کیا کیا دل سیر آندھی مین	
چمن سا اٹھ گیا یا ر در سے کوٹھے کے زینے پر	ہوئی ننگوں کی مارا مار گرمی کے سپنے پر
لگے پھر عیش و عشرت جب تو ہو اس قنبر پر	کبھی بوسہ کبھی انگلیا پہا تہ اور گاہ سپنے پر
لگے لٹنے مزے کے شکرے اور ہیرا آندھی مین	
یہ ٹھہرا جب تو پھر دان عیش کے بادل لگے ٹھہرنے	ہو دو بی حسین حسین مین سب سدم لگین ترنے
لپٹ کی ٹھہری و رہی ہاتھ سینے پر لگے پھرنے	مزے عیش و طرب لذت لگے یوں و لگے گرنے
کہ جیسے ٹوٹ کر میوہ کے ہو دین ڈھیر آندھی مین	
اُس آندھی مین آبا ابا عجب غنہ مزے مارے	فلک پر عیش و عشرت کے مکھائی و گئے تارے
رقیبوں کی مین اب خوری خرابی کیا لکھوں بارے	تیلے کوٹھے کے بیٹھے اٹ گئے سب گرد کے مایے
بھری تھنوں مین اُنکے خاک و دس دل سیر آندھی مین	
کیسے بھاگ کر جلد سے جا گھر کا لیا آنگن	اُگر کوئی گڑھے مین اور کوئی بھاگا کدین دشن
کیسے چھین گئے کپڑے اچھوٹکی گئی وان بن	کیسی اڑ گئی بکڑی کیسیکا بھنگیا دامن
گئی ڈھال اور کسی کی گر پڑی شمشیر آندھی مین	
یوں آندھی کے یار و یوتو کے ہوش کھو تے مین	بھین مین عیش وہ آندھی مین ہوتی سے پرت مین

مزا ہو جنکو نہتے ہیں جنھیں غم ہی سوتا ہے	نقطہ آندھی میں کتے ہیں کہ اکثر دیوتے ہیں
سیان ہکو تو بھائی ہیں پر یاں گھر آندھی میں	
در تعریف عید گاہ اکبر آباد	
ہر دھوم آج مدرسہ و خانقاہ میں	تاتے بندے ہیں مسجد جامع کی راہ میں
گلشن سے کھل رہے ہیں عجب کج گلاہ میں	سوسوچیں بھلکے ہیں اک اک نگاہ میں
کیا کیا مرے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
جھمکا ہی ہر طرف کو جو آیا دلا زری	پوشاک میں بھلکے ہیں سب تن ذری ذری
ٹکڑو پکٹے پھرتے ہیں جون ماہ دستری	ہر کج عید عید کی دل میں خوشی بھری
کیا کیا مرے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
آتے ہیں گھر سے اپنے چون بن کے بگلاہ	صحن چمن ہی چنی ہو سب صحن عید گاہ
چھاتی سے لپٹے جاتے ہیں ہنس ناس کے خواہ خواہ	دل باغ بکے ہوتے ہیں خرت سے داہ داہ
کیا کیا مرے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
کچھ بھڑسی ہی بھڑکے بچہ دبے شمار	خلفے کے ٹھکانے ٹھکانے ہیں بندے ہر طرف ہزار
ہاتھی و گھوڑے ہیں تھوڑے اونٹ کی قطار	غل شور بانے بولے کھلونوں کی ہر پار
کیا کیا مرے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
پہنے پھرے ہیں شوخ کڑے اور تہ سایان	بھولوں کی گپا دیہن میں شاخیں اٹس لیان
کر سبھ چون نے ملنے کی خاطر ہیں کسلیان	ملے ہیں یوں کہ چھاتی کی لڑکے ہیں مسلیان
کیا کیا مرے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
آتے ہیں ملتے ملتے جو عاجز پریر خان	دیتے ہیں ملنے والوں کو گھرا گئے کالیان

تسیر بھی لپٹے جاتے ہیں جو گر پکھیاں	دامن کے ٹکڑے اڑتے ہیں پتی میں چابیاں
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
ہین ملتے ملتے تن جو پسینوں میں تر تر	لٹنے کے ڈرتے پھرتے ہیں جھپٹے اور اُدھر
چپٹے پھرے ہیں لوگ بھی جاتے ہیں ہجر	ٹھٹھا ہنسی دیر تماشے جدھر تہہ
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
ہین کرتے وصل شہر کے سب خرواؤں کیر	ادنیٰ غریب امیر سے لے شاہ تا وزیر
ہدم نگلے پٹ کے مرے یار و پذیر	ہنس ہنس کے مجھے کتنا ہیوں کون سا نظر
کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عید گاہ میں	
خمیسہ در بیان عید	
یوں لب سے اپنے نکلے ہوا بلبلا آہ	کرتا ہر جھرجھک کہ دل بقرار آہ
عالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی بہار آہ	ہے تو آج بھی نہ ملا وہ نگار آہ
ہم عید کے بھی دن رہے امید دار آہ	
کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر	ملنا تو اک طرف ہو عزیز و کبھی نظر
کتنا ہی جستجو میں پھرے ہم اور اُدھر	لیکن ملا نہ ہے وہ عیار قندہ گر
پوشاک کی بھی پہنے نہ دیکھی بہار آہ	
رکھتے تھے ہم امید یہ دل میں کہ عید کو	گیا کیا گلے لگا ونگے دلبر کو شاد ہو
سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو	تھی آس عید کی سو گئی وہ بھی دستہ
اب دیکھیں کیا کرے دل امید دار آہ	
اُس سنگدل کی پہنے غرض جیت چاد کی	دیکھا نہ اپنے چل کو کبھی ایک دم خوشی

کچھ اب ہر اسکی جو تقدی نہیں نئی	ہر عید میں ہمیں تو سدا یاس ہی رہی
کافر کبھی نہ ہم سے ہوا ہنسار آہ	
کیونکر نگین نہ دلمین مرے حسرتوں کے تیر	دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر
اس در و کوہ سمجھے جو ہوش کا اسیر	جس عید میں کہ یار سے ملنا نہ ہو فطیر
اسکے اوپر توحیف ہی اور صد ہزار آہ	
ولہ	
پہلے اُس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ	صاحب خلق و کرامت سے کہو عشق اللہ
گلشن دین کی طراوت سے کہو عشق اللہ	انور حق شاخ اُمت سے کہو عشق اللہ
ہر دم اُس شاہ ولایت سے کہو عشق اللہ	
اور وہ ہر جس سے ہر باغ امامت کا چین	سبز پوش چین جنبہ و فردوس حسن
نہ ہر نے جسکا زمر دسا کیا سبز بدن	یاد کر مومنو اسکا وہ ہر پیرا ہن
سبز باغ امامت سے کہو عشق اللہ	
اور وہ گل جس سے ہر گلزار شہادت کا کھلا	ایکے دشت بلامین جو اُسے اہل جفا
تین دن رات کا پیاسا وہ بہار لکیتا	شکر شام کو لکا رکے تنہا وہ لڑا
گو ہر دُج شجاعت سے کہو عشق اللہ	
اور جس مرد کا ہو نام شہ زین العبا	گر بلامین وہ اگر آہ کا شعلہ گرتا
جیکے لشکر وہ بھی خاک سید ہو جاتا	پر سوا حق کی رضا اُنھنے نہ کچھ دم مارا
اُس جو فرد کی ہمت سے کہو عشق اللہ	
باقی و جعفر کا نظم درضا شاہ شہان	اور قی نور بنی اور وہ نقی قبلہ جان

عسکری سہدی ہوسے وہ امام دوران	ہیں زمانہ میں ہی بارہ امام اے یاران
سب ہرک صاحبِ عت سے کہو عشقِ اللہ	
جتنے اللہ نے بھیجے ہیں ولیِ تنہیں	عارف و کامل و درویش و مشائخ رہبر
اور جنہوں نے کہ ذرا حق کے اوپر کر کے نظر	راہِ مولا میں خوشی ہو کے دیا اپنا سر
اُن شہیدوں کی شہادت سے کہو عشقِ اللہ	
ہیں جہاں تک کہ جہان میں جو ولی اور فقرا	ہر دم ان سب کے دلوں میں کہو عشقِ اللہ
اور جس مرد نے خوش ہو کے براہِ مولا	مال و جان دولت و گھر بار ملک بخش دیا
اُس سخی دل کی سخاوت سے کہو عشقِ اللہ	
ہیں جو وہ صابر و شاکر برضاے مولا	راہِ مولا میں چلے لے کے توکل ہمراہ
جا کے جنگل میں پہاڑوں میں بگاتی پیکار	دن میں خوش میٹھے ہو کرتے ہیں اللہ اللہ
اُن جوانوں کی قناعت سے کہو عشقِ اللہ	
وہ جو کھاتے ہیں دنیا میں خدا کے بندے	بندگی کرتے ہی کرتے وہ سبھی خاص ہو
خاک بھی ہو گئے پر کرتے ہیں ہر دم خوب	کہیں ہیں باطنی و ٹہیں عبادت کے مزے
دوستوں کی عبادت سے کہو عشقِ اللہ	
اور وہ جن پہ ہیں احوال و دو عالم کے کھلے	جتنے دریا میں ہیں اور درہاں پر اڑتے
چاہیں پتھر کے تئیں لعل کریں نظر وں سے	چاہیں اکسیر کریں ناک کو چہرہ دم سے
اُن کی سب کشف و کرامت سے کہو عشقِ اللہ	
اور وہ جو عشق کا گلزار کھلاتا ہے نظیر	پتھن پاک کا عالم میں کہاتا ہے نظیر
ریختہ فروزا بھی بناتا ہے نظیر	کہ سخن عشق کا چہرہ کو بناتا ہے نظیر

	اُسکے سب حرف و حکایت سے کہو عشقِ اشد	
	بوڑھا پے کی تعریف میں	
اور عیشِ جوانی کے تئیں کھائے بوڑھا پے	کیا تہرہ یا روجے آجائے بوڑھا پے	عشرت کو ملا خاک میں غم لائے بوڑھا پے
ہر کام کو ہر بات کو ترسائے بوڑھا پے	سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھا پے	عاشق کو تو اشد نہ دکھلاے بوڑھا پے
چھاتی سے لپٹے تھے محبتِ سما جتا ہر	جو لوگ خوشامد سے بجاتے تھے گھڑی بہر	سو اُسکے بوڑھا پے نے کیا ہائے یہ کچھ قہر
اب جن کے کہتے جاتے ہیں گئے ہیں اُنھیں ہر	سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھا پے	عاشق کو تو اشد نہ دکھلاے بوڑھا پے
آتے تھے چلے آپ جو گنتی تھی ذرا ہر	آگے تو پرِ یزاد یہ رکھتے تھے ہمیں گھر	سو اُسکے بوڑھا پے نے کیا ہائے یہ اندھیر
جو دہر کے ملے تھے وہ اب لپٹے ہیں منہ پھر	سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھا پے	عاشق کو تو اشد نہ دکھلاے بوڑھا پے
محبوبہ ملے تھے نہ نو دیکھ جنھیں بھوکھ	اب کیا ہی جو بہت جھڑ ہوا اور بڑھ چکی گھوکھ	تھے جب ملکِ ایامِ جوانی کے ہر روکھ
بٹھے تھے پرندائے جب تک تھے ہر روکھ	سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھا پے	عاشق کو تو اشد نہ دکھلاے بوڑھا پے
دیتے تھے ہمیں پیار سے چلو کی نشانی	آگے تھے جہانِ گلبدن اور یوسفِ ثانی	

مرجا ئیں تو اب مضمین نہ ڈاے کوئی پانی	کس دکھ میں ہیں چھوڑ گئی ہاے جوانی
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھا پا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلاے بوڑھا پا
یاد آتے ہیں اہلکودہ جوانی کے جو نکاح	اور حیا م و لارام مزے عیش اور آرام
اُن سب میں جو دیکھو تو نہیں ایک کا نام	کیا ہے تم کہ گئی یہ گردش ایا م
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھا پا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلاے بوڑھا پا
مجلس میں جوانوں کی تو ساغر میں چھلکتے	چمکین ہیں بہار میں ہیں پروردہ میں چھلکتے
ہم اُن کے تئیں دور سے ہیں رشک سے تکتے	وہ عیش و طرب کرتے ہیں ہم سر میں ٹپکتے
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھا پا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلاے بوڑھا پا
اب پاؤں پڑیں اُن کے تو گہر نہ بلا دین	جا بیٹھیں اگر کم میں خفا ہو کے اُٹھا دین
اتنا تو کمان اب جو کوئی جام پلا دین	اگر جان نکلتی ہو تو پانی نہ جو ا دین
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھا پا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلاے بوڑھا پا
جب عیش کے مہاجے اب غم کے چو ضیف	اب خون جگر کھاتے ہیں چیتے تھے سو کیف
جب انیٹھ کے چلتے تھے سپر اندھ اٹھا سیف	اب تک کے لاٹھی کے تئیں چلتے ہیں صد حیف
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاے بوڑھا پا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلاے بوڑھا پا

تھے ہم جی جانی میں بہت عشق کے چہرے اب آج کلہا پانے کیے ایسے اور سب	وہ کوئی گلو دہن جو نہ نہیں گھر سے پھر گئے مگر گئی پھر تے ہیں لٹورے
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہا سب بڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا	
کیا یا رُلٹ ہم سے کیا ہاے زما نا چمڑے ہی کوئی ڈال کے داؤ کا ہانا	جو شخص کہ تھے اپنی نگاہوں کے نشانہ ہنس کر کوئی کتا ہے کہاں جاتے ہوتا نا
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہا سب بڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا	
پوچھیں جسے کھلو وہ کیا پوچھے ہیڑے بٹھیں تو یہ ہو دعوہ کہاں بیٹھے ہیڑے	آوین تو یہ غل ہو کہ کہاں آوے ہیڑے دکھیں جسے کتا ہے وہ کیا دیکھے ہیڑے
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہا سب بڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا	
کیا یا رکھیں گویا بڑھا پایا ہمارا جب بوڑھا ہیں کہہ کے جہاں ہائے پکارا	پر بوڑھے کہاں کانہیں تو بھی ہمارا کافرنے کی جو میں گویا تیر سا مارا
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہا سب بڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا	
نوباہن اگر جاوین تو ہوتی ہے یہ بھکڑی پے کمین اور بھینس کہیں جاتی ہیں پکڑی	کھینچے ہی کوئی ہاتھ کوئی پکڑے ہی کڑی دڑسی کو کپڑ کھینچ کوئی جھاڑے ہی کڑی
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہا سب بڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھا پایا	

گستاخ کوئی چمین لاس بڑھ کی لاشی	گستاخ کوئی شیخ کہ ہاں کھینچ لو واپسی
اتنی کسی کافر کو سمجھ اب نہیں آتی	کیا بڑھے جو ہوتے ہیں تو کیا تمکے نہیں جی
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بڑھ چا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھ چا
اک وقت وہ تھا ہم بھی خنجر کرتے تھے گن	محبوب پریزاوند رہتے تھے ملے بن
اک وقت یہ ہائے جو سب کرتے ہیں بھین	ایک وہ آیا مٹے ایک ہیں یہ دن
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بڑھ چا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھ چا
بڑھو عین اگر جاوین تو گستاخین ان دل	وان کیونکہ لگے دل تو مجھ بونہ کامل
محبوب عین جاوین ان سب چہرے ہیں مل	کیا سخت مصیبت ہی ٹپری آنکے مشکل
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بڑھ چا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھ چا
چنگٹ کو ہار سی اگر سواہی گئی ہی	تو دان بھی لگی ساتھ ہی خوار سی گئی ہی
سننے ہیں کہ کتنی ہوئی بھٹیاری گئی ہی	لو دیکھو بڑھ چا پے مین یہ ت ماری گئی ہی
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بڑھ چا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھ چا
چڑھی ہو اگر لال گلابی تو یہ آفت	گستاخ ہر اک دیکھ کے کیا نوب نہ کرت
شخص سے کوئی گستاخ کر شکل پر رحمت	لا حول ولا دیکھے بڑھ کی حماقت
سب چیز کو ہوتا ہے بڑا ہائے بڑھ چا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھ چا

گرمیا و مین جاوین تو یہ ذلت ہو اقصانا رمدون مین اگر جاوین تو مشکل ہو پھر آنا	پچھتے ہی بنے باپ نکاحی کا نشانہ افسوس کسی جا نہیں بوڑھے کا ٹھکانا
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا بے بوڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا	
ہو جھانولی تالی کا زنا نو مین یہ چرچا داڑھی کو جگت بولے کوئی آنکھ کو ٹسکا	گر انہیں کبھی جاوین تو ہی یہ ستم آتا ٹھٹھے سے کوئی کتا ہو آ امرے دلا
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا بے بوڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا	
دیرا کے تماشے کو اگر جائیں تو یارو اور ہنکے شرارت سے کوئی پوچھے ہی ہو	کتا ہو ہر اک دیکھ کے جاتے ہو کمر کو کیون خیر ہو کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا بے بوڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا	
گمراہ کو ہوتے وہ جوانی کے زمانے مشکل بھی پڑ جاتی انھیں پیچھے چھڑانے	قدرت تھی جو یون چھڑتے بھڑکے زمانے اکدم مین ابھی لگتے اُومی ہائے بچانے
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا بے بوڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا	
گمراہ مین جاوین تو یہ حسرت ہو ستاتی اور دیکھی طرف جاو تو آنکھیں مین لڑاتی	جو ناچے ہو کافروہ نہیں دیکھائیں لاتی پر ہم کو تو کافروہ انگوٹھا ہو دکھاتی
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا بے بوڑھا پایا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا	

گرتا کیا نہیں کوئی بڑھی ہو کہاتی	البتہ بڑھا ہے پودہ تک رہم ہو کہاتی
بھیک سی پانی سی لگاوت سہ جاتی	پر قمر ہو وہ ہکو ذرا خوش نہیں آتی
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا سے بڑھا یا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلا سے بڑھا یا
چکلے کے جو اندر کی وہ کھاتی کچی	گرا نہیں کبھی جاوین تو ہوتی ہو خرابی
نفس نہ دیکھتے ہی کہتی ہیں سب بڑھیا	کیا آئے ہو یا نہ کرنے کو پیری پیری
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا سے بڑھا یا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلا سے بڑھا یا
گر جاوین طوائف میں تو لگتی ہیں تانے	کیا آئے ہو حضرت ہمیں قرآن پڑھانے
ہنس ہنس کوئی پوچھے ہی نماز نہ دکانیں	تھٹھے سے کوئی بھینکے ہو تسبیح کوانے
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا سے بڑھا یا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلا سے بڑھا یا
تو جھک کر پاؤں سے سر آن لگا ہو	پر دل میں تو جوان کا وہی دھیان لگا ہو
کہتے ہیں جے ہکو یہ ارمان لگا ہو	کہتا ہو وہ کیا بڑھے کو شیطان لگا ہو
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا سے بڑھا یا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلا سے بڑھا یا
نقلین کوئی ان پوچھے ہونٹوں کی بناوے	چل کر کوئی کٹر کی طرح قد کو جھکاوے
داڑھی کے کتے انگلی کو لالا کے پھاوے	یہ خواری تو اشد کسی کو نہ دکھاوے
سب چیز کو ہوتا ہو بُرا ہا سے بڑھا یا	عاشق کو تو اشد نہ دکھلا سے بڑھا یا

تھجیے جوانی میں گئے دھوم دھڑکے سب اڑ گئے کافروہ ظارے وہ جھکے	و بھڑی بوڑھا پے میں چھٹے آن کے جھکے ابیش جوان کو کہیں اور بوڑھو نکو دھکے
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بوڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پا	
اگر حرم سے وارثی کو خضاب اپنی لگاویں گو کرے ہنسے کے تیں دانت بندھاویں	مجھڑی جو پڑی منہ پہ اسے کیونکہ مشاویں گردن تو پڑی ہتی ہی کیا خاک چھاویں
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بوڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پا	
انگھون سے یہ دیدار کی لذت نہیں چھٹی سب چھٹ گیا پردہ کی لیت نہیں چھٹی	اور دل سے بھی محبوب کی افشائیں چھٹی اک سگری ہو جو پڑی عادت نہیں چھٹی
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بوڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پا	
سنستے ہو جوانو یہ سخن کہتے ہیں تم سے جاو کی جوانی تو پھر افسوس کرو گے	کرتے ہوں جو کرودہ مزہ عیش و طرب کے تم جیے ہو دیہ تو کمی ہم ہی جوان تھے
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بوڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پا	
اب تجھے ہو مشوق یہ سب یاد رکھو بات محبوب غنیمت ہی جوانی کی یہ اوقات	جو ہو سو کرو چاہنے والوں کی طواریات جب بوڑھے ہو پھر تو ہو ڈھاکے دوپاٹ
سب چیز کو ہوتا ہی بڑا ہائے بوڑھا پا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بوڑھا پا	

اب جس زمین تودہ ہوتا ہو گدلا اس چرخِ تنگمار نے سینے میں جسدِ لا	اشد نہ دکھلائے کسی کو یہ ملولا کیا ہے جوانی کا لیا آہ یہ بدلا
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا کے بڑھایا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھایا	
تھے جیسے جوانی میں پیے جامِ سوکے جب آکے گلے لگتے تھے محبوب بھوکے	ویسے ہی بڑھاپے میں پیے گھونٹ بھوکے اب کیسے تو بڑھیا بھی کوئی مغویہ نہ تھوکے
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا کے بڑھایا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھایا	
یہ ہونٹھ جواب پوچھے یار دہین ہمارے ہوتے تھے جوانی میں تو پر یونگے گزارے	ان ہونٹوں نے بوسوں کے بڑے رنگ میں مارے اور اب تو چڑیل آکے بھی لکلات نہ مارے
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا کے بڑھایا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھایا	
تھے جیسے جوانی کے چڑھے زور میں سرخی نکلا ہوا تن سوکھ روئی بالِ رگینِ منج	ویسے ہی بڑھاپے کی پڑی آن کے اسبج حلو اہوے چرخا ہوئے لپسی ہوئے منج
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا کے بڑھایا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھایا	
محلِ مین وہ مستی سے بکڑنا نہیں بھولا ہنسِ ہنس کے پیرِ ناز و سچ لڑنا نہیں بھولا	ساتی سے پیالوں پر جھگڑنا نہیں بھولا دہ گالیوں وہ بوسوں پر لڑنا نہیں بھولا
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا کے بڑھایا عاشق کو تو اشد نہ دکھلائے بڑھایا	

کیا دور تھا سر دیکھنے کا ہوتا تھا جد افسوس	ہر غم دہن دیکھ کے کرتا تھا جد افسوس
اب مر بھی اگر جا دین تو ہوتا ہے کرا افسوس	افسوس صد افسوس صد افسوس صد افسوس
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا
جب جان کے بوڑھا ہیں چھڑیں میں یہ بڑا	اور چھڑ کے مجلس اٹھاتے ہیں بیکراہ
اسوقت تو ہم یار و دم سر سے بھراہ	رور د کے ہی کہتے ہیں اب کیوں کر اللہ
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا
گر ہوتی جوانی تو ابھی دھوم یہ مچتی	جھپاتی سے لیٹ دم میں کڑک ڈالتے پلا
سب کرتی وانگیا کی اڑا ڈالتے دہلی	پہ کیا کریں یار و کہ بوڑھا ہے نے میری کلی
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا
وہ جوش نہیں جسکے کوئی خوف سے رہا	وہ زخم نہیں جسکے کوئی بات کو سرے
جب پھونس ہوئے ہاتھ تھکے پاؤں بھی بھیلے	پھر جسکے جو کچھ شوق میں آدے وہی کہے
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا
کرتے تھے جوانی میں تو سب آپ سے آجاہ	اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آنکے دلخواہ
یہ تو بڑھا پے نے کیا آہ نظیر آہ	اب کوئی نہیں پوچھتا اللہ ہی اللہ
سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہا بے بوڑھا پایا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھا پایا

روپیہ کی تعریف میں

<p>ہو ربط ہم طبلہ و سارنگی و نئے کا مینا کی جھلک جام اور چھلکے ہو مری کا</p>	<p>نقشہ ہر عیان سوطہ رقص کی رے کا جھنکار معجز و نکی ہے اور شور ہو بے کا</p>
<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>	<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>
<p>کھیا کیا زعفران یور کے وہاں رنگ ڈھلکتے سب ٹھانڈا اسی چلکے سے دیکھتے ہیں چلکتے</p>	<p>ہر آن جہاں روپ روپے کے ہیں جھلکتے سوتی بھی جھلکتے ہیں جو اہر بھی جھلکتے</p>
<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>	<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>
<p>میلونین تماشونین بھی جاتے ہیں اسی سے کھاتے ہیں اور رو کو کھلاتے ہیں اسی سے</p>	<p>ہر شے کے ہر اک بزم میں آتے ہیں اسی سے شیرینیاں میوے بھی منگاتے ہیں اسی سے</p>
<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>	<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>
<p>حسنت کے چمکنا رہتے ہیں اسی سے باغات چمن زار بناتے ہیں اسی سے</p>	<p>پوشاک جھمکنا رہتے ہیں اسی سے محلات نمودار بناتے ہیں اسی سے</p>
<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>	<p>جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا</p>
<p>اس روپ سے فرحت کے ہیں آثار مہیا</p>	<p>اس روپ سے ہو حسن فہون کار مہیا</p>

کیا موتیا ہو موتیوں کے ہادیہ	انگریز لگا طرہ زرتار مہیتا
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا	
خنخنا نہ ہن چھڑکے ہوئے اور عطر خان ہن اور شب بھی سونے کو ہو اور مکان ہن	اس روپے گرمی کے بھی سامان عیان ہن دن کو بھی جدھر دیکھئے ٹھنڈکے نشان ہن
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا	
روئے جھڑپان بارانیان اور موم کی چادر گھر میں بھی خوشی بیٹھے ہن سلمان بنا کر	اس روپے بارش کی بھی چیزیں ہن باہر بھی وہ دیکھیں ہن چاروں کو نظر ہن
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا	
آج بے ہن بچے فرش نہیں کچھ بھی کھیل پھرتا ہو اسی جلی سے ہر جنس کا تھیل	یہ روپ جہان ہن کوئی دان نہیں لیا کچھ جو جدھر اسباب ہی خوشوقت کا پھیل
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا	
ہر آن دل و جان کو مسرت ہو اسی سے عالم میں نظیر عشرت و فرحت ہو اسی سے	ظاہر میں تو اسے دو نور رحمت ہو اسی سے ہرات کی طوبی و فراغت ہو اسی سے
جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہو روپے کا	

ضمیمہ فارسی و ہندی اردو

نظر آیا مجھے اک شوخ ایسا نازنین چنیل اور بھی چلی اور آن میں بھی کچھ عجیب چنیل کبھی نظر نہیں لڑائے اور کبھی مگر کھڑے تھے نکارے گلزارے نو بہارے ناز پرانے	کہ جسکی دیکھ کر سچ و سچ مراد مل ہو گیا بیکل فسوگر اکھڑاں غلام کی در جیسے گکا کابل پڑا در کان میں جھلکے گلے میں سچ رہی بیکل دلارے پیری شکستے تھے شوخے دلارے
--	---

وہیمہ تین اور برے مکھ میں چند لجاٹے
بھو میں و جھنکین تان کین مکھن تان چلاٹے

نیچے اس شوخ چنیل نے جب اپنا حسن دکھلایا گرا میں ہو کے خود دیون پر کیا جیسے ہوسایا بہرے سا اس گھڑی میں تواسنے دلو سمجھایا کشیدم مال و از شوق پیرا ہن قبا کر دم	دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اور جھکو تو پرایا پھر اس میں ہوش جب آیا تو دل سینہ میں گھرایا نما نادل نے ہرگز دھونڈنا ہی نہ سکا ٹھہرایا برائے جستن و صبر و تسکین رار ہا کر دم
--	---

بہینٹ بھی جانیں کی نین آنسو لائے
ہو کوئی ایسا سیت جیتیم مندر بتائے

کہوں کیا اس گھڑی یا رجب احوال تمہارا طلب کی کشتیں اور سچو کا شوق مبتلار کبھی تھا اس طرف جھٹکنا کبھی تھا اس طرف پھل ازو کیا فتم زوالم سپر اسے یا رنجو ارم	ہر اک پوچھتا تھا ہر گھڑی اس شوخ کا ڈیرا ادھر آہو گی شورش اور دھواشکیوننگ گھیرا جو کوئی پوچھتا تھا کیوں میان کیا حال تیرا خراجم دھکا رم بقیر ارم نو گرفتارم
---	---

انکھن پھندے ار پرے اور میں پھنیں دیو رو
در گن جادو ڈار کے سدھ بدھ دینی کھوے

<p>مرا دل ہو گیا اُس شمع کو دیکھ پر دانا نگہ نے کر دیا اُسکی تجھے اک پل میں ستانہ مکان اُسکا تجھے اے یار کچھ معلوم ہی نہ نہم مہر پرورش و رشوق بوسم آستانش</p>	<p>ابھی یان اک پریرد کر گیا ہو جھکویا بنایا اُسکی آنکھوں نے مجھے اس کا چنانہ میان لکھم تو میں اپنا سناؤں اُسکو انسانہ اگر دانی چنان کن لطف تا بنیم مکانش</p>
<p>سینہ کرے کا ہار ہے ہون تو رے بلہار مارت ہو موسیٰ برہ دکھ بھلی وار پار</p>	
<p>نہیں میں ساتھ جا کر جھکوا اُسکا کھرتا دیا جو دانکے بیٹھنے کے طور ہیں وہ سب جاتا دیا کھلتا جب تو خوبی سے تجھے اُس سے ملا دیا رسیدن تا درشاں سان نباشد کار میرا دیا</p>	<p>یہ سکر تھا وہ کتھان میں تجھے اُسکا پتا دیا ابھی بچا کے جھکوا اُسکی ڈیوڑھی پر جھا دیا ادب سے جا کے اُسکے حلقہ در کو بلا دیا ولیکن آن بت سرکش ز عاشق عابد دیا</p>
<p>پلک کٹا رہی مار کے ہر دے رکت بہاے کہہ کے آسامرت جو دا کے در اے جاے</p>	
<p>جو اُلفت میں جتاے ہیں ہی تھا جھکوا کتا کبھی تھا آہ کرتا اور کبھی تھا اشک بھلا تا ترا دلبر ہو وہ تو دیکھنے کو کیوں نہیں جاتا اسیرانِ محبت و کجا پر دے جان باشد</p>	<p>یہ باتیں کہہ کے تھا میر بہت دھوکو ہلاتا مگر جھکوا بغیر از دیکھنے کے کچھ نہ تھا بھلاتا جو روتا میں تو جھکوا اس طرح آکر دیکھ جاتا ہو نیم آخر شاں و راز من تا کے نہان باشد</p>
<p>یہ نگر کی ریت ہوتی من وے ہو کھوے پیٹھ ڈگر جب پگ رکھا ہونی ہوے سو ہوے</p>	
<p>جو چلتا تھا وہ اپنی طرف کو بہیات کستا تھا</p>	<p>وہ تھا یہ بات سنتا جب مرا منہ کچھ دھرتا تھا</p>

مرا دل آتش فرقت میں سن لبر کے نہ تھا تھا	نہ تھا کچھ بن جو آتا اس درویش سنا تھا
گر بیان تک پڑا اشکِ سنگھڑی آگے ہو جاتا تھا	وہ کہتا تھا رے پھر جا توین یوں اُس سے کہتا تھا
کشم آہ و نایم گریہ و شام و سحر کردم	نہ نیم تا رخس از جستجو ہرگز نہ بروم
پیستم یا من موہ کے کینھو مان کمان	بن دیکھے وار و پ کے میرے کھست پان
چلا دان سے میں اُس غوار کی باتوں سے گھر اگر	یہی تھی آرزو دلیں کوئی بتلائے اُس کا گھر
پریشان حال پھر تاتھا کھلی یہ کھر کھلی دھڑ	نیا یا جب مکان اسکا تو ٹیٹھا ایک رستہ پر
یکایک دیکھتا کیا ہوں کہ اپہونچا وہی لبر	اٹھا میں اور کیا یوں رکھے سروا سکے تھوڑے
مرا مجرد کردنی درگاہ ہم رخ پر پوشیدہ	چہ تفسیر کہ دل بُردی و حال من پر سید
من میرا بس کر لیو کا ہو کینی و دٹ	ایسے موتی من ہرن کیا بن آوے کھوٹ
کسی یہ بات جلاس شوخ سے پہنچ پیٹم نم	تو پہلے ناز میں و ناز میں مجھ سے ہوا ہر ہم
لگا مجھ کو جھڑکنے اُس گھڑی تو ریڑھا ہم	پھر اس میں جم جویا تو ہنس کر یوں کہا اُسد م
تجھے زخمی جو کر آئے تھے اب تیغ لگے سے ہم	لگا دینگے ترے ہم زخم پر اب لطف کا مہم
نظیر این حرف چون گفت آن نگاہستان من	غم از دل رفت و آمد شادمانی با بجان من
تن میر دیا بات میں پت بھیو پر سندن	ایکتو دیکھ میں ہسیج فی آن بھری آئند
مسدس	
میں صدم کرتے ہیں خوبان جو کسی پر بیدار	اُسکو پھر لطف سے بھی پیہ نہ کرتے ہیں شاد

اس سخن سے کہ جو سعدی نے کیا ہی اثر کیا	اسکی تشبیل میں اسکی آئی ہی یاد
خوہر دیان جفا پیشہ و فانی سرزنش کنند باکسان در دفر و شند و دود و آئینہ زن کنند	
اور تو کرتا ہی ستم ہمہ نہایت جانکاه چاہیے یوں کہ کراس مطلع حلقہ پہ نگاہ	ہم کو ماتے ہیں طلبکار ترے دل سے آہ اسقدر مجھ کو مناسب نہیں اس حسن نہاہ
خشتگان را چو طلب باشد و قوت نبود گر تو بیدار کنی شر طم و ت بنود	
کچھ جہت ہو تو حسین تیری جفا میں سہم اسیٹے پڑتے ہیں اس مطلع صائب کو ہم	کب کہا جئے کہ تو ہمہ کرب لطف و کرم سے گنہ ہمہ جو کرتا ہی تو ہر خط ستم
ہر دم آزر دگی غیر سبب را چہ علاج بگذاشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج	
انکو کرتا ہو نہیں آگے ترے اس وقت بیان اس سبب شعر نظری پہ نظر کر کے میان	تو نے جو جو ستم اب مجھ پہ کیے ہیں ایجان رکھتا کب تک میں انھیں خاک و گلین میں جان
پر وہ برداشتہ ام از غم نہانے چند بہ زیان میرود امر و زگریا نے چند	
گو ہر اشک کو پلکوں پر و کرباب میں بیت یہ آصفی کو پڑھتا ہوں و کرباب میں	خستہ و خوار ترے ہاتھ سے ہو کرباب میں و لکھتے بت کی محبت میں ڈبو کرباب میں
ساز آبا و خدا بادل دیر الے را یادہ مہربان ہیچ مسلمانے را	

یا تو نے جو ستم مجھ پر کیے ہیں اکثر	کس طرح آنکھوں کا دُورِ مین نہ بانٹے اوپر
شعلے اُٹھتے ہیں مرے دل میں چھپاؤں کو	اسے تکرار کر اس بیت پہ وحشی کی نظر
شرح این آتش جانسوزِ نغمین تا کے	سو ختم سو ختم این سوزِ نغمین تا کے
دیکھ اسے شوخ مجھے ہر گھڑی اتنا نہ سنا	عاجز آیا ہوں تری دیکھ یہ ہر دم کی خفا
ہر خبرِ طرے دلوں نہیں تابِ ذرا	اس سے یہ شعرِ نظیر آگے ترے ہوں طمنا
بعد ازین بر من دل خستہ چو بیدار دکنی	من کنم ترکِ محبت تو بے یار دکنی
خمسہ بغلِ خود	
یوں تو اکثر ادھر آجاتے ہیں باخاں کئی	خاک ہو جاتے ہیں ان پر گرِ بیاں کئی
پر کہوں کیا کہ بنا خس کے ہو سامان کئی	دیر سے آج جو نکلے بتِ ذیشان کئی
لیکنے صبر کئی دل کئی ایمان کئی	
اپنے ہم چشمِ تو یاں خون کیے ہیں رورو	میں بھی لایا ہوں پر اس کام کو اب حد کو
ایک چشمہِ نور سے روئیکار یہ ہو سن لو	آثار دیا ہوں کہ اب بختِ جگر کے بارو
ڈھیر ہیں چشم سے لے تا سر و امان کئی	
آہ جو جو گئے تھے حسرتِ دیدار میں م	سب تر پتے تھے وہ بیتابِ مین کے اندر
آخر شہو کے پریشان ہر تنِ شیر و نظر	اب تو ملکِ منہ کو دکھایا کہ نرسِ جگر
نکلے ہیں خاکِ حین سے ترے حیران کئی	
اوسے گریبا دسبا اُسکے گلے سے نطرون	سو تھنا سے پیش قدم آغوش میں لون

چشم حیرت زدہ کو کفش کے نعلوں میں لٹو	اُس کے دام میں لگوں پانوں پر دیاں ساتھیوں
خاک ہوں تو بھی مرے جی میں ہیں ارمان کئی	
مان کنام را دشمن طے چیلے چنچل	گو کہ اب ببل و قمری میں پڑی ہیں چل
منہ دکھانے میں غریبوں کے بل تانہ چل	آخر آیا ہر تو گلشن میں بھی ٹک توجھل
یاں بھی رہتے ہیں ترے چاک گر بیان کئی	
پان کھانا ہر ترا قتل کا عالم کے نشان	اور خوبان کی طرح اپنے تو ہنسے کو بخان
دیکھ کہتا ہوں تلکمری اس عرض کو ان	پان کھا کھانہ ہنسے میں جہ تو ایڑیوں میں چان
ابھی بھر جائینگے خونیں لب دو دندان کئی	
جب سے اُس شوخی برک کی تیغ کو بات	بے گنا ہونے کے سراپے نہایت آفات
اب کہوں کیا میں بھلا اُس ستم ظلم کی بات	نظر آتے ہیں مجھے اُس کی گلی میں دن رات
ٹکڑے ٹکڑے کئی بسل کئی بجان کئی	
یہ مری جاؤ کہ اجا میں تو بن گھن کے آ	اور جو آوے تو قیہوں کے تین ساتھ ملا
آہ جا گینگے تو پھر ہر کرین گے برپا	جانکر گور غریبان میں قیامت نہ مچا
ابھی سوئے ہیں ترے بے سرو سامان کئی	
جب سے اُس خسرو خوبان نے کیا جھکوا کر	جی بھی ہر شاہ دوا دل بھی ہر سوسائش پذیر
کیونکہ خاک میں پستی کو نہ سمجھو نہیں سر پر	بادشہ کو نہ لکھا رقعہ کبھی جسے نظر پیر
اُس شہ حسن کے آئے مجھے فرمان کئی	
کلیات کے بیان میں	
دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس بائیں ساتھ لے	نیکی کا بدلہ لائیک ہی بد سے بری کی بات لے

سم.

جو چاہے لعلِ سگھڑی سببِ یان تیار ہے	آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے
دنیا نہ جان اسکو میان دریا کی یہ بھڑا ہے	اور ونگا طیرا پاکر تیرا بھی طیرا پار ہے
کلجک نہیں کر جب ہے یہ یان دنگو دے اور رات	کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات
تو اور کی تعریف کر تھکو ثنا خوانی ہے	کر مشکل آسان اور کی تھکو بھی آسانی ہے
تو اور کو مہمان کر تھکو بھی مہمانی ہے	روٹی کھلا روٹی ہے پانی پلا پانی ہے
کلجک نہیں کر جب ہے یہ یان دنگو دے اور رات	کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات
کر جب جو چہ کرنا ہو یان بیدم کوئی ہے	نقصان میں نقصان ہے احسان میں احسان ہے
تہمت میں یا تخت لگے طوفان میں طوفان ہے	رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے
کلجک نہیں کر جب ہے یہ یان دن کو دے اور رات	کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات
یان زہر ہے تو زہرے شکر میں شکر دیکھو ہے	ایکون کو نیکی کا مزامو دمی کو ٹکڑ دیکھو ہے
موتی جو موتی ملین تھر میں تھر دیکھو ہے	گر تھکو یہ باور نہیں تو تو بھی کر کر دیکھو ہے
کلجک نہیں کر جب ہے یہ یان دن کو دے اور رات	کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات
اپنے نفس کے واسطے مت اور کا نقصان کر	تیرا بھی نقصان ہو ونگا اس بات پر تو میان کر
کھانا جو تو کھا دیکھ کر یانی ہے تو چھان کر	یان بانوں کو کھ پھونک کر اور خون سے گزین کر
کلجک نہیں کر جب ہے یہ یان دن کو دے اور رات	کیا خوب سودا نقد ہے اس بات دے اُس بات

<p>غفلت کی یہ جاگ نہیں یاں صاحبِ اکبر بہ حال میں تو بھی نظیر اب ہر قدم کی خاک</p>	<p>دلشاد رکھ دلشاد رہ غمناک کو غمناک یہ وہ مکان ہوا میانِ یلین پاک و مبارک</p>
<p>فلکِ نہیں کر جگ ہی یہ یاں نکو دیوار تے کیا خوب سودا نقدی اس بات دے اُس بات تے</p>	
<p>ترکیب بند</p>	
<p>دوسر کو جس گھڑی اسے غمشین وہ یار آیا اسے جو مر سے ہزارہ پروری منظور مزاج اُسکا جو عاشق نواز ہو ہمدم کسی نے دوڑ کے ہمے کہا مبارک باد کسی نے گل کی طرح ہنسکے یوں کہا اگر</p>	<p>ہمارے دل سے گئی بجلی قرار آیا تو پھر دوسر کو جھکتا وہ مہوار آیا تو راہِ لطف پہ پھر وہ کرم شعار آیا تھارے پاس ہی وہ نازنین بھار آیا بھلا ہوا کہ تمھارا بھی گلزار آیا</p>
<p>خوشی یہ بولی تمھاری میں گردِ خاطر ہوں دوسر سے عیش پکارا کہ میں بھی حاضر ہوں</p>	
<p>گیا ملال ہوے شاد ہم زمانے سے انشاط جی کو ہوئی ہر طرف کے ملنے سے ہوئی نمودہ ساعت بھی انبساط بھری ہر اک طرف سے ہوئی سوطِ حکلی خوشنودی سماتے چھوئے نہیں یہ میں اب گہرا</p>	<p>ہوا ملاپ چھتے پھر کے ستانے سے سرور و لگو ہوا ہنسنے اور ہنسانے سے کہ حسین شاد ہو ہم بھی دل لگانے سے نودین آئیاں عشرت کے کارخانے سے ہم ایسے شاد ہیں اُس گلبدن کے آنے سے</p>
<p>ہر جا میں جسکو ملاقات یار کہتے ہیں عجب ہمار ہو اُسکو بہار کہتے ہیں</p>	

<p>تو اُسکے ہاتھ سے صورتِ عجب ہاری تھی کبھی تصویرِ شکرگان سے دلفگاری تھی نہ جان کو جزا لم بھر ہکنا رسی تھی ہمارے حال پر سیما ب کی بھی زاری تھی وہ دن بھی آیا کہ جسکی اُمید واری تھی</p>	<p>ہاے دلمین جو فرقت کی بقراری تھی کبھی خیالِ مرغِ ذریعہ کا سہرتا شام نہ دل لگے تھا کشی نفل سے کوئی ساعت یہ اضطراب تھا ہر دم کہ بیتی بیتابی خدا کے فضل سے پھر اسین خیر و خوبی سے</p>
<p>جو دیکھی بھر کے نظرِ گلزار کی صورت تو ہر طرف نظر آئی بہار کی صورت</p>	
<p>تو عالمِ عیش کا پھر ایک سے ہزار ہوا خوشی قریب ہوئی و دور انتظار ہوا ہمارے دل سے وہ پھر آنکروں پر چار ہوا رخ اُسکا دیکھتے ہی رنجِ اضطراب ہوا ہزار شکر وہی عیشِ آشکار ہوا</p>	<p>عیان جو سامنے آ کر وہ گلزار ہوا نگہ کو حسنِ اُس گل کے تازگی بخشی جدا جو پھر مین ہم سے قرار رہتا تھا تسلی دلوں کو ہوئی اُس منم کے ملنے سے طلب تھی دیکھتے تین جسکی یک مدت سے</p>
<p>نشاطِ عیش کو خاطر سے ہٹ کر رہی ہو نیا ناز ہو اور لطفِ ہم نشینی ہے</p>	
<p>کہ ایک خطہ یہ ٹھہرا ہوا عیش کا نقشہ کبھی خوشی سے ہین جھو لیتے اُسکی زلف و تا خوشی سے عیش کے بھر بھر کے سانچہ کبھی ہین اُسکے تبسمِ پچی سے ہوتے خدا تو یہ سخن وہ رہ منصفی سے ہو کتا</p>	<p>ہم اپنے دلی خوشی کا بیان کریں کیا کیا کبھی ہین دیکھتے رخسارِ یار کو ہنس ناس کبھی ہین یار کے چشمِ نگاہ سے پتہ کبھی ہین اُسکے شکم سے دلوں خوش کرتے جو دیکھتا ہوں مین اسطرح کی عشرت مین</p>

	نظیر تھے جو حاصل یہ شادمانی کی یہی بہار ہوستان زندگانی کی	
	ترکیب ہند تانی فارسی ہندی	
<p>کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے نہ دل لگتا ہو گھر میں اور نہ صحرانجھو لگاتا ہے وگر چہ کپاہی رہتا ہوں کلجیہ منہ کو آتا ہے وگر دم و کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد</p>		<p>مجھے ایدو شیر اچرا ب ایسا ستاتا ہے یہ بیانی یہ بخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے اگر کچھ منہ سے بولوں تو مرالذلت کا جاتا ہے مراد رویت اندر دل گرگوں زبان ہوزد</p>
	<p>کوک کردن تو جگ منہ ہے اور چپکے لائے گھاؤ ایسے ٹھمن سینہ کا کس بدہ کروں اُپاؤ</p>	
<p>جگر کی نیکی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے سر نہ پنا لوں تا بیتاب ہو جا نا بھی ہوتا ہے کف افسوس کو ملل کے چچا نا بھی ہوتا ہے نمے کرم بدل روشن چرخ آشنائی را</p>		<p>تھما معلوم آفت میں کہ غم کھا نا بھی ہوتا ہے سکنا آہ کرنا شک بھر لانا بھی ہوتا ہے کیے پرانی چہر آبی ہی دکھ بانا بھی ہوتا ہے اگر دافتم از روز ازل داغ جدائی را</p>
	<p>جو میں ایسا جانتی کہ بیت کیے دکھ ہوے انگر دھندرا پھرتی کہ بیت کیجھو کوے</p>	
<p>لگا کر شام سے تا صبح گناترات کے تارے جسے دل چاہتا ہے اُسکو کچھ پردہ اندین بیکار مگر اُسکے تصور میں ہی کتے ہیں آبیارے دل میں سوخت آیا در دلت باشد اثریانی</p>		<p>سحر سے شام تک حرامین پھر تا دکنوں کار بدونیر آہ دلمین داغ جون آتش کے انکار جب سستی ہی یہ مرضی ہو تو چپے ہیں بیکار نحال من کہ چو غم بے رخت داری خیرانی</p>

	<p>آہ دئی کیسی بھئی ان چاہت کے سنگ دیک کے بھاوین نہیں جل جل مرتنگ</p>	
<p>کبھی گھر کے پھر گھر کی طرف ناچا چلتا ہوں دھوان اٹھتا ہوا ہونکا بڑنگ مومگتا ہوں بھجھو کہ تن سے اٹھتے ہیں تسی طرح چلتا ہوں نودہ بنش من پڑا لہ دست بلیدبان را</p>	<p>کبھی ہو کر گریبان چاک کھرا کو نکلتا ہوں لگی جو آگ ل میں غمسان جلکر گھلتا ہوں بہرین دھیکار شعلہ بھڑکتے ہاتھ مالتا ہوں زیاب تشوری کہ میسوز دل وجان را</p>	
	<p>برہ کی آگ تن میں لگی جن لگے سب گات ناری پھووت بید کے پڑے پھچھو لاہات</p>	
<p>تس اپر پھر ٹھٹھی س لربا کی شکل یاد اوسے درو دیوار سے کیونکر نہ کوئی سر کو ٹکراوے مگر جسے لگائی ہو وہی اگر بھیا جاوے مگر آگس کہ آتش زدہاں آبی بر نشانہ</p>	<p>غضب ہوا ایک تو مجھے نہ دل درجی بھی گھرائے نہو دل کیونکہ ٹکڑے اور نہ جان کسٹو گھراوے لگی جو آگ ل میں پھروہ کجے کس طرح پاوے یہ چور دل تشوری فتاد اور کہ نشانہ</p>	
	<p>ہر وی اندر زدن لگی دھوان نہ پچھٹ چوے جائن لاگے سو لکھے باچن لائے ہوے</p>	
<p>دل بیتاب کو باتوں سے بہلایا نہیں جاتا پتھر پتھر سے تل بھر بھی کسایا نہیں جاتا جو چاہوں بھاگ جاؤں بھاگ بھی جایا نہیں جاتا عجب دشمنان فتاد چپان طوسازم این منزل</p>	<p>کہا تنک کھائے غم اتوں کھایا نہیں جاتا قدم رکھتا ہوں جس جاوے سر کا یا نہیں جاتا بڑا ہوں دشت میں رستا کہیں پایا نہیں جاتا مکان یار و دراز من پر دارم نہ پاہو دل</p>	
<p>اڑ نہ سکون مگر گر پڑوں سون سو سبور</p>	<p>نامیرے پتھر نہ پاؤں بل میں پتھر یا در</p>	

ادھر دل مجھے کتا ہو کہ تو چل یا کے دیر	ادھر تن مجھ کو کتا ہو کہ تو مت بھگو کہ دیر
جو کتا دل کا کرتا ہوں تو رہتا ہوں گھر پر	وگرتن کی سنون تو اور دکھ پڑتے ہیں تیرے
ندول مانے نہ تن نے ہر اک اپنی طرف پیر	کردن کیا میں قطیر ایسی جو شکل آن کر پیر
دل و دلدار می جویت تم آرام می خواہد	عجائب کشکش دارم کہ جانم مفت بیکار
دل چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام	
دوبارین دونوں گئے نہ مایا ملی نہ رام	
معجزہ حضرت علی علیہ السلام	
مستہ ہوا سے علی کے مجبان دوستدار	اک معجزہ میں کتا ہوں اُس شکار آشکار
ہو تازہ واردات بہ از نقل روزگار	تھا کوئی شخص دولت و شمت میں نادر
اک روز وہ گیا تھا کہین کھیلنے شکار	
جس دشت میں شکار کو گزرا تھا غنی	وان ایک شیر رہتا تھا اور اسکی شیرینی
تھا ایک چشمہ پانی کا اور سبز تھی بنی	اور بچے اُس بنی میں تھی وہ شیرینی جنی
دس بیس روز کے تھے ابھی طفل شیر خوار	
بچوں کو اپنی چھاتی پر رکھے وہ بے زبان	دونوں کو طبیعی دودھ جلاتی تھی شامان
ہندو کی جو آئی صلا اس میں ان گمان	نرمادہ دونوں بھاگ گئے ہوئے نیجان
بچے اکیلے رہ گئے جنگل میں بے قرار	
القصد جب شکار سے فارغ ہوا وہ شاہ	تاگاہ دونوں بچوں پر اسکی پڑی نگاہ
رکھو اکے اُنکو اونٹ پہ جلد سی خواہ خواہ	بی اُس شکار گاہ سے پھرانے گھر کی راہ
مخلون میں اپنے آن کے اُس نے لیا قرار	

جگے شیر و شیرنی باحالت تباہ	اور دونوں بچے گھر میں نہ آئے اُنھیں گناہ
دہ شیر کھا کے غش گرا کبار کر کے آہ	اور شیرنی نے لی نجف اشرف کی دہن آہ
سر پستی چلی وہ بیا بان سے سو گوارا	
انقصہ کتنے روز میں وہ شیرنی غریب	بھوکی پیاسی پھرتی ہونٹوں پر خشک جب
شوہر سے چھوٹی اور ہوئی بچوں سے بے نصیب	آپو بھی یک بیک نجف اشرف کے غریب
بچوں سے اپنے سر پہ اڑاتی ہوئی غبار	
بازار میں نجف کے جب آئی وہ نجان	ہر اک کان سے دانتی تھا شور و فغان
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہان	ہدیت سے اُسکی چھپنے لگے پرید جوان
چاروں طرف سے دھوم مچی آکے ایک بار	
وہ تو کسی طرف کو نہ گھر کی بتاتی تھی	انے منہ کو موڑتی تھی نہ بچہ اٹھاتی تھی
آنکھوں اُس ہجوم میں آنسو بہاتی تھی	شاہ نجف کے روضہ پہ فریادی جاتی تھی
لوگ اُس پر اپنے خوف سے کہتے تھے مار مار	
جس دم وہ پہنچی حیدر صغریٰ کے در تک	دربان اُسکے خوف سے گھس گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضہ انور میں یک بیک	رونے لگی وہ سانسے سر کو ٹپک ٹپک
آنسو کی دونوں آنکھوں سے بہنے لگیں قطار	
آنکھوں سے اُسکے آنسو کی ندی جوتی تھی	بچوں کا داغ اپنے کلیجے پہ سہتی تھی
کچھ منہ سے شور کرتی تھی کچھ دیکھتی تھی	گویا وہ شہ سے اپنی زبان میں کہتی تھی
بچے مرے دلائیے یا شیر کر دگارا	
روتی تھی یوں وہ شیرنی آنسو بہا بہا	مظلوم جیسے روے ہے ملول کے پاس

اور کچھ زبان سے اپنی سنائی تھی بغینا	نکلے تھی آقا تھا کی مُنہ اُسکے سے صدا
اگر آقا آقا در د سے روئی تھی زار زار	
فریادی بنے ساتی کو شر کے سامنے	محتاج بنے صاحبِ قبر کے سامنے
یون دیکھتی تھی روضہ انور کے سامنے	مظلوم جیسے آن کے داور کے سامنے
اگر تاپو اُسکے حکم کا رہ رہ کے انتظار	
لوگوں کے دل سے جب تو ہوا خونِ اکام	سب اُسکے پاس آن کے دیکھیں سچے اسکا غم
ہر آن اپنے سر کو ٹپک کر کے چشمِ غم	بچو نکو اس طرح وہ اٹھاتی تھی دمدم
فریادی داد مانگے ہی جون ہاتھ کو سپار	
فریاد وہ تو مانگے تھی قاسمِ جہوم جہوم	یعنی فلک نے جھک دیکھا یا یہ روزِ شوم
اس بات سے تمام بخت میں بڑی یہی	گرد اُسکے مردوزن کا ہوا آن کے ہجوم
حیرت میں تھے تمام چہ ناوان چہ ہوشیار	
کوئی پانی اُسکے واسطے کوئی کھانا لاتا تھا	لیکن اُسے تو رونے سو اچھ نہ بھاتا تھا
بچو نکا داغ ہوش سب اُسکے اڑاتا تھا	جو اُسکو دیکھتا تھا اُسے رونا آتا تھا
ایسی طرح سے سر کو ٹپکتی تھی بار بار	
جب تین دن وہ شیرنی بھوکی پڑی رہی	تا چار دن شرفیون نے دیکھ اُسکی بیکلی
جس طرح وانِ قدیم سے کہنے کی راہ تھی	اس طرح سے جنابِ مقدس میں عرض کی
باسینہ الم کشش و با چشم اشکبار	
اُنی ندایہ شیرنی دیتی دہائی ہے	اک شخص کے یہ ظلم و ستم کی ستائی ہے
بچون نے اس کے قید گئی فست جو پائی ہے	سوا ب ہمارے روضہ یہ فریاد پائی ہے

	کل اسکا بھید ہو و گیا تم سب پہ آشکار	
وان جا پلنگ لٹ دیا اسکا بعین خواب	یان تو شریف کو یہ عنایت ہو اجواب	فرمایا وہ جو شیر کے بچے ہیں دل کباب
	ور نہ تو اس گنہ سے بہت ہو گا شرمسار	
اور تین دن ہوئے ہیں نہ پتی نہ کھاتی ہی	ان اُنکی واسطے آنسو بہاتی ہی	قریادی ہو کے روتی ہو اور غل مچاتی ہی
	جلدی سے اُنکو بھیج دے کراونٹ پر سوار	
جانا یہ اُنسے یہ ہیں شہنشاہِ دین پناہ	وہ تھر تھرا کے کانپ اٹھا ہو کے عذر خواہ	بولا بخت تو پند رہ دن کی ہر یان سے راہ
	اتنا تو اس غلام میں کب ہیگا اختیار	
جلدی سے دونوں بچو گھوڑا کے اونٹ پر	تب حکم یہ ہوا اُسے جس وقت ہو سحر	بھجوا دے اپنے شہر کی آبادی سے ادھر
	وان پیدا ہو گا غیب سے اک ناقہ سوار	
رکھو اے ایک اونٹ پہ جلدی روان کیے	ہوتے ہی صبح اُسے تنکا کروہ دوپہے	جب لوگ آئے شہر کے دروازے کیے کئے
	ہو متظروہ اونٹ کی کپڑے ہوئے ہمار	
با احتیاط سوئپ کے پھر شہر کو پھرے	جاتے ہی دونوں بچے اُنھوں نے اُسے دیے	وہ اُن بچوں کو لے کے چلا آشتاب سے
	اک بار اسکا شہر بخت میں ہوا گذار	

بچو نکے آتے آنیکی جب غل ہوے کڑوڑ	وہ شیرنی بھی تگنے لگی اپنے منہ کو موڑ
جب لاکے اُسکے سامنے بچے دیے وہ چھوڑ	یون خوش ہو چائے لگے لافٹ سے وہ جھوڑ
انسان جیسے کرتا ہو بچون کو اپنے پیار	
بچے بھی دوڑ مان کے گلے سے لٹ گئے	یون جیسے کوئی دور کا بچھا ہوا لٹے
چھاتی پہ لوٹ لوٹ کے جادو دیکھ لگے	اُس شیرنی کے جیسے کلیجے میں داغ تھے
دیسے ہلکی سکتے منہ پہ خوشی کی ہوئی بہار	
جب اُس نے بچے پائے تو ہو کر وہ شادمان	بچون سمیت اُٹھکے وہ حیوان بے زبان
روح بے کے سات بار تصدیق ہوئی انان	پھر آتا نہ چوم ہوئی وان سے وہ روان
جا ہو نچی اپنے دشت میں خوش ہو کے ایکساں	
شیر خدا کے عدل کی یہ دیکھ رسم و راہ	خلقت تمام وان کی پکاری یہ واہ واہ
انصاف ایسا چاہیے ایسا شاہ دین پناہ	حامی و نصف اور زمین کوئی تم سا شاہ
ہر ختم تہمید عدل و حمایت کا کار و بار	
حیوان تمہارے لطف سے جنت ہو دین شاہ	انسان بھی پہیلے پھرین کیونکہ نامراد
جیسے تمہارے ور سے ملی شیرنی کو داد	احسان ایسے ایسے بہت اے کرم نہاد
ہنگے تمہارے صفحہ عالم میں یاد گار	
اے شاہ یہ نظیر تمہارا غلام ہو	رکھتا سوا تمہارے کسی سے نہ کام ہو
حامی یہ گرگناہ ہو اور ناتمام ہو	دن رات اسکا آپ سے آپ یہ کلام ہو
رکھ لیجو میری آبرو دیا شیر کر دگار	
مستزاد مثلث	

بجرم و خطایا ز کرشمہ نمائی تیور کیو چھا کر	اوجش بش بجا سے نکصان لڑائی نہ ترز بنا کر
اس جور کی کب سے ہوئی عہدہ برائی اتنی بھلا کر	
کرتا ہوں ترے ہم پرین شیخ پر زار دین لہو پرا	دیتا نہیں خاطر سے تری دکم ایجا حب کوئی مری
پھر بار کے دیتا ہوں تیری ہی حاکمی ہاتھوں کو بھلا کر	
دل تپے ہو بسل کھلج ہمیں جی شتاقی جاں ہلا	ہمیں نہیں م آیا نہیں ہمیں باقی جہنم لاکوئی پھلا
لامائی مجھے ظالم تری سدر جہاں نے اتھو ملا کر	
سنگینی بالو کی بھک بھر کر نہ چال عقل کو نہ دے	بالو کی گلی بھوک نکا سینہ میں کہ ہوں دل کی بھلا کر
اور جی کے تئیں لیکنی زخیر طلامی زخیر بچا کر	
آنچل کی کھچاؤٹ نے کیا لہو پھولان جو پھول یا	مستی کی تھری دے کیا ظلم نمایان غوش غیش یا
ہاتھوں بھی لگ سہی سینے میں لگائی نھد کو دکھا کر	
کیا کیا نظیر امین کون تن کی لطافت سیلا ہو گئے	اور اسکے سوا اور یہ زخمی نزاکت شک ناز واداسے
اک بچو الٹھاوے توڑ کٹوے کلانی بل سیکڑو بھلا کر	
خمسہ بر غزل فغان	
دل دیتا ہوں یار و مجھے الزام نہو دے	اس کام کا آخر کو بد انجام نہو دے
عیش و مرگو شش ز دعام نہو دے	اور تا ہوں محبت میں مرا نام نہو دے
دنیا میں آہی کوئی بد نام نہو دے	
گریا دمے قتل کو آیا ہو ترا دل	بہتر ہو میں حاضر ہوں دے کچھ ہندیش کل
گریوں ہی ارادہ ہو تو مت چھوڑ تو بسل	شمشیر کوئی تیر سی لانا مرے قاتل
ایسی نہ لگاتا کہ مرا کام نہو دے	

پھر عمر بھرا سکے ہو غم و دور دے نالان	آخر کو ہوا ہاتھ سے اُس شوخ کے بچان
کیا ضد ہی ہوئے پرکھی اُسے دیکھے یاران	آتا ہی مری گور پہ ہمراہ رقیبان
یعنی اسے تربت میں بھی آرام نہو دے	
پر وہ جو ترے غم کا اگر دل سے اٹھاؤن	اک ہا مین سو برقی کے سینے کو جلاؤن
نالہ وہ کروں کو بھی جاگہ سے ہلاؤن	اگر صبح کو چاکل پنہ گریبان کا دکھاؤن
ایز زندہ دلاں حشر تلک شام نہو دے	
اپنا تو نظیر ایک شکر ہے پریر و	پانی تھی صبا نے بھی نہ اُس گل کی کمی ہو
سو اُسکو بھی دل دیکے کیا ہنہ بیک سو	جی دیتا ہی بوسہ کے توقع پہ نغان تو
تک دیکھو سودا یہ ترا خام نہو دے	
بلبلوں کی لڑائی کے بیان میں	
کل بلبلین جو نو دس قابو میں اپنے آئین	اس میں سے دو کپڑ کرشتی میں دھر بھرا میں
یہ شور سکے خلقت دڑائی وائیں بائیں	کوئی بولا واہ حضرت کوئی بولا واہ سائیں
سو سو طرح کی دھومین اکدم میں کر دکھائیں	
اس ڈھب سے ہنہ یار وکل بلبلین لڑائیں	
دو مین تو دونوں کٹ کٹ لڑتی تھیں کرکٹا	جب تیسری کو چھوڑا پھر تو ہوا گٹا
خلقت یہ آکے ٹوٹی چھوڑ اپنا اپنا ڈا	کڑکی کیسی سپلی ٹوٹا کسی کا ہڈا
سو سو طرح کی دھومین اکدم میں کر دکھائیں	
اس ڈھب سے ہنہ یار وکل بلبلین لڑائیں	
تھیں تین کشتی میں چوٹی کو اُسین چھوڑا	اُسے تو ہم بجا کر تینوں کو دھر چھوڑا

پھر تو یہ ٹھیکا آکر ان کشتیوں کا کوڑا	چھوٹا کسی کا ہاتھی بھاگا کسی کا گھوڑا
سو سو طرح کی دھوئیں اک دم میں کر دکھائیں اس ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	
اک کنکری جواری پڑھ ہننے پر فسون کی ہینکے چھین انکی لڑتی تھیں غوغوں کی	گشتی میں گھمیری بندھ گئی ان چاروں بلبلوں کی سب بولے واہ حضرت اچھی یہ پڑھکے چھوٹکی
سو سو طرح کی دھوئیں اک دم میں کر دکھائیں اسی ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	
سُن سُن وجھیں انکی چڑیاں چوچھن آئیں سارو شیرمد یا چگا دڑیں بھی آئیں	کو تے پکارے غان غان چلین بھی چلچل آئیں مُغُون لگڑوں کوئی لگ لگایاں پھر پھڑ آئیں
سو سو طرح کی دھوئیں اک دم میں کر دکھائیں اس ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	
چلائے مورسار اس در پھر پھڑاے گھگھو گتے بھی بھونکے بھونکے گیدڑ پکار ہو	گڈ اور چند دھاڑے اور پھر پھڑاے آو بھڑوے گھڑے بھی رینگے گرائی ڈھینچو ڈھینچو
سو سو طرح کی دھوئیں اک دم میں کر دکھائیں اس ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	
جب چلے وہاں سے ہم بلبلوں کا لشکر سب میں میانِ نظیر اب تم ہو بڑے تلندر	سب لوگ ہنکے بولے اُدم دعائیں دیکر یہ کھیل اگرے میں اب ختم ہے تمھیں پر
سو سو طرح کی دھوئیں اک دم میں کر دکھائیں اس ڈھب سے ہننے یار وکل بلبلین لڑائیں	

سامان دوالی کا	
ہر اک مکان میں جلا پھر دیا دوالی کا	ہر اک طرف کو اُجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل میں سامان بھاگیا دوالی کا	کسی کے دل کو مزاحوش لگا دوالی کا
عجب بہار کا ہو دن بسا دوالی کا	
جہان میں یا ر و عجب طرح کا ہو یہ تھوہار	کسی نے تقدیر اور کوئی کر سہ ہر ادھار
کھلونے کھیلوں بتا سونکا گرم ہر بازو	ہر اک کان میں چراغوں کی ہو جی ہر ہمار
سبھو کو فکر ہر اب جا بجا دوالی کا	
مٹھائیوں کی دکانیں لگا کے حلوائی	بجارتے ہیں کر لالہ دوالی ہر آئی
بتا سے لے کوئی برائی کسی نے ٹکوائی	کھلونے والوں کی ان سے زیادہ بیائی
گویا آنھوں کے دان راج آگیا دوالی کا	
صرف حرام کی کوڑ کیا جبکا ہی ہو پار	آنھوں نے کھایا ہوا سدنکے واسطے ہی طار
کے ہے ہنس کے قرض خواہ سے ہر اک کبار	دوالی آئی ہر سب دے ملائی گے ای بار
خدا کے فضل سے ہو آسرا دوالی کا	
مکان بیکے ٹھلیا جو کوری رکھوائی	جلا چراغ کو کوڑی وہ جلد جھنکائی
اصل جواری تھے اُنہیں تو جان ہی آئی	خوشی سے کو دوا چھل کر کپارے اوجھائی
اشکون پہلے کر دم ذرا دیو الی کا	
شگن کی بازی لگی پہلے یا گنڈے کی	پھر اس سے بڑھکے لگی تین چار گنڈے کی
پھری جو ایسی طرح بار بار گنڈے کی	تو آگے گئے لگی پھر ہزار گنڈے کی
کمال نرخ ہے پھر تو لگا دوالی کا	

کسی نے گھر کی حویلی گرد رکھا ہاری	جو کچھ تھی جنس میر بنا بنا ہاری
کسی نے چیز کسی کی چڑا چھپا ہاری	کسی نے گھڑی پڑوسن کی پنی لا ہاری
یہ ہار جیت کا چرچا پڑا دوالی کا	
کیسے گھر پہ دھرا سوختہ نے انکارا	کسی کو نہ داؤ پہ لانگلی موٹھ نے مارا
لنگوٹی باندھ کے بیٹھا ازاتک ہارا	کسی کو نہ چوڑے کے کردیا زارا
یہ شور آ کے محیا جا بجا دوالی کا	
کسی کی چوروں کے ہر بکارے پھوسے	بھوئی نو گری بیٹے کے ہاتھ کھڑوسے
جو گھر میں آوے تو سب ل کیے ہین گھوڑوسے	بکل تو بیان سے ترا کام بیان نہیں مڑوسے
خدا نے تجھ کو تو شہد اکیا دوالی کا	
وہ اُسکے جھونٹے پکڑ کر کے ہمار دنگا	ترا جو گناہ سب تار تار اُتار دنگا
حویلی پنی تو اک داؤ پر مین ہار دنگا	یہ سب تو ہار ہون خندی تجھ بھی ہار دنگا
چڑھا ہر جھکو بھی اتوں شاد دوالی کا	
تجھے خبر نہیں خندی یت وہ بیاری ہے	کسی زمانے میں آگے ہوا جو جوری ہے
تو اُسے چوروں کی تھ اور ازار اتاری ہے	ازار کیا ہے کچور و ملک بھی ہاری ہے
منا یہ تو نے نہیں ماجرا دوالی کا	
جہا نہیں یہ جود دالی کی سیر ہوتی ہے	تو زرے ہوتی ہے اور زہیر ہوتی ہے
جو ہارے اُنہی خرابی کی فیر ہوتی ہے	اور اُنہیں آنکھ جن جن کی فیر ہوتی ہے
تو آڑے آتا ہے اُسکے دیا دوالی کا	
یہ باتیں سچ ہیں نہ جھوٹ انکو جانو یاو	یہ باتیں ہیں اُنہیں دل سے مانیو یاو

<p>آگے چھٹو لے جے یا دین سکے روتے ہیں بچھل سکے یا دکرین ہم پانوں پیا روتے ہیں</p>	<p>تن تن اور لم وٹھک مولا ہی حق تار پر تو ہیں طاہر تو سب تم شہت آسکا ملین بوتے ہیں</p>
<p>ساخچہ سو پر چڑیاں ملکر جو چوں جو چوں کرتی ہیں جو چوں جو چوں جو چوں کیا سنجے چوں کرتی ہیں</p>	<p>کس کس کا لون ام غرض ہیں جسے طاہر خرو کبیر طاہر تو سب یا دکرین اور ہم غفلت میں ہیں</p>
<p>کوئی کہے یا حتی تدا تاکوئی کہے یا رب تقدیر ہم سا خافل دنیا میں اب کوئی نہیں وہ نظر</p>	<p>ساخچہ سو پر چڑیاں ملکر جو چوں جو چوں کرتی ہیں جو چوں جو چوں جو چوں کیا سب چوں کرتی ہیں</p>
<p>عید الفطر کے بیان میں</p>	
<p>اور زاہدوں کو زہد کی تمہید کی خوشی کچھ دلبروں کے وصل کی کچھ دید کی خوشی</p>	<p>ہو عابد و نکو طاعت و تجرید کی خوشی رند عاشق و نکو ہر کئی امید کی خوشی</p>
<p>ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہر اس عید کی خوشی</p>	<p>روزہ کی خشک بوسے جو ہیں زدن گلال پوشاکین تن میں زرد نہری غید لال</p>
<p>خوش ہو گئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال دل کیا کہ ہنس رہا ہر پلا تھن کا بال بال</p>	<p>ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہر اس عید کی خوشی</p>
<p>شیر و شکر سوئیان پکانے کی دھوم ہے لو کون کو عید گاہ کے جانکی دھوم ہے</p>	<p>پچھلے پہرے اٹھکے رنانے کی دھوم ہے پیر و جوان کو تہن بکھانے کی دھوم ہے</p>

	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
اور جنگِ خونین بھی ہیں سبز یانِ کمال دیکھو جو دھوکہ سیرِ مزاحیشِ قیل و قال		میں نے پھول بھول کے میخانہ میں کلال پھنسی ہیں نگین اڑتے ہیں چرسوئے دمِ ٹھال
	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
کوئی پکارتا ہو کہ چھوٹے عذاب سے چٹکاریں جہین بھری ہیں نان و کباب سے		کوئی تو مست پھرتا ہو جامِ شراب سے کلا کیسے کا پھولا ہو لڑو کی چاٹ سے
	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
اُنکے گلے سے آن لگا ہو جو گلبدن کہتے ہیں تم کو عیدِ مبارک ہو جانِ من		محبوبِ دلبروں سے ہو جھکی لگی لگن سو سطح کے چاؤ سے لڑ لے کے تن سے تن
	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
ملے ہیں دوڑ دوڑ کے باجمِ چٹ چھپٹ عاشقِ مرزے اڑاتے ہیں ہر دم لپٹ لپٹ		کیا ہی ساقی کی مچی ہو اُلٹ پلٹ پھرتے ہیں لبروئی بھی گلیوں غٹ کے غٹ
	ایسی نہ شبِ برات نہ بقرید کی خوشی جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی	
پشوا نہ میں سُرخ سوسنی لماہی کی چھڑی		کاجلِ شاخِ صبسی وہاں کی دھڑی

<p>اگر تکی کبھی دکھا کبھی انگلیا کسی کوئی</p>	<p>کہ عید عید لوٹے ہیں دیکو گھڑی گھڑی</p>
<p>ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی</p>	<p>جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی</p>
<p>جو جو کہ اُنکے حسن کی رکھتے ہیں دل بچا</p>	<p>جاتے ہیں اُنکے ساتھ لگے تاب عید گاہ</p>
<p>تو یوں کے شور اور دو گانوں کی سم واد</p>	<p>میانے کھلونے سیر مزے عیش واہ واہ</p>
<p>ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی</p>	<p>جیسی ہر ایک دل میں ہو اس عید کی خوشی</p>
<p>روز و نکی سختیوں میں نہوتے اگر اسیر</p>	<p>تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوئی دل پذیر</p>
<p>سب شاد ہیں گداسے لگا شاہ تازی</p>	<p>دیکھا جو بچے خوب تو بچ ہو میانِ قطیر</p>
<p>ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی</p>	<p>جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی</p>
<p>اگرے کی لکڑی کی تعریف میں مسترس</p>	<p>پہونچے نہ اسکو ہرگز کابل درے کی لکڑی</p>
<p>نے پورب اور نہ پچیم خوبی بھر لی لکڑی</p>	<p>نے چین کے پرے کئی درے درے کی لکڑی</p>
<p>کیا خوب نرم و نازک اس اگرے کی لکڑی</p>	<p>اور حسین خاص کا فرا سکندرے کی لکڑی</p>
<p>گئے کی پوریان میں رشیم کی تھکیان ہیں</p>	<p>کیا پیاری پیاری شیمی اور تپتلیان ہیں</p>
<p>جوئی کی سر راہ ہیں سلی کی گانگیان ہیں</p>	<p>غرا د کی گاہیں شیرین کی ہنسلیان ہیں</p>
<p>اور حسین خاص کا فرا سکندرے کی لکڑی</p>	<p>کیا خوب نرم و نازک اس اگرے کی لکڑی</p>

<p>کوئی ہوز رد مال کوئی ہری بھری ہو تیرہی ہے سو تو چوڑی وہ ہیری ہری ہو</p>	<p>بکیراج مفعول ہو پنے کو تو قہری ہو سیدھی ہو سو وہ دیار و انجھا کی بالہری ہو</p>
<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>	<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>
<p>یا حلقے دیکھ اُسکے تازی جلیبی کیے سج پوچھے تو اسکو دندان مصری کیے</p>	<p>پٹھی ہو جسکو برنی کیے گلابی کیے ملشکریوں کی بھاگنیں اب یا امرتی کیے</p>
<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>	<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>
<p>گرمی کے مارنے کو اک تیر کی سری ہو لکڑی نہ کیے اسکو لکڑی نہیں پری ہو</p>	<p>چھوٹے مین برگ گل ہو کھانین کر گری ہو آکھو نہیں شکو کیے ٹھنڈک ہری بھری ہو</p>
<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>	<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>
<p>بیل اسکی ایسی نازک چون زلف چھ کھائی دیکھ اسکی ایسی نرمی بار کی اور کھائی</p>	<p>بیل اسکی ایسی نازک چون زلف چھ کھائی دیکھ اسکی ایسی نرمی بار کی اور کھائی</p>
<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>	<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>
<p>مشوق اور عاشق کہلاتے ہیں دونوں یکے مشوق ہیں لگاتارے ماسے بڑا ہے چھلکے</p>	<p>لیتے ہیں لٹکاتے ہیں کلچر سے کھل کے عاشق تو ہیں کھاتے شعلوں کو اپنے دل کے</p>
<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>	<p>کیا خوب نرم و نازک اس گرسے کی لکڑی اور حسین خاص کافر اسکندر سے کی لکڑی</p>

مشہور جیسی ہر جایان کی جمالیان ہیں	وہی ہی لکڑی نے سبھی مھوئیں بڑائی ہیں
مٹھی ہیں سو تو گویا شکر کی تھالیان ہیں	کر دی ہیں سو مٹی گویا خوبائی گالیان ہیں
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی لکڑی	اور حسین خاص کافر اسکندرے کی لکڑی
جو ایک بار یار و اس جا کی کھائے لکڑی	پھر جا کہین کی سکو ہر گز نہ بھائے لکڑی
دل تو نظر غش ہو بیٹھی مٹکائے لکڑی	لکڑی ہو یا قیامت کیا کیے ہائے لکڑی
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی لکڑی	اور حسین خاص کافر اسکندرے کی لکڑی
مسند	
جب تھے دن سے اے زیب محفل	باندھاسفر کے ناقہ پہ محمل
فرقت میں تیر ہی آشفقت بیدل	غربت کے ہمراہ حسرت کے شامل
رفتیم و بردیم داغ تو بردل	صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل
منزل یہ اترے تو اشک ریزان	صحرا میں گزرے تو خاک بیزان
جون صید زخمی ہر سو گریزاں	القصۃ آخر آفتان و خیزان
رفتیم و بردیم داغ تو بردل	صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل
نکلے جو دان سے ہم پا پیادہ	صد بار ہجران بربان نہادہ
مہد جانشستہ صد جافتادہ	تجھ سے کہیں کیا اے گل زیادہ

	رفتیم و بردیم داغ تو بردل صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل	
منزل بھی طے کی اور صد بیابان لٹنے بھی کھینچے مثل عقابان فی الجملہ ناجار اسے ماہ تابان		منزل بھی طے کی اور صد بیابان بیتاب و بے صبر ہر سوشتا بان
	رفتیم و بردیم داغ تو بردل صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل	
چلنے کی طاقت ہم میں کہاں تھی قالب تو یان تھا اور روح دان تھی نے دم میں دم تھانے جان میں تھی لیکن یہی بیت و روز بان تھی		
	رفتیم و بردیم داغ تو بردل صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل	
منزل پر روئے ہم آکے ہر شب اور دن کو لوٹے صحرا میں جب تب صد اشک در چشم صد آہ برب آگے نظیر اب کیا بولے مطلب		
	رفتیم و بردیم داغ تو بردل صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل	
	آٹے وال کے بیان میں	
آٹے کے واسطے ہو موس ملک مال کی آٹا جو پاکی ہو تو ہر دال مال کی آٹے ہی دال سے ہر درستی یہاں کی اس سے سکی غبی جو ہو حال قال کی		
	سب چھوڑو بات طوطی نو پڑی دلال کی یار و کچھ اپنی فکر کر د آٹے وال کی	

اس آٹے وال ہی کا جو عالم میں پہلور اس سے ہی آکے چڑھتا ہی جیرو پیکلور	اس ہی ٹھہر پور سے اور پیٹ میں سرور شاہ و گدا امیر اسی کے ہیں سب مزدور
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی	
قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرکہ وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ میں خرو	اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی تھمہ ہو سننے ہو اسے غنڈہ اسی سے ہو آبرو
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی	
آٹا ہو جسکا نام وہی خاص نور ہی اسکا بھی کھیل کھیلنا سب کو ضرور ہی	اور دال بھی پری ہو کوئی یا کہ خور ہی سمجھے جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہی
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی	
چھ پیونگے جو عشق میں دل کو لگاؤ گے طوطی کو پال کر کے حق لٹہ چھاؤ گے	تو پیٹ بھر کے کھاؤ گے کپڑے بناؤ گے ناحق کو سر کھپاؤ گے کوڑی نہ پاؤ گے
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی	
جن پاس چار پیسے وہی ہیں یہاں امیر اور جتنے پیشہ ور ہیں یہاں خرد و کیر	اور خیکے پاس کچھ نہیں وہ ہیں بڑے فقیر روٹی کا سلسلہ چڑھ کر کیا کوں فظیر
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی دلال کی	یار و کچھ اپنی فکر کرو آٹے وال کی

آگرہ کی تیرائی کے بیان میں

جب پیرنے کی رت میں دلدار پیرتے ہیں
عاشق بھی ساتھ انکے غمخوار پیرتے ہیں
بھولے سیانے نادان ہشیار پیرتے ہیں
پیر و جوان لڑکے غیار پیرتے ہیں

ادنیٰ غریب و مفلس زردار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیرتے ہیں

جھڑنے سے لے کے یار و سجا کا پالا
جھڑی سے برجِ خونی دارا کا چتر کیا
مہتاب باغ سیرتلی قلعہ در و رضا
غلِ شور کی بہار میں ابنوہ سیر دریا

ہر اک مکان میں ہو کر ہشیار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیرتے ہیں

باغِ حلیم اور جو شیوہ اس کا چین ہی
انہیں جگہ جگہ پر مجلس ہی انجمن ہی
میوہ ٹھکانی کھاتے اور بناجِ دل لگن ہی
کچھ پیرنے کی دھومیں کچھ عیش کا چلن ہی

بجسرت میں مست ہو کر ہر بار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیرتے ہیں

برسات میں جو آکر چڑھتا ہی خوب ریا
ہر جا کھڑی دجا در بند اور ناند جکوا
میٹا بھنور اچھا لن چکر سمیت مالا
میٹا اکھمیر تختہ کشتی بچھاڑ گیرا

وان بھی ہنرتے اپنے ہشیار پیرتے ہیں
اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پیرتے ہیں

سربینی میں ابا ہا ہوتی ہیں کیا بہار میں
خلقت کے ٹٹھہ ہزاروں ہر اک کی قطار میں
پیرن نہاویں اُچھلین کو دین لڑین بچارین
لے لے وہ چھینٹ غولے کھا کھا کے لہو زین

	کیا کیا تماشے کر کر اظہارِ پیرتے ہیں اس آگرے میں کیا کیا دیارِ پیرتے ہیں	
پیر اک آسین پیرین جیسے کہ چاند تارے پریوں سے پھر رہے ہیں نجدِ حلاوتِ تارے		جہنا کے پاٹ کو ماحنِ چین سے بارے منہ چاند کے سے ٹکے تن گورے پیارے پیارے
	کچھ فار پرتے ہیں کچھ بار پیرتے ہیں اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں	
کتنے کھڑے ہیں پیرین اپنا دکھا کے سینا سردون کا یہ چلا ہے گویا کہ اک ترخیا		کتنے کھڑے ہیں پیرین اپنا دکھا کے سینا آدھے بدن ہو پانی آدھے پہ ہے پسینا
	وامن کر یہ باندھے دستا پیرتے ہیں اس آگرے میں کیا کیا دیارِ پیرتے ہیں	
کتنوں کے ہاتھ خبر کے کتنوں کے سر پہ طوطے حقو نکاد م لگاتے ہنس ہنس ک شاد ہوتے		جاتے ہیں انہیں کتنے بانی پہ صان سوتے کتنے تنگ اڑاتے کتنے سوئی پروتے
	سو سو طرح کا کر کر بتا رہ پیرتے ہیں اس آگرے میں کیا کیا اے یار پیرتے ہیں	
دریا میں مچ رہے ہیں اندر کے سوا کھارے بجرے و نا و چنیو دنگے بنے توارے		کچھ تلخ کھہارین پانی کے کچھ کنارے لبریز گلرخن سے دونوں طرف لڑارے
	ان جھگٹوں سے ہو کر سرشار پیرتے ہیں اس آگرے میں کیا کیا دیارِ پیرتے ہیں	
جوڑے بدن میں زکین گئے جھبکے ہیں		تاؤ میں وہ جگر و ناچین چھک رہے ہیں

تا نین ہوا میں اُترتے طیلے کھڑک ہے ہین	عیش و طرب کی دھو میں پانی پھینک ہے ہین
سوٹھا ٹھٹھ کے بنا کر اطوار پرتے ہین	اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پرتے ہین
ہر آن بوتے ہین سید کبیر کی جے	پھر اُسکے بعد اپنے اُستاد پیر کی جے
مور و مکٹ کنھیا جتنا کے ہیر کی جے	پھر غول کے سب اپنے خرد و کبیر کی جے
ہر دم یہ کر خوشی کی گفتار پرتے ہین	اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پرتے ہین
کیا کیا نظیر میاں کی ہین پیر نیکی بانی	ہو جٹکے پرنے کی ملک و عین آن مانی
اُستاد اور خلیفہ شاگرد یا راجانی	سب خوش رہیں ہر جتک جتنا کی بیج بانی
کیا کیا ہنسی خوشی سے ہر بار پرتے ہین	اس آگرے میں کیا کیا اسے یار پرتے ہین
کوڑی کے بیان میں مسدس	
کوڑی ہو جٹکے باس وہ اہل یقین ہین	کھانے کو اُنکے نعمتین سو بہترین ہین
کیڑے بھی اُنکے تن میں نہایت نہیں ہین	بھین ہین وہ جو اسکو بڑے نکاتہ چین ہین
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہین	کوڑی ہوئی تو رہنے لگے شہ نشین ہین
کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہین	موتی کے لچھے لگ گئے گھوڑ و کئی زمین ہین
کوڑی بغیر سوتے تھے خالی زمین پر	چٹکے سہرے بندہ گئے جامو کی چین پر
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہین	کوڑی نہیں تو کوڑی کی پھر تین تین ہین

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو لیکھ چڑی رومال گد ابھی نباہ کو کوڑی ہی تھا م لیتی ہے فوج و سپاہ کو پہرتا ہے ہر کان پہ کوڑی کی چاہ کو	
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	
کوڑی نہ تو پھر یہ جھیلما کہاں سے ہو منہ واکے سرفقیر کا چیلما کہاں سے ہو کوڑی نہ تو کوڑی کا میلما کہاں سے ہو کوڑی نہ تو کوڑی کا میلما کہاں سے ہو	
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	
کاندھے پہ تیغ دھرتے ہیں کوڑی کیواسطے یاں تک تو لوگ مرتے ہیں کوڑی کیواسطے آپس میں خون کرتے ہیں کوڑی کیواسطے جو جان دے گزرتے ہیں کوڑی کیواسطے	
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	
گالی و مار کھاتے ہیں کوڑی کیواسطے سو ملک چھان آتے ہیں کوڑی کیواسطے شرم و حیا اٹھاتے ہیں کوڑی کیواسطے مسجد کو دم میں ڈھاتے ہیں کوڑی کیواسطے	
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	
بن کوڑی خود دے کے بلا رہی پت نہ تھی آگے گماشتہ نکی کھلی ہر طرف بھی کوڑی جب آئی پاس تو بن بیٹھے سیٹھ جی پھر وہ جو کچھ کہے تو وہی بات ہے سی	
کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں	

بن کوڑی تعین چوئل کی باسی کوڑیان	کوڑی ہوئی تو چھنے لگیں لبنی چوڑیان
یون خلق دوڑی کھیان جون گڑبہ دوڑیلن	خالق نے کیا ہی چیز بنائیں ہین کوڑیان
کوڑیکے سب جہان میں نقش و نگین ہین	کوڑی نہ تو کوڑی کے پھر تین تین ہین
خاصے محل اٹھاتے ہین کوڑیکے زور سے	اپکے کنوئیں کھداتے ہین کوڑیکے زور سے
پل اور سرا بناتے ہین کوڑیکے زور سے	باغ و چمن لگاتے ہین کوڑی کے زور سے
کوڑیکے سب جہان میں نقش و نگین ہین	کوڑی نہ تو کوڑیکے پھر تین تین ہین
لے فطلس اور فقیر سے تاشاہ اور وزیر	کوڑی وہ دلربا ہے کہ ہے سبکے دلنیر
دستے ہین جان کوڑی سے طفل و جوان پیر	کوڑی عجب ہی چیز ہے ہین کیا کمون نظیر
کوڑیکے سب جہان میں نقش و نگین ہین	کوڑی نہ تو کوڑیکے پھر تین تین ہین
پیسے کی عزت میں	
نقش یان جسکے میان ہاتھ لگا پیسے کا	اسنے تیار ہر اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ عمارت سے بنا پیسے کا	کھانا آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا
اکڑا تن کا بھی ملازب فزا پیسے کا	
جب ہوا پیسے کا اسے دستو اگر سب جوگ	عشر تین باس ہو میں دور سو نکلے روگ
کھائے جب مال پیسے دو دھدی بھونگ	ولکو آندھوئی بھاگ گئے روگ و روگ
ایسی خوبی ہے جہان آنا ہوا پیسے کا	

ساتھ اک دوست کے اکرن جو گینٹن گیا	وانکے سوہن دلا لکھ کو دیکھا
پوچھا اس گریہ سے بلغ بتاؤ کس کا	اُسے تب گل کی طرح ہنس دیا اور مجھے کہا
یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہن جو باغِ چین	ہن کھلے کیا ریونین نرس و نسین کو
حوضِ دار سے ہن گلشنِ بہار پر دیپلون	جا بجا قمری و لیل کی صدا شور انگن
وان کوئی آیا یہ ایک مرصعِ پنجر	لال دستار و دوٹا بھی ہر جون طوطا
اسین اک مٹھی وہ مینا کہ ہو لیل بھی فدا	ہن پوچھا یہ تمہارا ہے رہا وہ چپکا
انکلی منقار سے مینا کے صدا پیسے کا	
وان سے نکلا تو مکان اک نظر آیا ایسا	ور و دیوار و ن سے چکے تھا پڑا آپ طلا
سیم چونے کی جگہ اُسکے تھا اینٹو نہیں لگا	واہ وا کہہ کے کہا میں نے یہ ہو گا کس کا
عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا	
انکلا عاشق سے جو مشوق کوئی ہکا بھرا	اور وہ منت سے کسی طور نہیں ہٹا
خوبیاں پیسے کی ایسا رو کو نہیں کیا کیا	دل اگر رنگ سے بھی اُسکا زیادہ تھا کڑا
موم سا ہو گیا جب نام سنا پیسے کا	
وام مین دام کے بار و جو مراد ہے اکیر	اچھے ہوتی ہے یہ میری زبان سے تقریر
جیمین خوش رہتا ہے اور دل بھی بتیہ نہ خیر	جس قدر ہو سکامین نے کیا تحریرِ نظر
گلہری کے بچے کا بیان	
لیے پھرتا ہے یوں تو ہر بشر بچا گلہری کا	ہر اک اُستاد کے رہتا ہے گھر بچا گلہری کا

۲۰ سر آواز آئے ہیں جو تھا کہے کا۔

ولیکن ہے ہمارا سقدہ بچا گلہری کا	وگھاوین ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا
آنو دم میں ٹوٹ جائے دیکھ کر بچا گلہری کا	
سفیدین وہ کالی دھاریاں ایسی رہی ہیں بنا	کہ جیسے کال پر لڑکوں کے چوڑے زلف میں گن
کناری وار پٹا جس میں گنگر و کر رہے چھین چھین	گلے میں ہلی پانوں میں کڑے اور ناک میں گن
رہا ہے سر بسر گنے میں بھر بچا گلہری کا	
کسی سردار کے دل میں یہ آیا ایک دن یارو	کہ دیکھ کر بلا کر عشق باز دنگے ہنر کو وہ
کہا اُن سے کہ ہاں اس ٹوٹے آستانہ کو پٹاؤ	سو نوکر اس کا سب میں ڈھونڈ خیر لیکھا ہکو
نہ تھا ہم پاس اس دم کچھ مگر بچا گلہری کا	
وہ دیکھ تو بڑی صورت بُرا حال و دیشے کپڑے	بڑے داڑھی کے بال روز رنڈھے آگے نہیں اُٹھتے
جس میں میلی سی پگڑی سر پہ اوڑھ لکڑے کے	وہ کپڑے گویے پر ہم بھی پنچن میں ہن پرے
لگا رکھتے تھے ایسے وقت پر بچا گلہری کا	
جو ہن اتنے میں ہم کو اس بڑے احوال دیکھا	کہا اُن سے کہ پھنستا ہو گا اُن سے کس طرح لڑکا
نظر سے اُسکی پنج تو ان بات کو تھرا	کہ کو دیکھ ڈھونڈ بھی جیب پگڑی کی ٹوٹا لجا
وہ ہن ہننے کال لٹھونڈ مگر بچا گلہری کا	
کہیں بیٹھا تھا اُن کا بڑا لڑکے کا اک لڑکا	وہ گورا گد ایتا پری سا چاند کا ٹکڑا
جو ہن اُسے وہ بچا آہ یارو اک نظر دیکھا	وہ ہن لٹھو ہوا بولا یہی لون گا یہی لون گا
بچھا و جلد میرے ہاتھ پر بچا گلہری کا	
یہ مگر بقراری سے وہ لڑکا شوق میں غش ہو	وہ ہن گھبرا کے آچو نچا جان ہم سے کھڑے یارو
لگا سو منتوں سے مانگنے دے تو بھگودو	وہ باپ اُس کا پکارا یان کا لٹھو جلد سے لگا

	غضبِ جادو کار کہتا ہے اثرِ بچا گلہریکا	
	برسات کے بیان میں	
بارل بھی ہر طرف سے ہوا پر پھسل پڑا چھٹا کیسا شور مچا کر پھسل پڑا		برسات کا جہان میں لشکر پھسل پڑا جھڑو کا بیٹھ بھی آکے سرا سر پھسل پڑا
	کوٹھا جھکا اٹا رہی جھکی وری پھسل پڑا	
اُگلی چستین ٹپکتی بہن چھلنی ہو جا بجا لماٹھی کو ٹیک کر چوستون ہے کھڑا کیا		بچکے نئے نئے تھے مکان اور محل سرائی دیوارین مٹھتی بہن چھلو نکا ہے غل مچا
	چٹھا گرا منڈیریکا تپھر پھسل پڑا	
سُنیے جد مراد مرے دمڑا کے ہی کی مہر کوئی کہے ہے ہائے کو میں بناؤں کیا		جھڑیوں نے اس طرح کا دیا آکے جھڑ لگا کوئی بھکارے ہے مراد و ازہ گر چلا
	تم در کو جھیلے ہو مرا گھر پھسل پڑا	
کچا مکان پھر اُسکی بھلا کیونکہ تاب لائے کتے بہن یار و دوڑیو جلدیے وائے وائے		باران جب آکے بچہ کاکڑ تین ہلائے ہر جھوٹے میں شور ہے ہر گھر میں آہائے
	پاکے بھیت سو گئے چھپے پھسل پڑا	
لہو اُسکے آشنائی بھی چھت گرتی ہے جہان کیا بیٹھے چھت کو روتے ہو تم بیان بیان		اگر گرا ہے کسی جو رنڑ کیا اب مکان کہتا ہے ٹھٹھے باز ہر کانے آکے دان
	وآن چھت لگن کا آپکے سب گھر پھسل پڑا	
ٹکے جو گھر سے اُسکو پھسلنے کا ہے یقین کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین		یاتک ہر اک مکان کے پھسلنے کی ہو زمین مفلس غریب پر ہے یہ موقوف کچھ نہیں

	آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا	
کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ میں خوار ہے		دیکھو جدھر اُدھر کو ہی غل پکا رہے پیادہ اٹھا جو مر کے تو کیچڑ اسوار ہے
	جو ہاتھی ریٹا اونٹ گرا آخر پھسل پڑا	
کوئی گلی میں گر کے ہے کیچڑ میں لوٹتا		کوچے میں کوئی اور کوئی بازار میں گرا رستے کے بیچ پانوں کی سیکار پٹ گیا
	وہ اپنے گھر کے صحن میں آ کر پھسل پڑا	
عاشق کو پر دکھاتی ہے کچھ اور ہی بہار		کرتی ہے گر چہ سب کو پھسلنی زمینِ خوار آیا جو سامنے کوئی محبوب گلندار
	اُس شوخِ گلبدن سے لپٹ کر پھسل پڑا	
پر جب دکھائی دی کھلے بالوں کی لکڑیاں		کیچڑ کے ہر مکان سے تو بچنا بہت پڑا بجلی بھی چمکے حُسن کی منہ بر سے ناز کا
	پھسلن جب ایسی آئی تو کیچڑ کھنہ میں چلا	
	آخر وہاں نظیر بھی آ کر پھسل پڑا	
	خمیسِ مرغِ غزلِ خود	
اور میرے انتظار کا کیا ماجرا کہا		کیا تو نے حال اُس سے مرے درد کا کہا
قاصدِ منم نے خط کو مرے دیکھ کیا کہا		بیچِ فراق کچھ نہ کہا تو نے یا کہا
	حرفِ عتاب یا سخنِ دلکش گما	
صبر و قرار ہوتے ہیں خاطر سے کیسے		آتا ہے ہولِ اتو مرے دلمین ہو بہو جس جس طرح کی باتیں ہو میں تیسوے روبرو
تجھ کو قسم ہے کیجھ نہ پوشیدہ مجھے تو		

	کیود ہی جو اُسے مجھے بر ملا کہا	
دُرات اُسکے آنے کا دکھتا ہوں انتظار قاصد نے جب تو شکے کہا کیا کہو میں بار		میں تو کمال ہجر میں ہوں اسکے بقرار جلدی سنا مجھے جو ہوا تجھ پر آشکار
	پہلے تو بچ کو اُسے بہت نازا کہ	
سنتار ہا میں جو جو کہا اُس نے بیش کرم پھر تجھ کو سو عتاب سے تجھ جلا کے دمدم		ما تھا ہوا عرقِ شرمِ بچِ غم غصے کی باتیں کہہ چکا جب مجھے وہ غم
	کیا کیا کہو نہیں مجھے کہ کیا کیا بُرا کہ	
نامے کو دور پھینک دیا ہو کے عتاب اسکا مزاج کھٹا دنگا جا کر اُسے شتاب		سر نامہ خط کا دیکھتے ہی کھا کے بچ و تاب اور یوں کہا کہ جاؤ وہی خط کا ہے جواب
	رہ راستی سخن کے تیلین بار ہا کہ	
گہرا کہ جلدی میں نے قدم راہ میں رکھے میری تو کچھ خطا نہیں تو ہی سمجھ اسے		میرے جو ہوش سننے ہی سبات کے اڑے آیا ہوں پر شتاب خبر کرنے کو تجھے
	بیجا کہا یہ اُس نے تجھے یا بجا کہ	
کیون نامہ لکھ کے تو نے کیا دروں میان کہتا تھا میں تجھے کہ نہ بھیج اس کو خط میان		تجھے تو اُس نگار کی خوب تھی سب عیان اب آنکر کر گیا وہ کیا کیا خرابیان
	لیکن نظمیر تو نے نما نا مرا کہ	
	خمسہ در بیان ہولی	
کہ روٹھے ملتے ہیں آپس میں بار ہولی میں ہوا ہے زور چین آشکار ہولی میں		میان تو ہم سے نہ کچھ غبار ہولی میں مچی ہو رنگ کی کیسی ہمار ہولی میں

	عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہو لی مین	
فرشتے کھیلین ہین ہو لی بنا جو گلال فرشتے کھیلین ہین ہو لی بنا جو گلال		اب اس مہینے میں چوچا ہریان ملک چال بتا کے چاند و سورج کے آسمان پر چال
	نو آدمی کا بھلا کیا شمار ہو لی مین	
تو اُسکے راگ سے بارہ بروج ہین ہور سبھو کے سر پہ یہ ہر دم پکارتی ہو حور		سنا کے ہو لی جو زہرہ بجاتی ہے ظنہور چھوڑن ستاروں کے اوپر پڑا ہے رنگ کا نور
	کہ رنگ سے کوئی مت کیجو عار ہو لی مین	
تو بادلوں مین وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہی ہوا کو ہولیاں گا گا کے کیا بچاتا ہے		جو گھر کے ابر کبھی اس مزہ بین آتا ہے خوشی سے رعد بھی ڈھولک کی گت لگاتا ہی
	اتمام رنگ سے پڑے بہار ہو لی مین	
شراب ناب کی گلشن مین نہر بہتی ہے اور باغیان سے بلبیل کھڑی کیہتی ہے		چمن مین دیکھو تو دن رات ہو لی رہتی ہے نسیم پیار سے غنچے کا ہاتھ گنتی ہے
	نہ چھپر محب کو تو اسی بد شعار ہو لی مین	
کہ جیسے لڑکے یا معشوق پہنتے ہین تنگ تمام باغ مین کھیلین ہین ہو لی گل کو تنگ		گلو مین پہننے ہین کیا کیا ہی جوڑے رنگ رنگ ہو اسے تپونکے بجتے ہین تال اور مرنگ
	عجب طرح کی محی ہے بہار ہو لی مین	
تبائیں پہنے ہوئے تنگ تنگ گل کی مثال چاتے ہولیاں آپس مین نے جو گلال		امیر ختنے ہین سب اپنے گھوڑن مین خوشحال بنا کے گہری طرح حوض ملکے سب فی الحال
	یہی ہین رنگ سے رنگین نگار ہو لی مین	

یہ سیر ہوئی کی ہنسنے تو برج مین دیکھی	کمین ہو دیگی اس لطف کی میان ہوئی
کوئی تو ڈوبا ہے دامن سے لپکے تاپوئی	کوئی تو مری بجاتا ہے کہ کنھیا جی
ہے دھوم دھام یہ بے اختیار ہوئی مین	
گھر دسنے سانوری اور گوریان نکل چلیان	کسب نھی اور معنی اور مست کرتی اچھلیان
جہ بھر کو دیکھیں اُٹھ رہی ہیں نگلیان	تمام بچ کی پریوں سے بھر ہیں گلیان
مزا ہے سیر ہے در ہر کنا رہو کی مین	
جو کچھ کہاتی ہے ابلا بہت پیاماری	چلی ہے اپنے پیاس لے کے پیکاری
کلال دیکھ کے پھر چھاتی کھولدی ساری	پیا کی چھاتی سے لگتی وہ چاؤ کی ماری
انہ تاب دلکو رہی لے قرار ہوئی مین	
جو کوئی سیانی ہے انہیں تو کوئی ہے ناکند	وہ شور بوجھیں سب رنگ سے پٹ یک چند
کوئی دلاتی ہے ساقن کو یار کی سونگند	کہ اب تو جامہ دانگیا کے ٹوٹے ہیں سب بند
پھر آ کے کھیلینگے ہو کر دو چار ہوئی مین	
نظیر ہوئی کاموسم جو بگ مین آتا ہے	وہ ایسا کون ہے ہوئی نہیں بناتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے	جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو سولتا ہے یار ہوئی مین	
نظیر و ن کی صدا	
زر کی جو محبت تجھے پڑ جائیگی بابا	دکھ اسمین تری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا	دولت جو ترے یان ہی نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملو ایسی بابا	

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات	کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ میں خیرات
دینے سے اسی کے ترا دو بچار ہے پھر بات	اور یاں بھی تری گزریگی سوش سے اوقات
اور وان بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا	
و اما کی تو مشکل کبھی اٹکی نہیں رہتی	چڑھتی ہے پہاڑوں کے اوپر ناؤں کی
اور تو نے بخیلی سے اگر جمع اُسے کی	تو یلہ یہ رکھ بات کہ جب آدگی غمی
نشکی میں تری ناؤ یہ ڈبو ایسیگی بابا	
دولت جو ترے گھر میں یہ اب بھولی بھول	مردود بھی کرتی ہے یہ اور کرتی ہو مقبول
جو چاہے ترے ساتھ چلے یا نہ یہ بھول	زمنہ زخم دار ہو اس بات بہت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہیں جائیگی بابا	
اُس سے ہی بہتر تو ہی آپ اسے کھا جا	بیٹوں کو نسیقون کو غریبوں کو کھلا جا
سب رو برو اپنے لئے عشرت میں اڑا جا	پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا
ورنہ تجھے ہر دکھ میں یہ پھنسا لائیگی بابا	
یہ تو نہ کسی پاس رہی ہے نہ ہے گی	جو اور سے کرتی رہی وہ تجھ سے کریگی
کچھ شک نہیں اسمین جو بڑھی ہے گھٹائیگی	جب تک تو جیے گا تجھ یہ چین نہ دے گی
اور مرتے ہوئے پر یہ غضب لائیگی بابا	
جب موت کا ہو دیکھا تجھے آن کے دھڑکا	اور نزع تری آن کے دم ایسے گی بھڑکا
جب اسمین جو اٹکے گا نہ دم کھلے گا پھڑکا	کوئین میں رو پے ڈال کس جب دیو نیکی کا
تب تن سے ترے جان بھلائیگی بابا	
تو بلا کہ اگر مال کے صندوق بھر گیا	سہ یہ تو یقین آخرش اکرن تو مر گیا

بہرِ پیرِ ترے اسپہ جو کوئی ہاتھ دھریگا	وہ نالج مزا دیکھیکا اور عیش کرے گا
اور روح تری قبر میں چلائیکی بابا	
اُسکے تو وہاں دھوکہ مونگ بے گئی	اور روح تری قبر میں حسرت سے چلی گئی
وہ کھا دیکھا اور ترے تین آگ لگے گئی	تاختر تری روح کو پھر کل نہ چڑگی
ایسا یہ تجھے گور میں تر پائیکی بابا	
جاو گیا تری گور کی جانب جو وہ ناگاہ	ساقی و صراحی و پریزا د کے ہمراہ
رونا مجھے آتا ہے ترے حال پہ واہ	جب دیکھے گا سو عیش میں تو اُسکے تین آہ
کیا کیا تری جیاتی ہے یہ لہرائے گی بابا	
تو بھوت ہو چاتی ہے اگر آن چڑھے گا	تو وہاں بھی ترے واسطے عامل کوئی بلوا
شیشے میں اُتر داکے تجھے دیو نیگے گڑوا	یا خوب ساسلگا کے کوئی ہاے فلیتا
دھونی بھی تری ناک میں دلو ایگی بابا	
گر بوش بہ تجھ میں تو بخلی کا نکر کام	اس کام کا آخر کو بدی ہو تا ہے انجام
تھو کے گا کوئی کہہ کے کوئی دیو گیا دشنام	زہنار نہ لے گا کوئی ہر صبح ترانام
پزارین ترے نام پہ لگو ایگی بابا	
کتا ہے نظیر اب جو یہ باتیں تجھے ہر آن	گر مرد ہے عاقل تو اسے بھوٹ تو ت جلیں
تک غور سے کر گنج پہ فار و نکلے زامیان	جیسا ہی اُسے اُسے کیا خوب پریشان
دوسیا ہی مزا تجھ کو بھی دکھلائیگی بابا	
ایضا	
بٹ مار اجل کا آہو نچا ملک اسکو دیکھ دو بابا	اب اشک بہاؤ آنکھوں سے اور دینِ مردِ بھرا بابا

دل ہاتھ اٹھا اس جینے سے دسین باغز بابا	جب باپ کی خاطر روتے تھے اب پی خاطر دہر بابا
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا
اب جینے کو تم رخصت دو اور مر نیو مہمان کرو	خیرت کرو احسان کرو یا پن کرو یا دان کرو
یا پوری لڈو بنو یا خاصہ حلوا تان کرو	کچھ لطف نہیں اب جینے کا اب چلنے کا سامان کرو
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا
دلو تو اُپا د جینے سے اب اور گلے کو ت کاٹو	اب جاٹ فنا کی ٹک چھو اور خون کی کامت چلٹو
دھن چھوڑ دو حصہ بخر کی اور بھا جی نی تم باٹو	نا کندھ پیڑی کو دچکے اب لورو دھتی مت بھاٹو
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا
یہ سب بہت کو دا اچھلا اب کوڑا مار وزیر کرو	جب بال اٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو
گرہ ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میانین تم تھیر کرو	تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے میرت دیر کرو
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا
سکونا چاندی بال ہو منہ پھلا لپکین کین	قد ٹیٹھا کان ہو پھر اور آٹھین جی ہنسین
سکھنڈ گئی اور بگو گھٹی ل سست آواز مین	جو ہوئی تھی سو ہو گزری اچلنے میں کھویرین
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یان پائون گھٹ کر چلنے سے مت رستے کو حیران کرو	اور پوپلے منہ سے روٹی کو مت مل کر لکھان کرو
اب آپ ہو تم پانی سے مت پانیکا نقصان کرو	کچھ لاب نہیں ہے جھینے میں اب نہ نیچے جان کرو
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا	
گرا جی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لچاؤ گے	تو گھرا جی سا پاؤ گے اور کھوسے پیٹھے کھاؤ گے
اور ایسی دولت چھوڑے تم جو خالی ہاتھوں جاؤ گے	پھر کچھ پیٹن بن آریگی گھراؤ گے پھتاؤ گے
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا	
یہ عرصہ تم سمجھ ہو یہ ہر دم تن کو مضتی ہے	جس لکڑی کے بل پیٹھے ہو زرات یاکڑی گھنٹی ہے
تم ٹھہری بانہ کو پیر کی اور دیکھ ابل سوتھتی ہے	اب موت کفج کچ پڑ کیا یان تانا بانا نانتی ہے
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا	
گھربار روپے اور پیسے میں مت دلو تم خسر کرو	یا گور بناؤ جنگل میں یا جہنا پر آئند کرو
موت آن لٹا رہی آخر کچھ مکر کرو یا پسند کرو	بس خوب تماشا دیکھ چکے اب تمھیں نہی نہ کرو
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا	
یہ اونٹ کرا یہ کاریار و صندوق جنازہ اٹھتی ہے	جو ہوا سوار چلے اُس پر کچھ گھوڑا ہرنے ہستی ہے
کس نیند پڑے تم سوتے ہو یہ بوجھ تھا ابھاری	کچھ دیرین اب آہ نظیر تیار کھڑی سواری ہے
تن سوکھا کٹری پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا	
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا	

دنیا کے تماشے دیکھنے کا بیان

کھول ٹک چشمِ تاشیارِ باشے پھر کہاں مال و دولت سونا روپا تو کھاشے پھر کہاں	یہ شکار و صید یہ شکرے و باشی پھر کہاں دُمِ غنیمت ہے بھلا یہ بود و باشے پھر کہاں
--	--

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

دل لگا الفت میں اور کر لے ریزہ و فکلی چاہ کچھ مزے کچھ لوٹ حظ یہ وقت کب ملتا آہ	چاند سے کھڑے نہ مل سوج و شونہ پر گنگاہ کھال کی ڈیو کھڑی اور دیو دلائے واہ واہ
---	--

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

حسنِ دالونکے بھی کیا کیا حسنِ کج عالم ہیں بیان کیا بچیں کیا کیا و بچیں کیا کیا ہیں چھپ چھپان	سانو لے گورے سنہری سُنج باندھ بگڑ بیان بھولی بھولی صورتیں اور پیاری پیاری گھڑ بیان
---	---

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

کتے بچانوں کے در پر لڑتے ہیں پی کے سے ویر و زمین اور مسجد و مین کرتے ہیں غل فیہ پیے	لتنے مجلس کو کُسنے ہیں دف و در دنگ لے ہر طرف دھوین مچی ہیں دید ہے اور سیر ہے
--	---

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

واہ واکیا کیا نظیر اس خلق کو احوال ہیں گدڑ بیان ہیں چوک ہیں بستی کئی بازار ہیں	خوار ہیں سردار ہیں زردار ہیں ناچار ہیں دشت ہیں صحرا ہیں اور وریا ہیں گسار ہیں
---	--

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

در بیانِ رمال و نجومی و غیرہم

جہان میں کیا کیا خد کے اپنی ہر اک بجائے شادیاں کوئی ہر عاقل کوئی ہر فاضل کوئی نجومی لگا کماں	کوئی حکیم اور کوئی سندس کوئی ہنر مند تھا بچا جو چاہو کوئی یہ بھید کھوئی یہ بچلے یہ سہا
---	---

<p>پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پٹت ہزاروں سیانے جو خوب دیکھا تو یا رآخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے</p>	
<p>ہوا کے اوپر جو آسمان کا ہے چو باخیر جو تن رہا ہے اوسے چاند اور سورج اور ستارے اوسے ہوا ہے</p>	<p>نہ اسی مخین نہ مہین نہ نابین سہا کی چو بدین اوسے کھڑا ہے اکیس کو مطلق خبر زمین پر کب بنا اور کب کا ہے کاسے</p>
<p>پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پٹت ہزاروں سیانے جو خوب دیکھا تو یا رآخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے</p>	
<p>فلک تو کہنے کو دور ہیکا زمین کا اب جو تیرا ہے ہزاروں جگت کا اکیس ہونا یہ پانی اور پتھر پھر رہا ہے</p>	<p>کھڑے ہیں لاکھوں پہاڑ پتھر فلک سے خبر کجا لگا ہے بہت حکیموں نے خاک چھانی کوئی سمجھا یہ سید کیا ہے</p>
<p>پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پٹت ہزاروں سیانے جو خوب دیکھا تو یا رآخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے</p>	
<p>زمین ایک چو آسمان تک کھری ہے لاکھوں طرح کی خلقت ریتنے جلوی دکھار ہی ہے خدا کی سنت خدا کی جگت</p>	<p>کھین ہر اتمی کین ہر جگہ کی کین ہر اتمی کین ہر پت جو چاہے کھوے پھیرا سکے اکیس کو اتنی نہیں ہر قدرت</p>
<p>پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پٹت ہزاروں سیانے جو خوب دیکھا تو یا رآخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے</p>	
<p>کوئی ہر پست کوئی ہر تاک کین ہر کدی کین غمی ہو کوئی گھسٹا دیر کج ہر کوئی خوشی سے فلک نشین ہے</p>	<p>کھین ترقی کین تنزل کین کین کین کین کین کین یہی پناہ آپ جانے کسی کو ہر خبر زمین ہے</p>
<p>پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پٹت ہزاروں سیانے جو خوب دیکھا تو یا رآخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے</p>	
<p>عجب طرح کی وہ کین چو پڑ غرض بھیجائی چو جانے</p>	<p>کوئی ہر پست کین کین کین کین کین کین کین کین خود بخود کین کین کین کین کین کین کین کین</p>

جو پاسا پھینکے بنانا اور دانوں کو پیسے میں بٹھانے	جو چاہتا ہو اٹھارہ آون تو اسکو پتے میں تین کپڑے
پڑے پھینکے ہیں لاکھوں دانہ کروڑوں پٹت ہزاروں کپڑے	جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے
عجب شیعہ طرح کا سائنس بھیا ہوتا تھا	جوت چاہے کسی کو نہ آوے پروا سکون تھا
نہاروں منصوبے باندھے ہیں دی جاوے گی گھات	نہیں آج اگر چاکر قلم بھونکی بازی ہر مات اسجا
پڑے پھینکے ہیں لاکھوں دانہ کروڑوں پٹت ہزاروں کپڑے	جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے
عجب طرح کے ورق بنے ہیں کوئی گدہ کوئی مہار	ایکے سر پہ تاج شاہی کسی کشمیر پر چھاپے
کوئی امیر کوئی وزیر کوئی فقیر میں دل خفا ہے	بسوں کا سماں خلائ یا بچن کی قدرت کا خفا ہے
پڑے پھینکے ہیں لاکھوں دانہ کروڑوں پٹت ہزاروں کپڑے	جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے
یہ کون جانے کہل کیا کیا اور کج مالک دیکھا	اسے بگاڑے کسے ٹوڑے کسے انجھا و کسے بھر گیا
کیسے گھر کون ہو گا یہ کس گھر کون سا مر گیا	اکیس کو گھر خیر زمین ہے لکھ گیا اور کیا کر گیا
پڑے پھینکے ہیں لاکھوں دانہ کروڑوں پٹت ہزاروں کپڑے	جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

آٹے وال کا بیان	
کیا کہوں یا رو میں نقشہ خلق کے ماحول کا	اہلِ دولت کا چلن یا غلغلہ رنگن کا
یہ بیان تو واقعی ہے ہر کیسے حال کا	کیا تو نگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
سب کے دلوں فکر ہے دن رات آٹے وال کا	
گرنے آٹے وال کا اندیشہ ہوتا سدا راہ	تو نہ پھرتے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ
ساتھ آٹے وال کے جو خیمت و فوج و سپاہ	جا بجا گڑھ کوٹ سے لڑتے ہوئے پھرتے ہیں آہ
سب کے دلوں فکر ہے دن رات آٹے وال کا	
گرنے آٹے وال کا ہوتا قدمیان در میان	فشی و میر و وزیر و بخشی و نواب و خان
جاگتے دربار میں کیوں آدمی آدمی رات مان	کیا عجب نقشہ پڑا ہے آہ کیا کیسے میان
سب کے دلوں فکر ہے دن رات آٹے وال کا	
اپنے عالم میں یہ آٹا دل بھی کیا فرد ہے	حسن کی آن واد اسب اسکے آگے گرد ہے
عاشق تو کبھی اسی کے عشق سے منہ زرد ہے	ما کجا کیسے کہ کیا وہ مرد کیا نامرد ہے
سب کے دلوں فکر ہے دن رات آٹے وال کا	
دلوں کی چشمِ ابرو زلف کیا خط خال ہے	ناز کی شوخی و امین حسن لالون لال ہے
کیا کمر پتلی ہے کا نر کیا ٹھکنتی چال ہے	غور کر دیکھا ہے جو کچھ ہے سو آٹا لال ہے
سب کے دلوں فکر ہے دن رات آٹے وال کا	
اب جھینم اللہ نے بیان کر دیا کامل فقیر	وہ تو سب پر دانہی وانا ہیں آپ پھل پندیر
اور جھینم ہیں وہ سب ہیں ال آٹے کے اسیر	ان غریبوں کی بھی اب یہ شکل سیکی و نظیر
سب کے دلوں فکر ہے دن رات آٹے وال کا	

ایضاً		
دنیا کے امیر و مہمان کس کا رہا ڈنکا	بر باد ہوئے لشکر فوجوں کا تھکا ڈنکا	
عاشق تو یہ سمجھے ہیں اب دل میں بٹو کا	جو بھنگ پین اُنکا بچتا ہے سدا ڈنکا	
کوٹڑی کے نقارے پر خٹکے کا لگا ڈنکا		
نت بھنگ پی اور عاشق و نرات بجا ڈنکا		
آنفت کی زبرد کی یہ کمیت کی بوٹی ہے	تپو کی چمک اُسکے خواب کی بوٹی ہے	
منہ خٹکے لگی اُس سے پھر کا ہیکو چھوٹی ہے	یہ تان گلوڑی کی اس بات پر ٹوٹی ہے	
کوٹڑی کے نقارے پر خٹکے کا لگا ڈنکا		
نت بھنگ پی اور عاشق و نرات بجا ڈنکا		
سہراں کھڑا کے سے اس ٹھب کا لگا ڈنکا	جو خٹکے کھڑک اُسکی ہو بند بھی دگڑا	
چکان چڑھا گہرا اور باندھ ہر اگڑا	کیا سیر کی ٹھہرے کی ٹک چھوڑ کے جھگڑا	
کوٹڑی کے نقارے پر خٹکے کا لگا ڈنکا		
نت بھنگ پی اور عاشق و نرات بجا ڈنکا		
اک پیالے کے پیتے ہی ہو جاو گیا مٹولا	آجکھن تری اگر کھل جائیگا گل لالہ	
کیا کیا نظر آو گی ہر پالی دہریالا	آمان کہا میرا اے شوخ نئے لالا	
کوٹڑی کے نقارے پر خٹکے کا لگا ڈنکا		
نت بھنگ پی اور عاشق و نرات بجا ڈنکا		
ہر دست دہی پورے جو کوٹڑی کے اندر ہیں	دل اُنکے بڑے دریاجی اُنکے سمندر ہیں	
میٹھے ہیں منم نہت ہوا در جھوٹے مندر ہیں	کہتے ہیں ہی ہنس نہس عاشق و قلندر ہیں	

	کو نڈی کے نقارے پر ننگے کا لگا ڈنکا نت بھنگ پی اور عاشقِ دُخرات بجا ڈنکا	
سب چھوڑنٹھ پیاسے پیوے تو اگر سبزی ہر باغ میں ہر جامین آجاوے نظر سبزی	کمر جاوے وہین تیری خاطر میں اشتر سبزی بیری بھی نظیرِ اجوسہز بہین ہے سبزی	
	کو نڈی کے نقارے پر ننگے کا لگا ڈنکا نت بھنگ پی اور عاشقِ دُخرات بجا ڈنکا	
	پیسے کے بیان میں	
پیسے ہی کا امیر کے دل میں خیال ہے پیسے ہی کا فقیہ بھی کرنا سوال ہے	پیسے ہی کا فوجِ پیسا ہی جاہ و جلال ہے پیسے ہی کا تمام یہ دنگ و دوال ہے	
	پیسہ ہی رنگِ روپ ہے پیسا ہی مال ہے پیسہ نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	
پیسہ نہ تو باغِ کنوئیں پھر کھانے ہوں عیش و طرب کے کئی دو پھر کھانے ہوں	لکھا نیکو پوری اور پوے پھر کھانے ہوں حلو اکچوری مال پوے پھر کھانے ہوں	
	پیسہ ہی رنگِ روپ ہے پیسا ہی مال ہے پیسہ نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	
جوڑے چمنِ بہار بہن پیسے کے واسطے خوشبو کے پھول ہار بہن پیسے کے واسطے	گنے مرصع کار بہن پیسے کے واسطے سب نقشِ اونگار بہن پیسے کے واسطے	
	پیسہ ہی رنگِ روپ ہے پیسا ہی مال ہے پیسہ نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	

رواق ہمارہو تی پیسے سے سب سول	اور جو نہ ہو دسے چہرہ پہ اوتی ہر خاک سول
پسیا ہی ساری چیز ہے پسیا ہی مرد سول	ہمیں پیسے آدمی ہر جہان میں ناک سول
پسیا ہی رنگ روپ ہی پسیا ہی مال ہے	
پسیا نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	
پسیا ہی جس بتاتا ہے انسان کی بات کو	پسیا ہی زیب دیتا ہے بیاہ اور رات کو
بھائی سگا بھی آن کے پوچھے نہ بات کو	بن پیسے یار دو طعان ہے آدمی رات کو
پسیا ہی رنگ روپ ہے پسیا ہی مال ہے	
پسیا نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	
پیسے نے جس مکان میں بھجایا ہو پناہ جلال	پھنستے ہیں اُس مکان میں فرشتوں کے پناہ
پیسے کے آگے کیا ہیں یہ محبوب خوش حال	پسیا پری کو لائے پریشان سے نکال
پسیا ہی رنگ روپ ہے پسیا ہی مال ہے	
پسیا نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	
تیغ و سپر اٹھاتے ہیں پیسے کے واسطے	تیروشان لگاتے ہیں پیسے کے واسطے
میدان میں زخم کھاتے ہیں پیسے کے واسطے	یان تک کہ سر کٹاتے ہیں پیسے کے واسطے
پسیا ہی رنگ روپ ہے پسیا ہی مال ہے	
پسیا نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	
عالم میں خیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے	بنیاد ویر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
دوزخ میں فیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے	جنت کی سیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
پسیا ہی رنگ روپ ہے پسیا ہی مال ہے	پسیا نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے

دنیا میں دیندار کھانا بھی نام ہے	پسیا جانے بچ وہ قائم مقام ہے
پسیا ہی جسم جان ہو پسیا ہی کام ہے	پسے ہی کا نظیر یہ آدم غلام ہے
پسیا ہی رنگ روپ ہے پسیا ہی مال ہے	
پسیا نہ تو آدمی چرنے کی مال ہے	
	ایضا
گر تجھ میں اسے پریر دیا مہر یا جفا ہے	یا راستی کا ملنا یا سر بسر دعا ہے
کر تو دہو جو تیرے ابد دل کو خوش لگا ہے	ہم جانتے نہیں ہیں کچھ نیک بد کہ کیا ہے
راضی ہیں ہم اُسی میں جسمین تری رضا ہے	
یاں یوں بھی واہ واہ اور دون بھی واہ واہ	
کچھ دلمین ہو تو دل کی آبادیاں بھی کر لے	جو رستم کی اپنے اُستادیاں بھی کر لے
بید رو ہے تو ظالم بید رویاں بھی کر لے	جلاد ہے تو کافر جلا دیاں بھی کر لے
راضی ہیں ہم اُسی میں جسمین تری رضا ہے	
یاں یوں بھی واہ واہ اور دون بھی واہ واہ	
اب در پہ اپنے حکو رہنے دے یا اٹھا دے	ہم اس طرح سے خوش ہیں رکھ یا ہوا تباہ
عاشق ہیں نر قلندر چاہے جہان بٹھا دے	یا عرش پر چڑھا دے یا خاک میں ملا دے
راضی ہیں ہم اُسی میں جسمین تری رضا ہے	
یاں یوں بھی واہ واہ اور دون بھی واہ واہ	
مگر مہر سے پنا دے تو خوب جاتے ہیں	اور جو سے ڈوب دے تو ڈوب جاتے ہیں
ہم اس طرح بھی بھٹک کر مغرب جاتے ہیں	اور اُس طرح بھی تھک کر محبوب جاتے ہیں

	<p>راضی ہیں ہم اسی میں حسین تری رضا ہے یاں یوں بھی واہ واہو اور وون بھی واہ واہ</p>	
<p>یاں مطلبوں کے ہمسر اور غیر پر کڑا کے ہم سب طرح خوشی ہیں ہنستا ہوا لڑا کے</p>		<p>اکدن وہ تھا کہ ہم پر سے عیش کے دھڑا کے اب غیر پر کرم ہے اور ہمیں ہیں جھڑا کے</p>
	<p>راضی ہیں ہم اسی میں حسین تری رضا ہے یاں یوں بھی واہ واہو اور وون بھی واہ واہ</p>	
<p>یا تیغ کھینچ نکال کر ہے اڑا ہمارے اب تو نظیر عاشق کہتے ہیں یوں پکارے</p>		<p>یادوں سے اب خوشی ہو کر یاد ہو گیا ہے جتیار کھتے تو ہو گیا تن سے سرتارے</p>
	<p>راضی ہیں ہم اسی میں حسین تری رضا ہے یاں یوں بھی واہ واہو اور وون بھی واہ واہ</p>	
	<p>ختم</p>	
<p>تو پہلے آنکھوں سے ٹپکے آنسو کے ملتے ہیں وہ چاندنی میں جو ٹپک سیر کو نکلتے ہیں</p>		<p>چمن میں دن کو جو اکبر و قدم وہ چلتے ہیں خوشی سے غنچے بھی ہر شاخ پر چھلتے ہیں</p>
	<p>تو سر کے طشت میں گھی کے چراغ چلتے ہیں</p>	
<p>اور اپنے ہنسی کے چہرے کی بابتاب کو دیکھ چراغِ صبح یہ کہتا ہے آفتاب کو دیکھ</p>		<p>سم کے نورِ تجلی کے انتخاب کو دیکھ ہزار رشکِ عشرت کے ہیچ و تاب کو دیکھ</p>
	<p>یہ بزمِ محوِ مبارک ہو ہم تو چلتے ہیں</p>	
<p>سب اپنے چاہنے والوں کے کاشتے ہیں فدا جو دل سے ہیں یا شمعِ سبزِ گولہ</p>		<p>یہاں تلک ہیں یہ بے دردِ غرور و دہر غرضِ یلظم تو دیکھا کیسے ہیں ہم اکثر</p>

	یہ کافر اُنکی بھی چھاتی پہ مونگ دلتے ہیں		گلی میں یار کی اوی آہ کس طرح جاؤں نہ تن میں خون ہے باقی نابِ رگوں میں خون
	یہ مجھے کہتے ہیں اور اپنے ہاتھ ملتے ہیں		ہمارے تم تو ہو ہر نگِ ظاہر و باطن یہ التجا ہے ہمارے کہ خوش ہو آجکے دن
	میانِ نظیر ہم اب تم سے تن بدلتے ہیں		اٹھائے تھے بھی غمِ روزِ عشق کے گن گن کوئی تو پگڑی بدلتا ہے یا رے لیکن
	ولہ جھوٹرا		یہ تین جو ہے ہر اک کے اُتار یکا جھوٹرا
	اس سے ہے اب بھی سب سہا ریکا جھوٹرا		اس سے بادشہ کے نظار یکا جھوٹرا
	اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹرا		بابا یہ تن ہے دم کے گزار یکا جھوٹرا
	اس میں ہی ہوشیار سی میں دوانے ہیں		اس میں ہی بھولے بھالے اسی میں سیانے ہیں
	شا جھوٹرا بھی اپنے اسی میں نماتے ہیں		اس میں ہی دشمن اس میں ہی بچے بچانے ہیں
	اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹرا		بابا یہ تن ہے دم کے گزار یکا جھوٹرا
	اس میں ہی شوخِ حسن کے چاند اور ستارے ہیں		اس میں ہی لوگ عشقِ محبت کے مارے ہیں
	شا جھوٹرا بھلی ہے اس میں بچا رہے ہیں		اس میں ہی یار و دوست اسی میں پیارے ہیں
	اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹرا		بابا یہ تن ہے دم کے گزار یکا جھوٹرا

اسمین ہی اہل دولت و نعم امیر ہین	اسمین ہی رستہ سارے جہان کے فقیر ہین
اسمین ہی شاہ اولیٰ مین وزیر ہین	اسمین ہی ہین صغیر اسی مین کبیر ہین
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹا	بابا یہ تن ہے دم کے گزارے کا جھوٹا
اسمین ہی چوڑھنگ ہین اسی ہین بول ہین	اسمین ہی رونی شکل سی میں ٹھٹھول ہین
اسمین ہی بابے اور قارے وڈھول ہین	شا جھوٹا اچھلی سمین ہی کرتے کھول ہین
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹا	بابا یہ تن ہے دم کے گزارے کا جھوٹا
اسمین ہی پارسا ہین اسمین لونڈ ہین	بیدر بھی اسی مین ہین اور درمنڈ ہین
اسمین ہی سب پرند اسمین چرند ہین	شا جھوٹا اچھلی باسی ڈربے مین بند ہین
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹا	بابا یہ تن ہے دم کے گزارے کا جھوٹا
اس جھوٹے مین رستہ ہین شکار اور ذریعہ	اسمین وکیل بخشی و مقصد سی اور امیر
اسمین ہی سب غریب ہین اسمین ہی سب فقیر	شا جھوٹا اچھلی کہتے ہین سچ ہے میان نظر
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھوٹا	بابا یہ تن ہے دم کے گزارے کا جھوٹا
ایضاً	
دنیا مین کوئی شاد کوئی دردناک ہے	یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے	نا پاک تن پلیخیں یا کہ پاک ہے

	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
لے عرش تا بفرش چمکتا ہے جگناور روہد یہی کہے ہو ہر اک قبر کے حضور		ہے آدمی کی ذات کا اسجا بڑا ظہور گذرے ہو انکی قبر پہ جب وحش او طیور
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
اجسام پاک اُنکے اسی خاک میں رہے پر جسم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے		دنیا سے جبکہ انبیا اور اولیا اُٹھے رحمیں ہین خوب جانین ردوئے ہین بڑے
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
حشمت میں جن کی عرش سے اونچی تھی بارگاہ اب اُنکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ		وہ شخص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ مرتے ہی نکتے تن ہوئے گلیوں کی خاک راہ
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
تن جیسے مثل پھول تھا اور منہ بھی رشک ماہ روتا ہوں جب تو میں یہی کہ کہکے دین آہ		کس کس طرح کے ہو گئے محبوب کجگاہ جاتی ہے انکی قبر پر جسم مری نگاہ
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
ہوتے تھے میلے اُنکے کوئی ہاتھ نہ لگاے رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کنوین ہاے		وہ گورے گورے تن کہ جنہو نکی تھی دین جا سودل سے تن کو خاک بنا کر سواڑاے
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
مفسل کا تن پڑا رہا ماٹی اوپر پڑا دونوں کو خاک کھا گئی یا رو کو زمین کیا		عمر دئے تن کو تانبے کے صندوق میں دھرا قائم یہاں یہ اور نہ ثابت دہ وان رہا
	جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	

اگر ایک کو ہزار روپے کا ملاکفن	اور ایک یون پڑا رہا بیکس برہنہ تن
کیڑے مکوڑے کھا گئے دونو کنے تن بدن	دیکھا جو بچنے آہ تو بچ ہے یہی سخن
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا	پھر خاک اُسکو ہونا ہے یار وجد اجداد
ترکاری ساگ پات زہر اہرت اور دوا	زہریم کوڑی لال زمر و اور آن سوا
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
گڑھ کوٹ تو پ رہلکھ تیغ و کمان قزیر	باغ و چمن محل و مکانات دلپذیر
ہونا ہے سب کو آہ اسی خاک میں خیر	میری زبان پہ اتہو یہی بات ہے نظیر
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
ہمک من ہوا کو چھوڑیا منت دس بدیس ہم ہمارا	تفرق اجل کا لوٹے ہے نزرت جیا کرتا راز
کیا بھیا بھینسا بیل شتر کیا گوشتیں پلا سبھارا	کیا گیہوں چانول ٹھٹھ کر کیا آگ بھوان و لگا
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا بخارا	
گرتو ہی ہو لکھی بخارا اور کھپ بھی تیر ہی بھاری	ای غافل تجھے بھی چڑھتا اک وڑیا رہی باری
کیا شکر مصری قند گری کیا سا بھر ٹھٹھ بھاری	کیا داکھ منقہ سوٹھ مرج کیا کیڑے نوک سپاری
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا بخارا	
تو بھیا لاوے بیل بھر جو پور بچھ جاو گیا	یا سو وڑھا کر لا و گیا یا ٹوٹا اٹھا نا پاوے گا
تفرق اجل کا رستمین جب بھالامار گراو گیا	دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کینہ کام نہ کو گیا
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گیا جب لا د چلیگا بخارا	

ہر منزل میں اب ساتھ تری جینا ڈیڑا ڈیڑا	زروام درم کا بھانڈا ہو بدوق سپرو کھا ٹھانڈا
جب نایک تیغ تلگیا جو لکون لکون ہاتھ ہو	پھر ہاتھ ہو نہ بھانڈا ہو نہ حلو ہونا مٹا ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بنجارہ	
جب چلتے چلتے رستیں یہ گون تری ڈھلچا وگی	اک بدھی تیری مٹی پر کھگھاس نہ چرنے پاوگی
کیسب جو تونے لاوی ہو سب جنون ٹپ جاگی	وہی پوت جنوائی بٹیا کیا بنجارن پاس آوگی
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بنجارہ	
یہ کھیب بھری جو جاتا ہی کھیب پستان گن اپنی	اب کوئی گھڑی پل ساعت میں کھیت پتلی کھوئی
کیا تھا لٹوری چاندی کی کیا پیل کی ڈیا کھنی	کیا تین ہونے چاندی کے کیا مٹی ہڈیا چینی کی
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بنجارا	
یہ دھوم دھڑکا ساتھ یہ کیوں پراچھو گن گل	اگ ٹھکا ساتھ بنجا وگیا موتوں ہوا جب ان ورجل
گھر بار اٹاری چو پاری کیا خاصہ تین کھٹھ اٹل	کیا چلون پر دفرش نے کیا لالہ لنگ رنگ محل
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بنجارا	
کچھ کام نہ آوگیا تیرے یہ لعل وزم زم وزر	جب پوشی بات میں کبھری ہرننگی جان اپر
نوبت نفا سے بان نشان دولت فوجین گھر	کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا چو کی گرجی چھتر
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بنجارہ	
کیوں جی پر بوجھ بٹھاتا ہوں گونون بھری کیے	جب ٹوکا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہن ہو پا کیے
کیا ساز جڑا زریور کیا گوٹے تھان کنار کیے	کیا گھوڑے زین سہری کیا ہاتھی محل عمار کیے
سب ٹھاٹھ پڑا رہا وگیا جب لا دچلیگا بنجارا	
مغرور و تلوار و نہرت بھول بھر دستے ڈھالو گئے	سب پٹا توڑ کے بھاگینگے منہ روکے اجل کے بھاگو گئے

کیا بے موتی ہر ونکے کیا ڈھیر خزانوں کے	کیا بیچے تاجِ شجر کے کیا تختہ شال و شالہ کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گکاج لاد چلیگا بخارہ	
کیا سخت مکان بنواتا ہر کم تر سے تن کا ہر پولا	تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہر وٹان گور گڑھی نہ پھولا
کیا زینہ خندق زبردست کیا برج کنگور انمول	اگر وہ کوٹ رہ کھڑ تو پ قلعد کیا شیشہ دار دلو گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گکاج لاد چلیگا بخارہ	
ہر آن نفع اور ٹوٹن کین مرنے کا پھر تاج بن	ٹکٹ غافل میں سوچ فراہم ساتھ گناہ سے زمین
کیا لوٹری باندی دانی دوا کیا بند چلیا تک پٹن	کیا مندر مسجد تال کنواں کیا کھیتی بار بھی آن
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گکاج لاد چلیگا بخارہ	
جبرگ پھر اگر چاک کو یہ بل نہ کھانے کا	اگر کوئی تاج سیٹے کا تیر کوئی گونے اور ملائیکا
ہو ڈھیر کیا خٹل میں تو خاک لحد کی پھانیکا	اگر کوئی پھر آہِ نظیر اک نہ کھانے کا
سب ٹھاٹھ پڑا رہا و گکاج لاد چلیگا بخارہ	
ایضا خمسہ	
ہمیشہ آکے وہ والا صفات کو ٹھے پر	سخن کی گھوٹے ہے قند و نبات کو ٹھے پر
بھار قریب کی دہشت سے گھات کو ٹھے پر	رہے جوش کو ہم اس گل کے ساتھ کو ٹھے پر
تو کیا بہار سے گزری ہے رات کو ٹھے پر	
ادھر سے ساقی و مطرب بھی ہو گئے کجا	ادھر وہ یار ادھر ناچ راگ بھی ٹھہرا
عجب بیمار کی اک انجمن ہوئی برپا	یہ دھوم و دھام رہی صبح تک اہا ہا ہا
کسی کی اتری ہو جیسے برات کو ٹھے پر	
حجاب دور ہو اور جام کی ٹھہری	لکین نکلنے جو کچھ حشر ترین دین بھری

مکانِ جو عیش کا ہاتھ آیا غیر سے خالی	بہت دتوئے اسی بات کی تمنا تھی
ٹپے کے چلنے لگے پھر تو ہاتھ کو ٹٹے پر	
تو چورنگے چڑھے اور منڈیر اکپڑی	جو عیش سکے رقبہ کے دل میں آگ لگی
اگر ایا شور کیا گالیانِ دینِ دصوم نمی	ادھر وہ یارِ ادھر پہنے لاٹھی باٹھی کی
عجب طرح کی ہوئی واردات کو ٹٹے پر	
ہمین بلاؤ تو کچھ عیش کا بھی ہو سامان	اکیلے بیٹھے ہو تم پشتِ نام پر اس آن
لکھیں ہم عیش کی تختی کو کس طرح اچان	یہ بات پروے ہی پروے میں بھیجے بچان
تلم زمین کے اوپر اور دوات کو ٹٹے پر	
اور ایک بوسے کی قیمت پہ بچتے ہنگے	میان یہ ہاتھ پہ ہم دل جواب لیے ہنگے
کنڈ زلف کی شکاکے دل کو لے لیجے	جو لیجے تو یہ ترکیب خوب ہے پیارے
یہ جنس یون نہیں آنیکی ہاتھ کو ٹٹے پر	
ہمارے حال کے اوپر بھی کچھ ترس کھاؤ	کدھر چھپے ہو ذرا تمھ تو ہم کو دکھلاؤ
خدا کے واسطے زینے کی راہ بتلاؤ	سجھو نے سنتے ہو ہر اک سے کہتے ہو آؤ
ہمین بھی کہنی ہے کچھ تم سے بات کو ٹٹے پر	
کنارہ بوس کی آپس میں پھر ہوئی تدبیر	ہو احوصلِ میسر بہ فضلِ رب تدبیر
پٹ کے سٹو جو اُس گلاب کے ساتھ نظر	ہوئی جو عیش تو کس کس کی بکریں تھیر
تمام ہو گئیں حل مشکلات کو ٹٹے پر	
ایضاً	
اور دوہن اک بدن پہ چڑی تب خبر ہوئی	جب یار نے اٹھائی چھڑی تب خبر ہوئی

اُلفت کی گُل میں پڑی تب خبر ہوئی	جب آنکھ اُس صنم سے لڑی تب خبر ہوئی
غفلت کی گردِ دل سے جھڑی تب خبر ہوئی	
جب تک چڑھی جوانی تھی اور بال تھ سیاہ	اُلفت کسی سے پیا محبت کسی سے چاہ
آئی شرابِ اسمین بڑھا پے کی خواہ مخواہ	پہلے کے جام میں نہوا کچھ نشہ تو آہ
دلبر نے دی جب اُس سے کڑی تب خبر ہوئی	
تھے جب تلک اومیڑ رہے تو بھی ولولے	اور جب سفید ہو کے ہوئے برف کے ٹلے
یاروں سے جب تو بولے کہ یو یار وہ چلے	لائے تھے ہم تو عمر بٹا یاں لکھا دے
جب سیاہی پر سفیدی چڑھی تب خبر ہوئی	
اُس حال پر بھی کچھ نہوئی دید اور شنید	دانویر اسمین آن کے بلبل پُری شنید
مٹشی قضا کا لکھنے لگا جنس کی رسید	ڈاڑھ میں لگین اُکھڑنے کو دندان ہو شنید
مجلس میں چل بجل یہ پڑی تب خبر ہوئی	
اُس پو پے ہی مُنہ سے لگے کرنے پھرناہ	کا نوکے اسمین آن کے پردے ہوئے تباہ
گردن پھر اسمین لگئی کم ہو گئی نگاہ	بن و انت بھی اُسی پہ جب آنکھیں چلین تو آہ
جب لاکی آنسوؤں کی جھڑی تب خبر ہوئی	
ڈھماتے تھے وان موز تو تن کی مجلسِ را	پر گھر بنا رہے تھے والین اُٹھا اُٹھا
اسمین قضا کا راج جو کوٹھے پہ آچرٹھا	شستیر سا رہ قد تھا سوخم ہو کے جھک گیا
اگر نے لگی کڑی یہ کڑی تب خبر ہوئی	
چھاتی پر چڑھ قضا نے لیا جب گلے کو گھٹ	پانی کا بھر تو آہ نہ اُترا گلے سے گھوٹ
اُکھڑے بدن بھی جا گئی گر گئے سمجھوٹ چھوٹ	بچا دکھا یا شیر نے تو بھی یہ سمجھے جھوٹ

	جب چاب لی گلے کی نثری تب خبر ہوئی	
اور غل بچا کے بولے کہ جلد سے ہو سوا کپڑے بدلے عطر لگا پھن پھول ہار		کاندھے پر رکھ کے پاکی جب سے چلے کھار اسین نہا کے آپ بھی جلدی ہو تیار
	نکلی سواری و صوم پڑی تب خبر ہوئی	
کلمہ نقیب پڑھتے چلے ساتھ کر پھین جب آئے اُس گٹھے میں نظیر اور نہارن		جب پاکی میں چڑھ کے چلا آپ کا بدن تو بھی یہ کہتے تھے کہ ہو اکون بے وطن
	اوپر سے آ کے خاک پڑی تب خبر ہوئی	
	خمسہ بر غزل امیر خسرو	
قدی خجل سرو سی رنار سے بگبگ در ی ای چہرہ زیبا ی تو رشک بتان آوری		کب لالہ و گل کر سکین عارض سے تیر ہی محبوب تجھے سیکھ لیں ناز واد او دلبری
	ہر چند و صفت میکنم در حسن زان زیبا تر ی	
د زرات صورت کو تر می نشی تھر تھر ہنک تا نقش ہے بند و فلک کی اندیت اینک		ہو شور تیرے حسن کا لیکر زینت چرخ تک دیکھے ہو جو تیرے تین کتا ہی ہے یک بیک
	حوری ندا تم یا ملک فرزند آدم یا پری	
چھوڑے ہو وہ ایمان کو باندھے ہو وہ ناز کو علم غمٹاے تو خلق جہاں شیداے تو		تیرا رخ اے رعنا صنم بھر کر نظر دیکھے ہو جو دلو اسے تیرے عشق میں ایسے نہیں کچھ ایک وہ
	این رنگس رعنائے تو آور وہ رسم کافری	
بہز ادنائی ہو کھتے تو ہوتے وہ حیرت قرین صور رنگر زباے چین و صورت خوشن بین		ہو خلق و خوبی میں بہر اسطورے وہ نازین گراں سیاہی راست کا ہو کچھ نہیں کچھ یقین

	صورت بکش یا انچنین یا ترک کن صورت گری
ہیں خلق میں ہر سوعیان نگین ادا یا منم	گلگون قبا نازک بدن سوزیہ نیت بہم آفتاباگر دیدہ ام مہر تان ورزیدہ ام
	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
آیا نظر جس رونے سے تجھسا شکر لب بہ لقا	ابرو کمان جادو نظر شیرین سخن و عشوہ زرا اپنے وطن کو چھوڑ کر مثل فطیر مہستلا خسرو غریب است و گدا افتادہ و شہر شاما
	باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بگری
	خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ
کل ہم جو گئے باغ میں شک لطف اٹھانے	اور دل کو گئے سیل طمانی دکھانے اتنے میں کہوں کیا تجھ ای باز گانے بر بود و دم در چنے سرور وانے
	زرین کرے سیرے موے میانے
وہ شوخ کہ عالم میں نہ دیکھا ہو کسی نے	وہ حُسن کہ نے حور نے پایا نہ پری نے کیا تجھ سے کون اسکی میں خوبی کفرینے خورشید رنے ماہ و شے زہرہ جبینے
	یا قوت بے شکدے تنگ دہانے
گف نام گل اندام و لارا م نگوئے	دلدار دل آزار جفا کار و دور روئے آہو صفتے کبک تکہ عنبرین ہوئے بیدا و گرے کج کلے عہدہ جوئے
	شکر شکنے تیرے قدمہ سخت کمانے
ابر و غم طاق حرم و زلف کنشتی	قد شاہ نول طوبے و رخ رشک بختی مل نقش سوید ای دل اور خطا کبشتی جادو نظری عشوہ گری حسن مرشتی

	آسیب دہے رنج تے آفتِ جانے	
وہ زلف کہ سنبل جسے میناب ہو مکدے عیسے نفے خضر ہے یوسفِ عمرے		وہ میخ کہ ہر اک شوخ پرزاد کو شردے گر جو رکھی دیکھے تو اُسے جان میں رہا
	جم مرتبہ تاجورے شاہِ جہانے	
غارتگرے برباد ہے حاصلِ خلق تنگ شکرے چون شکرے درِ خلق		شمشیر نگہ تیر مرہ قاتلِ حلق مشہور جہانِ نعتہ جانِ مقلِ خلق
	شوئے نکینے چونک شورِ جہانے	
ہو ختم دو عالم کی اُسی شوخِ خوبی بے زلف و رخِ لعل لب و شدہ سحر		کیا اُسکی میں تعریف کمونِ حسنِ لواکی پھر شلِ قطیر اُس بُتِ رعنا سے لگا جی
	آہ و بخارے و غبارے و دھانے	
	ایضاً	
ہر کام میں ابرام میں ہر حال میں خوش ہیں بے زرب کیا تو اُسی احوال میں خوش ہیں		جو فقر میں پورے ہیں وہ حال میں خوش ہیں گر مل دیا یار نے تو مل میں خوش ہیں
	افلاس میں اوبار میں اقبال میں خوش ہیں پورے ہیں وہی مدو جو ہر حال میں خوش ہیں	
ما تھے یہ کہیں چین نہ ابرو میں کہیں خم غم میں بھی وہی شلِ لم میں بھی وہی دم		چہرے پہ ملامت نہ جگر میں اثرِ غم شکوہ نہ زبان پر نہ کبھی چشمِ ہوئی نم
	ہر بات ہر اوقات ہر افعال میں خوش ہیں پورے ہیں وہی مدو جو ہر حال میں خوش ہیں	

گھریار کی مرضی ہوئی سر جوٹ کے بیٹھے	گھر بار چھڑایا تو وہیں چھوڑ کے بیٹھے
مولہ اجہ ہراؤ کو وہیں تھکھوٹ کے بیٹھے	گڈڑی جوڑا ہائی تو وہیں اوڑھ کے بیٹھے
دیکھو رو میں آفات میں جنجال میں خوش ہیں	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
گراٹے دیا غم تو اسی غم میں رہے خوش	جس طرح رکھا اُسے اُس عالم میں رہے خوش
کھانیکو ملا کم تو اسی کم میں رہے خوش	جس طرح رکھا اُسے اُسی دم میں رہے خوش
اگر شال اڑھائی تو اُسی شال میں خوش ہیں	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
جینے کا نہ اندوہ نہ مرنے کا ذرا غم	ایکسان ہے انھیں زندگی موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اکدم	نہ شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی مہرہ و سال میں خوش ہیں	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
گراٹے اڑھایا تو لیا اوڑھ دو شالا	مل جل چو دیا تو وہی کا نہ سے پہنچا لا
چادر جو اڑھائی تو وہی ہو گئی بالا	بند عوامی لنگوٹی تو وہیں نہس کے کمالا
پوشاک میں دستار میں رومال میں خوش ہیں	پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں
کچھ انکو طلب گھر کی نہ باہر سے انھیں کام	تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے انھیں کام
اتھل کی ہچوں دل میں نہ مند رہی انھیں کام	مفلح نہ مطلب نہ تو انگر سے انھیں کام
میدان میں باڑوں میں چوپائیں میں ہیں	پوری ہیں ہی جو ہر حال میں ہیں

اُنکے توجہ نغمینِ عجبِ عالمِ ہینِ نظیرِ آہ	اب یہ تو دنیا میں ولی کم ہینِ نظیرِ آہ
کیا جانے فرشتے ہین کہ آدم ہینِ نظیرِ آہ	ہر وقت میں برآن میں قہم ہینِ نظیرِ آہ
جس دُعا میں رکھا وہ اُسی دُعا میں بخش ہین	
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہین	
ایضاً	
لے آئینہ کو ہاتھ میں اور بار بار دیکھ	صورت میں اپنی قدرت پرور دگا دیکھ
خال سیاہ اور خطِ مشکبار دیکھ	زلفِ دراز طرہٗ عنبرِ نثار دیکھ
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ	
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
آئینہ کیا ہے جانِ ترا پاک صاف دل	او خال کیا ہین تیرے سودا رخ کے تل
زلفِ دراز فہمِ ساسے رہے ہے رل	لاکھوں طرح کے رخ ہی میں ہم رہے ہیں ل
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ	
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
مشک تار و مشکِ منتن بھی جی میں ہے	یا قوتِ سرخ و احمر میں بھی بھی میں ہے
نسرین و موتیا و سن بھی بھی میں ہے	انقصہ کیا کمون میں چمن بھی میں ہے
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ	
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
سو بچِ کھمی کے گل کی گردن میں تاب ہے	تو اپنے منہ کو دیکھ کہ خود آفتاب ہے
گل اور گلاب یکا بھی بھی میں تاب ہے	رخسارِ تیارِ گل ہے پسینہ گلاب ہے

	ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
نرگس کے پھول پر تو نہ اپنا گمان کر یہ سب سمار ہے ہیں تجھی میں تو آن کر		نرگس وہ کیا ہے جان تر حشمتِ خوش نگاہ گر سیر باغ چاہے تو اپنی کرتو چاہ
	ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
اور سر و کیا ہے یہ ترا قدر از آہ حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ واہ		گرد ملین تیرے قمری بلبل کا وہیاں ہے ہے تو ہی باغ اور تو ہی باغبان ہے
	ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
تو ہو ٹھہرے قمری میں بلبل زبان ہے باغ و چین میں جتنے تو ان کی جان ہے		بیلہ گلاب سیوتی نسرین و نسرین جتنے جہان میں پھولے ہیں پھولونکے انجمن
	ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
داؤدی جو ہی لالہ و اہلِ یاسمن یہ سب تجھی میں پھول رہے ہیں چین چین		بیلہ گلاب سیوتی نسرین و نسرین جتنے جہان میں پھولے ہیں پھولونکے انجمن
	ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ	
قمری کی سن صغیر نہ بلبل کی سن صغیر		باغ و چین کے غنچے و گل میں نہواں ہے

اپنے تئیں تو دیکھ کہ کیا ہمارے نظیر	ہیں حرفِ منِ عرف کے معنی کہ اچھے
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ	اسے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ
ولہ	
جتنے تو دیکھتا ہے یہ بھلا پھول پاتِ بیل	سب اپنے اپنے کام کی ہیں کر رہے پھیل
لاتا ہے یاں سونا تھ جو رشتہ ہے سوکھیل	جو غم طرے سوا سکو تو اپنے ہی تن چھیل
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	یاں تو بٹری نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل
یہ صورتیں جو دیکھے ہے مت ان سے دل لگا	اترین ہیں سوتیان نہیں آیاتِ جگا
شجرہ کلاہ پھینک اڑا دے جھکا لگا	آگے کو چھوڑنا تھ نہ پیچھے کو رکھ چکا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	یاں تو بٹری نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل
جب تو ہو ا فقیر تو نا تا کسی سے کیا	چھوڑا تھ تو پھر رہا رشتہ کسی سے کیا
مطلب بھلا فقیر کو با کسی سے کیا	دل کو اپنے چھوڑ کے ملنا کسی سے کیا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	یاں تو بٹری نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل
تیری نہ یہ زمین ہے نہ تیرا آسمان	تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جان
اُسکے سوا کہ چہ ہو تو فقیر بان	کوئی ترارِ فتن نہ ساتھی نہ مہربان
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	یاں تو بٹری نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

اور یہ جو تجھے کرتے ہیں ملل کے ٹھیلی بتا	جس یار سے کہ ہوترے جیتے موی کلمات
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	یار پڑ گیا دیکھ نہ کھا اٹھا آت کھات
یاں تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
یہ اُلفتین کہ ساتھ ترے آٹھ پر ہیں	یہ اُلفتین نہیں ہیں مریمان قہر ہیں
جتنے یہ شہر دیکھ ہیں جادو کے شہر ہیں	جتنی مٹھائیاں ہیں مرجبان نہر ہیں
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	
یاں تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
خوبان کے یہ جو چاند سے منہ پہ کھلے ہیں بال	یار ہے تیرے واسطے سیاد نے یہ جال
یہ بال بال اب ہے ترے جان کلو بال	پھنسو خدا کے واسطے اس میں دیکھ بھال
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	
یاں تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
جسکا تو ہے فقیر اُسی کو سمجھ تو یار	مانگے تو مانگ سی گزلیہ نقد کیا ادھار
دیوے تو لے دہنی جو نہ دیوے تو دم نہ مار	اُسکے سوا کسی سے نہ رکھ اپنا کاروبار
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	
یاں تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
دنیا اسے نہ جان یہ دریا ہے قہر وار	لاکھو نہیں اس سے کوئی اُتر کر ہوا پار
جب تو بہا تو پھر نہ ملے گا تجھے کنار	ملاج یاں نہ ناؤ نہ بلی ہے میرے یار
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل	یاں تو نہ بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکان سب کچھ ترستے تین یہ یہ دھوکے کی ٹٹیان	و نہی نہ کہہ اسے یہ طلسمات ہے میان شکلین جو دیکھتا ہے یہ جادو کی ہرین بیان
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
ہو کر فقیر تو بھی رہا خیال میں باسیر ہو تو اسی سخن کے ہین قائل میں نظر	کیا فائدہ اگر تو ہوا امام کا فقیر ایسا ہی تھا تو فقیر کو ناحق کیا اندیر
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تو بڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
ایضاً	
دلے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا بڑا ہے مرگ سے ایک ایک م جدائی کا	جہاں میں نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا و یا فلک نے ہمیں بھی یہ ستم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
جگر کے ٹکڑے نکلتے ہین اشک کے ہمراہ یہی کہے ہیں وہ سینے سے سر دھیر آہ	گھڑی گھڑی اٹھے تھے تڑپ کے دل سے آہ جو کوئی شکل مری دیکھتا ہے اب واشد
غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
کہ تھے جو عیش و طرب سب سے ہو گئے بڑا بھلا میں کس اب اس ظلم کی کروں فریاد	مجھے نہ کیونکہ مرے دل میں داوا و بریاد نہ جی کو چین نہ آکھوں کو سکھ نہ دل شاد

	غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا	
کبھی تو یار کے آنے کی راہ نکلتا ہوں کبھی تو آہو جی بگل میں جا بیٹھتا ہوں	گلی میں اُسکی کبھی جا کے سر ٹکیتا ہوں انکلتی جان نہیں اور پڑا سکتا ہوں	
	غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا	
پھروں ہوں دشتِ بیلان میں اے غمناک خوابِ حال بگڑے اور گریبان چاک	جلاتا آہ کے شعلے سے سب کو خاشاک یہ جیسے آن پڑے غم وہ کیا جیسے پھر خاک	
	غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا	
مری جو چشم سے وزراتِ آستین ہین جو آشنا میں مگر بھگو دیکھ رہتے ہین	تو جان و دل مرے کیا کیا عذاب ستے ہین سب اپنے حیف سے مل مل کے ہاتھ کتے ہین	
	غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا	
جو میکہ سے کی طرف کو کبھی کروں گنڈار بیالہ چشم کا آنسو سے بھر ہر اک سے خوار	تو دیکھ مجھ کو پریشان خراب خستہ و خوار جگر سے کھینچ کے آہ اور یہی کہے ہر کار	
	غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا	
کبھی چمن کو جو گھبرا کے ہوں بگل جاتا	تو وہاں بھی ہاے زور دل نہیں ہے ٹھہراتا	

جدِ سر کو جاؤں اُدھر غمِ جگر کو پہ کھاتا	عجب خرابی ہو کچھ ہاے بن نہیں آتا
غضب ہے تر ہے یارِ دستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غمِ جدائی کا	
جو کوئی ہجر میں روتا تھا عاشقِ محروم مجھ کو مجھ پہ بھی آکر فراق کی یہ دھوم	میں ہنس کے کہتا تھا دلینِ عیش یہ مجھ کو وہ آسکا زور مجھے ہاے اب ہوا دھوم
غضب ہے تر ہے یارِ دستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غمِ جدائی کا	
جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھ پہ دکھ پڑا ایسا میں اُس کو جس گھڑی دیا ہوں نیا حال سُنا	اگر جس سبب سے تو بھرتا ہوا اس قدر تو بھر کے آنکھوں میں آنسو ہی وہ ہے کہتا
غضب ہے تر ہے یارِ دستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غمِ جدائی کا	
نہ بھوک لگتی ہے نہ نیند نہ نہد دکھاتی ہے نہ دل لگی نہ کوئی چیز مجھ کو بھاتی ہے	جو دن ہے ہے لہرات مجھ کو دکھاتی ہے کلیر ٹوٹے ہے اور چھاتی اُٹھتی ہے
غضب ہے تر ہے یارِ دستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غمِ جدائی کا	
نہ سہ ہے سیر کی مجھ کو نہ انجمن کی خبر نہ دھیانِ جہم کا اور کچھ نہ پیرِ جن کی خبر	نہ یادِ باغ کی ہے اور نہ شہرِ بنا کی خبر نہ ہوشِ دل کا ہے نہ بھوک و تنہا کی خبر
غضب ہے تر ہے یارِ دستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غمِ جدائی کا	

جو مجھ پہ آن پڑا دن سیاہ مت پوچھو	ہوا ہوں ہجر میں ایسا تباہ مت پوچھو
سوائے مرگ نہیں اب ناہ مت پوچھو	جو ظلم مجھ پہ گزرتا ہے آہ مت پوچھو
<p>غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا</p>	
جدائی ہائے محبت کی کیا بڑی شے	کہ دل نہ بزم میں بہلے نہ خوش لگے ہر شے
نظیر ہجر کے اب غم میں روئے تاکے	بہت بُرا ہی عیاشق کے حق میں دیکھ ہر شے
<p>غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا</p>	
دربیان فراق	
جیسے تھک لیگیا ہے یہ فلک اظلم کہین	جی ترستا ہو کہین ماور چشم ہے پریم کہین
ہم پہ جو گزرا ہجر وہ گزرا کسی پر کم کہین	نے تسلی ہے نہ دلو چہین ہر اکدم کہین
<p>چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو کھلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین</p>	
ہر گھڑی آنسو بہا نا دیدہ خوبا رہے	رات دن سر کو ٹپکنا ہر درو دیوار سے
آہ و نالہ کہین چنا ہر دم دل بیمار سے	ہے بُرا احوال اتبو ہجر کے آزار سے
<p>چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو کھلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین</p>	
نے کسی سے مہر و الفت نے کسی سے پیار ہے	نے رفیق اپنا کوئی اور نے کوئی غمخوار ہے
دل اُدھر سینے میں تڑپے جی ادھر بیار ہے	کیا کہین اب تو بہت مٹی چاری خوار ہے

	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین	
گھر میں جی پہلے نہ باہر بچھن میں دل لگے نے بہار و عین نہ صحرا میں نہ بن میں دل لگے	نے خوش آوے سیرنے سرو و عین میں دل لگے اب تو تم بن گلستان نے چمن میں دل لگے	
	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین	
پر نہیں اڑ کر تمھارے پاس جوا جائیے چشم تراور داغ سینے کے کسے دکھلائیے	جی ہی جھین کب ملک خون جگر کو کھائیے دل سمجھتا ہی نہیں کیوں نکرا سے سمجھائیے	
	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین	
اب بواپے حال پر ہم خوب کرتے ہیں نگاہ ہی جو کچھ قلم و تم ہمیں کیا تھے آہ	ہر گھڑی مثلِ نظیر اس سے جو حالت تباہ بن سوا اب تو نظیر آتا نہیں ہرگز تباہ	
	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین	
	در بیان سخاوت و عشت	
زردار ہو تو ہرگز مت مارا اپنے من کو جو زچلین چلین ہیں چل تو بھی اس جان کو	تن زب تن کھو نہ سے نہ سنا نہ اپنے تن کو مرشد کا ہے یہ نکتہ رکھ یاد اس سخن کو	
	دل کی خوشی کے خاطر کھچھڑال مال و دھن کو گر مرد ہے تو عاشق کو ٹر سی نہ رکھ کفن کو	

جہم کا گلابی سے کی پیاسے اُٹ پشکر	جا بیٹھ میکرو نہیں سب درد و غم سے ہلکے
پی دو دھار ورتا شے میوہ مٹھائی چکر	محبوب دلبروں سے خوش ہو پٹ پٹ کر
دلکی خوشی کی خاطر کھچڑا مال دھن کو	گر مرد ہے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو
تاش اور بادے میں کیا جگ مگھا	نیمتین ہین جتنی جو کچھ ملے سو کھا
اکدم تو اپنا ڈنکا من ماننا بجا	پانی بخیل مست بن داتا سخی کھا
دلکی خوشی کی خاطر کھچڑا مال دھن کو	گر مرد ہے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو
سے کے بہا کے نالے بیلون کو کھڑا	منہ وق میں جو ز رہے اُسکو بھی لے لٹا
اُٹریوں تلک جلا دانٹوں تلک اُٹا	کوٹھے مکان حویلی سب کھو کر کھلا
دلکی خوشی کی خاطر کھچڑا مال دھن کو	گر مرد ہے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو
یا کھائے گا جوانی یا خاصہ لگے گا	جو بخیل کشن زر چھوڑ کر مرے گا
کھاتا کھلاتا ہنستا تو بھی سدا رہے گا	تیرا وہی ہے جو کچھ راہ خدا میں دیکھا
دلکی خوشی کی خاطر کھچڑا مال دھن کو	گر مرد ہے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو
مانک پھر اور کوئی ٹھہر گیا تیرے دل کا	گر آڑ گیا تجھ پر کچھ حادثہ خلل کا
کر فرما رہے دل میں کچھ آج کا نہ کل کا	آگے سے دے دلا کے ہو رہ تو اُس کا
گر مرد ہے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو	دلکی خوشی کی خاطر کھچڑا مال دھن کو

<p>مال و مکان جولی باغ و چین بھی دے گا مر جاو گیا تو وہ ہی تجھ کو کفن بھی دے گا</p>	<p>جنے یہ زردیا ہے پھر وہ ہی دھن بھی دے گا جیتا رہے گا جب تک کھائے کو ان بھی دے گا</p>
<p>دل کی خوشی کی خاطر حکم چڑال مال و دھن کو اگر مر دے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو</p>	<p>دل کی خوشی کی خاطر حکم چڑال مال و دھن کو اگر مر دے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو</p>
<p>رکھ دھن اُسی کی دلیں اب کھائے اور کھلائے اپنا سمجھ اُسی کو جب کھائے اور کھلائے</p>	<p>جتنے گڑے دبے ہیں سب کھائے اور کھلائے اپنا سمجھ اُسی کو جب کھائے اور کھلائے</p>
<p>دل کی خوشی کی خاطر حکم چڑال مال و دھن کو اگر مر دے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو</p>	<p>دل کی خوشی کی خاطر حکم چڑال مال و دھن کو اگر مر دے تو عاشق کو ٹری نہ رکھ کفن کو</p>
<p>در تعریف طفلی</p>	
<p>نکلے تھی دہائی لیکر بھرتی کبھی دے دے ہنسلی گلے میں ڈالے منت کوئی بڑھائے</p>	<p>کیا دن تھے یار وہ بھی تھے جبکہ بچہ بچائے چوٹی کوئی رکھائے بدھی کوئی بچائے</p>
<p>موٹے ہوں یا کہ دُبے گورے ہوں یا لکڑے کیا عیش لوٹے ہیں معصوم بچوں بچائے</p>	<p>موٹے ہوں یا کہ دُبے گورے ہوں یا لکڑے کیا عیش لوٹے ہیں معصوم بچوں بچائے</p>
<p>آگ بھی کھل رہا ہے بچیا بھی کھل رہا ہے پانی بھی واہ واہ واہ اور وون بھی واہ واہ</p>	<p>دلیں کسی ہرگز نہ شرم نے حیا ہے پہنے پیرے تو کیا ہے نگے پیرے تو کیا ہے</p>
<p>کچھ کھائے اس طرح سے کچھ اُس طرح سے کھائے کیا عیش لوٹے ہیں معصوم بچوں بچائے</p>	<p>کچھ کھائے اس طرح سے کچھ اُس طرح سے کھائے کیا عیش لوٹے ہیں معصوم بچوں بچائے</p>
<p>نے جانے کچھ بگڑنا نے جانے کچھ سنو نا جس بات پر یہ چلے پھر وہی گر گزرو نا</p>	<p>مر جاوے کوئی تو بھی کچھ اُنکا غم نہ کرنا اُنکی بلا سے گھر میں ہو قید یا گھر نا</p>

	<p>مان اوڑھنی کو بابا گپڑی کو بیڑا لے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھوسے بھالے</p>	
<p>گڑ بیر مولی گا جرب منہ میں گھوٹتے ہیں گردن میں ناٹ رہے ہیں گونہیں لڑتے ہیں</p>	<p>جو کوئی چیز دیوے نہت ہاتھ اوڑھتے ہیں بابا کی مونچھ مانگی جوٹی کھوٹتے ہیں</p>	
	<p>کچھ ملگیا سو پی لے کچھ بنگیا تو کھالے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھوسے بھالے</p>	
<p>ہیں بادشہ سے بہتر جب ملگیا کھلونا بروانہ کچھ بلنگ کی نے چاہیے بگونا</p>	<p>جو انکو دوسو کھالین بھیکہا ہو یا سلونا جس جا پہ نیندا کی کھیروان ہے انکو سونا</p>	
	<p>بھونپو کوئی بجالے پھر کی کوئی بچالے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھوسے بھالے</p>	
<p>یہ عمر وہ ہے اس میں جو ہے سوبا و شاپہ اب تو نظیر میری سبکو سی دعا ہے</p>	<p>یہ بالے پن کا یار و عام عجب بنا ہے اور بیچ اگر چہ پوچھو تو یاد شاہی کیا ہے</p>	
	<p>سے پیچھے پھرن سچھونکے آس و مراد والے کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھوسے بھالے</p>	
<p>اور میں منہ میں سن گھٹلتا ہوں کیکہ ہارین جاڑی کی یا لارین گھٹلتا ہوں کیکہ ہارین جاڑی کی</p>	<p>جب ماہ اکھن کا ڈھلتا ہوں کیکہ ہارین جاڑی کی دن جلدی جلدی چلتا ہوں کیکہ ہارین جاڑی کی</p>	
<p>تھر تھر کا زور اکھاڑ ہو جتی ہو سبلی بتیسی</p>	<p>جلانم ٹھونک اچھلتا ہوں کیکہ ہارین جاڑی کی</p>	<p>دل ٹھوکر مار چھپا رہا اور دل سے ہوتی شتی سی</p>

ہوشور چھو ہو ہو ہو کا اور دھوم ہوتی کی کی	کلمہ پر کلمہ لگ لگ کر چلتی ہوئے میں چلی سی
سہر دانت چنے سے دلتا ہوتب دیکھ بہارین جاڑ کی	
ہر ایک مکالمین سدی نے آیا ندھو دیا ہو چکر	جو ہر دم کپ کپ ہوتی ہو ہر آن کڑا اور تھمر
بٹھئی ہو سدی رگ رگ میں دربن گھلتا ہو	جھڑ بانہ دھواٹ پڑتی ہو اور سپر سر پڑے کر
ستا آیا باد کا چلتا ہوتب دیکھ بہارین جاڑے کی	
ہر جاڑ طرف سے سدی ہوا و موج کھلا ہو گھٹکا	اور تین نیم شب بنم کا جیو میں جس کا عطر لگا
چھڑ کا دھوا ہو بانی کا اور خوب لپٹک بھی ہو گیا	ہاتھوں میں پیالہ شربت کا ہوا گے ہو فرش کھڑا
فرش بھی پنکھا جھلتا ہوتب دیکھ بہارین جاڑ کی	
جب ایسی سدی ہو ایدل تباہ مزی گیہا تین ہون	کچھ نرم گھونپنے محلے کچھ پیش کی لہری لائیں ہون
محبوب گلے سے لپٹا ہوا کوئی چلی لائیں ہون	کچھ بوسے ملتے جاتے ہون کچھ ٹھٹھی بھی باتیں ہون
دل عیشِ طرب میں ملتا ہوتب دیکھ بہارین جاڑ کی	
ہو فرش بھینچا ناچو بکا اور پرد چھوٹے ہون اگر	اک گرم انگلی چلتی ہو اور شمع ہو روشن کھاندر
وہ دلبر شوخ پری خچل ہے دھوم مچی کی گھر گھر	ریشم کی نرم نمائی پر سونا زوا داسے ہنس کر
پہلو کے بیچ چلتا ہوتب دیکھ بہارین جاڑ کی	
ترکیبِ نبی مجلس کی اور کافرنا چنے والے ہون	منہ منہ کے چاند کے ٹکڑے ہون تن ٹکڑے کھان
پوشکین نانک نہ کوئی ورا دھے شال دھالے ہون	کچھ ناچ اور رنگ کی ٹھون ہون کچھ پیش میں ہون
پیالہ پر پیالہ چلتا ہوتب دیکھ بہارین جاڑ کی	
ہر ایک کان ہو غلو بکا اور عیش کی سب تیار سی ہو	عیش میں مہیا ہو کر جس رات کی باری ہو
دل دیکھ نظیر کسی چھپ کر ہر آن داپڑا رہی ہو	گھر کرے جو آنکھوں میں دھوٹ پیاری پیاری ہو

	جب سب ارمان نکلتا ہوتا دیکھ بہارین جاڑ کی	
	دربیان تماشاے دنیاے دون	
یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے	جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے	
نجاو کم اسے یار و بڑا تماشا ہے	جدھر کو دیکھو اُدھر اک نیا تماشا ہے	
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
مرے یہ دیکھتا شے نہیں ہیں ہوش بجا	کسے بتاؤ نہیں سیدھا کسی کمون اُلٹا	
جو ہو طلسم حقیقی وہ جاوے کب سمجھا	عجب بہار کی اک سیر ہے ابا ہا ہا	
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
نہیں ہیز و خجہ نہیں وہ کشتی لڑتے ہیں	جو زور والے ہیں وہ آپ سے پھپھتے ہیں	
جھپٹ کے اندھے بیروں کے تین کپڑے ہیں	کھالے چھاتیان کپڑے بھی سب کڑے ہیں	
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
بنائے نیار یار کی دکان بیٹھا ہے	جو ہنڈی وال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے	
جو چور تھا سو وہ ہو پا سان بیٹھا ہے	زمین پھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے	
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
زبان ہے جسکی اشاریے وہ پارے ہے	جو گونگا ہے وہ کھڑا فادسی گھارے ہے	
کلاہ ہنس کی کوا کھڑا اتارے ہے	اُچھل گئے میٹھ کی ہاتھی کے لات مارے ہے	
	غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
جو میں عجیبانکے وہ بندے چلے ہیں	کینے اپنی بڑی ذات کے نویلے ہیں	
	جو باز شکر سے پاڑ کھڑے دیلے ہیں	سگھر تو مر گئے اُو شکار کھیلے ہیں

نہیں

غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
جنھوں کی وارسی ہے اُنکی تو بات دہی ہے	جو وارسی مندے ہیں اُنکی سدا گواہی ہے
سیاہی روشنی اور روشنی سیاہی ہے	اُجاڑ شہر میں مُردوں کی بادشاہی ہے
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
جنھوں میں عقل نہیں وہ بڑے سیانے ہیں	جو عقل رکھتے ہیں وہ باؤں دیوانے ہیں
زنانے شوق سے مردوں کے پنے بانے ہیں	جو مرد ہیں وہ نہ بھڑے زنانے ہیں
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
جنھوں کے کان نہیں دور کی وہ سُنتے ہیں	جو کان والے ہیں شیخے وہ کُودھتے ہیں
دھوئیں برستے ہیں اور ابر تک پہنچتے ہیں	کباب بھگیتے ہیں اور لیدر بھختے ہیں
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
خبیث دیو پلید آہر اک سے لڑتے ہیں	جو آدمی ہیں وہ اُن کے پائوں پڑتے ہیں
بلائیں لیتے ہیں اور بھوت جن جھگڑتے ہیں	یہ قہر دیکھو کہ زندوں کو مڑے لڑتے ہیں
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
لکھتے ہیں آگہ کے پھول درگلاب جھڑتے ہیں	نبوے پلتے ہیں انگو رام سڑتے ہیں
سخی کریم پڑے ایڑیاں رگڑتے ہیں	بخیل موتیوں کو مسلوں پہ چھڑتے ہیں
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	
عزیز جو حق ہوئے شہم میں بھونکے حقیر	حقیر تھے سو ہو سب میں صاحبِ توقیر
عجب طرح کی ہوائیں ہیں اور عجب تاثیر	اچھے خلق کے کیا کیا کروں یا بُرے نظر
غرض میں کیا کمون دنیا بھی اک تماشا ہے	

ور بیانِ غنیمتِ شمرِ دُنِ حُسنِ و جمال	
اسنے غنچوار و سِک کوئی آن منہ لے بول لے	درد مند و کمالِ رمانِ ہنس بول لے
بکھر کہان یہ دلبری یہ شانِ ہنس بول لے	درد غنیمت سہارے نادانِ ہنس بول لے
مان لے کہنا مرا ایجانِ ہنس لے بول لے	
حسن یہ دودن کا ہے مہمانِ ہنس لے بول لے	
آج تجھ کو حق نے دی ہے حُسنِ خوبی کی ہمار	چاہنے والو سچ کرے کچھ سلوکِ مہر و پیار
کووند ناجلی کا اور جو بن کا مت گرت اعتبار	کاٹھ کی ہانڈی نہیں چڑھتی ہے پیار بار بار
مان لے کہنا مرا ایجانِ ہنس لے بول لے	
حُسن یہ دودن کا ہے مہمانِ ہنس بول لے	
ابو منہ گل ہے پیارے پھر دھو راکھ ہے	آج یہ گلشنِ کھلا ہے کل کو سو کھسا کھ ہے
جو اٹھا شعلہ بھبھو کا آخر شش کو راکھ ہے	چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا کھ ہے
مان لے کہنا مرا ایجانِ ہنس لے بول لے	
حُسن یہ دودن کا ہے مہمانِ ہنس بول لے	
اس قدر مت کرم بچانِ بچو بن پر گمان	یہ نہیں رہتا سدا کا فر کسی کے پاس مان
جب گرے دانت اور بڑ بن چہرے کے اوچھریان	پھر یہ ہنسنا بولنا اور پھر کہنا تمکلیلیان
مان لے کہنا مرا ایجانِ ہنس لے بول لے	
حسن یہ دودن کا ہے مہمانِ ہنس لے بول لے	
ایسا کوئی حسن والا آہ تو ہم کو بتا	جسکی خوبی کا ہمیشہ ایک سا عالم رہا
کیون خفا ہوتا ہے ہے یاد رکھ لے دل رہا	ہاتھ آتا ہے نہیں کا فر یہ جب جو بن گیا

	<p>مان لے کنامرا ایجان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>یا ہمار سی چاہتیرے ناز کو سہتی نہیں ناؤ کا غد کی پیارے یہ سدا بہتی نہیں</p>		<p>کیا ہمار حال دل خوبی تری کہتی نہیں آہ کھیتی حسن کا فرکی ہری رہتی نہیں</p>
	<p>مان لے کنامرا ایجان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>اپنے غمخواروں سے کیا کیا کر گئے ہیں خوبان دیکھ چھپتا و گیا غافل حسن پر مت رکھ گمان</p>		<p>کیسے کیسے خوب رویاں ہو گئے ہیں میری جان تو جو روٹھاروٹھا ہے رہتا ہے نامہ زبان</p>
	<p>مان لے کنامرا ایجان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>کل بھی کھل اکبار می ایجان کچھ کھلتا نہیں دودن اور دل جب پھٹا پیار یہ یہ پھٹتا نہیں</p>		<p>حسن کا عالم تگر ہر گھڑی ملت نہیں مجھ سے تیار وٹھنا ہر دم کا اب جھلتا نہیں</p>
	<p>مان لے کنامرا ایجان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>لیک لک کر نہ جھکو بھی خوبان یونہی کلیا نیگے پانڈ سے جی پچا نیگے دوہی چنے کی کھائی نیگے</p>		<p>دل غریبوں کے جو پیارے تجھے اب دکھ پائیگے بعد کو ہنسے کو دیرے جھڑکیاں ترسائی نیگے</p>
	<p>مان لے کنامرا اے جان ہنس لے بول لے حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے</p>	
<p>پیارے ہنس بول پیارے پی مے آفت کلجام</p>		<p>اب نظیر آگے ترے رہتا ہے حاضر صبح شام</p>

پھر کہاں یہ دلبری عیش کی باتیں ملام	کچھ نہ ہوئیگا رہیگا آخر شام کا نام
مان کے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے	حسن یہ دودن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے
تل کے لٹو	
جاڑ میں پھر خدا نے کھلوائے تل کے لٹو	ہر ایک خواہے میں دھکے تل کے لٹو
کوچے گلی میں ہر جا بکوائے تل کے لٹو	ہلکے بھی ہینگے دل سے خوش آئے تل کے لٹو
جیتے رہے تو یار و پھر کھائے تل کے لٹو	
عمر و نوجوان سوج کی یا قوتیان اڑائیں	لوگوں نے دار چینی شکر میں لے ملائیں
سردی میں دوتون نے ہر گرم چپکھائیں	اور دن ڈال مصری گڑ سینڈیاں بنائیں
ہم نے بھی گڑ منگا کر بندھوائے تل کے لٹو	
رکھ خواہے کو سر پہ پیکار یوں پکارا	بادام بھونا چاہو اور گڑ گرا چھو ہارا
جاڑا لگے تو اسکا کرتا ہو نہیں اجارا	جسکا طبع یار و سردی ہو وہی مارا
نودام کے وہ مجھے لے جائے تل کے لٹو	
جاڑا تو اپنے دل میں تھا پہلوان چھجاڑا	پر ایک تل نے اسکو رگڑتے اٹھاڑا
جسدم دل و جگر کو سردی نے آلتاڑا	ختم ٹھوک دوہیں نہ جاڑے کو دھچکاڑا
تن پیر ایسا بھیگا جب کھائے تل کے لٹو	
محل یا رہے جوانے ملنے کے تئیں گئے ہم	کچھ پڑے اُسکی خاطر کھانیکو لیگے ہم
محبوب ہنسکے بول لہجرت میں ہو رہے ہم	پیرون کو دیکھ دلیپن ایسے خوشی ہو ہم
تب خوش ہوا وہ اُس نے جب پائے تل کے لٹو	

جاڑ مین جسکو ہر دم پیشاب ہے ستاتا	اُمٹھین تو جاڑا لپٹے ہے موت نکلا جاتا
آنکھی دہا بھی کوئی پوچھو حکیم سے جا	بتلائے کتنے نئے پرا ایک بن نہ آیا
آخر علاج اُسکا ٹھہرائے تل کے لڈو	
جاڑے مین اب جو یارو تیل گئے ہیں بھوکے	محبو ہوئے بھی تل سے انکے منہ ہیں دوئے
دل لے لیا ہارا تل شکر ہوئے روئے	یہ بھی نظیر لڈو ایسے بنائے توئے
سُن سکے جسکی لذت گھبرائے تل لے لڈو	
در بیان سکی و بدی دنیا	
ہے دنیا جسکا نام میان یہ اور طحلی پتی ہے	جو منگن کو نینگی ہے اور ستو گویہ پتی ہے
یان ہر دم بھگائے اُٹھتے ہیں آج کلکتی ہے	گرسٹ کرے تو متی جو اُپٹ کرے تو پتی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پتی ہے	
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست پتی ہے	
جو اور کسی کا مان رکھے تو اُسکو بھی ریاں ملے	جو پان کھلا دے پان چور وٹی جو ستونان ملے
نقصان کرے نقصان ملے حسان کرے حسان ملے	جو حبیبیا جبکے ساتھ کرے پھر ویسا اُسکو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پتی ہے	
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست پتی ہے	
جو اور کسی جان بخشے تو اُسکی بھی حق جان رکھے	جو اور کسی کی آن رکھے تو اُسکی بھی حق جان رکھے
جو یان کار نہ والا ہی یہ مل میں اپنے جان رکھے	یہ چرت پھرت کا نقشہ ہے اس نقشے کو بچان رکھے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پتی ہے	
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست پتی ہے	

جو پارتا رے اور وکو اسکی بھی پارتی ہی شہر شیر نبدوق ستان اور شتر تیر نہنی ہے	جو غرق کرے پھر اسکو بھی ڈیکوں بکوں کرنی یا جن صبی سی کرنی ہو پھر وی نوی بھرنی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سوداوست بدستی ہے	
جولوہ پلوہ بول کرے تو اسکا بول بھی بلا ہی بے ظلم و خفا جس ظالم نے مظلوم کو بچ کر ڈالا ہے	اور دے ٹپکے تو اسکو بھی کوئی اور ٹپکے ڈالا ہے اُس ظالم کے بھی نوہو کا پھر رہتا نہنی لایا ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سوداوست بدستی ہے	
جو اور کسی کو ناحق مین کوئی جھوٹی بات لگاتا ہے وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پائٹی کھاتا ہے	اور کوئی غریب اور بچارہ حق تلخ میں لٹ جاتا ہے جو جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا پاتا ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سوداوست بدستی ہے	
جو کھٹکا اُسکے ہاتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا چیر کچھ مین جیراے او پٹکے جو ہے پٹکا	اور غریب جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسی کو دے جھٹکا کیا کیئے اور نظیر آگے ہے زور تما شا جھٹکا
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سوداوست بدستی ہے	
رہچھ کا بچہ	
کل راہ مین جاتے جو طار بچہ کا بچا سو نعمتیں کھا کھا کے بلار بچہ کا بچا	لے آئے وہیں ہم بھی اٹھا رہچھ کا بچا جو وقت بڑا رہچھ ہوا رہچھ کا بچا

	جب ہم بھی چلے سامنے چلا ریچھ کا بچا	
تھا ہاتھ میں اک اپنے سوا من کا جو سونٹا کا نہ دھ پہ چڑھا جھونٹا اور ہاتھ میں ہڈا	لوہ کی کڑی جیسے کھڑکتی تھی سراپا بازار میں آئے دکھانے کو تماشا	
	آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا ریچھ کا بچا	
تھا ریچھ کے بچے پہ وہ گھنا جو سر سر کا توغین در اور گھنگرو پر پٹاٹون کے اندر	ہاتھوں میں کڑے سونکے بچے تھے جھکے وہ ڈور بھی شیم کی بنائی تھی جو پڑر	
	جس ڈور سے یارو تھا بند عار ریچھ کا بچا	
جھلے وہ جھلے تھے پڑے جیسے کرتھول اور اُنکے سوا کتنے بٹھائے تھے جو گن جھول	مقیش کی لڑیوں کی پڑی مٹھیاو چھول یوں لوگ گرے پڑتے تھے سر پاٹوں کی جھول	
	گویا وہ یری تھا کہ نہ تھا ریچھ کا بچا	
اک طرف کو تھیں کیڑوں لڑکوں کی کابریں کچھ باقیوں کی فیت اور اوٹوں کی کابریں	اک طرف کو تھیں پیر وچوانوں کی کٹاریں غل شور مزے بھیر ٹھٹھ ابنوہ ہاریں	
	جب بنے کیا لاکے کھڑا ریچھ کا بچا	
کہتا تھا کوئی ہے میان آؤ قلندر ہم اُنسے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے قلندر	وہ کیا ہوئے اگلے جو تھا رے تھے وہ پیر ہاں چھوڑ دیا بابا اُنھیں گلے کے اندر	
	جسدِ ن سے خدا نے یہ دیا ریچھ کا بچا	
مدت میں اب اس بچے کو ہنسنے پر دعایا یہ لیکے جو ڈھیلی کے تین گت پہ بچایا	لڑنے کے سوانحی بھی اسکو ہر سکھایا اس دھ سے اُسے چوکے حکمت میں بچایا	
	جو کی نکا ہونین گھپا ریچھ کا بچا	

پھر نچکے وہ رگ بھی گایا تو وہاں آہ	پھر کمر و اچھا تو ہر اک بولی زبان آہ
ہر چار طرف سے تھے کہے پیر و جوان آہ	سب ہنس کے یہ کہتے تھے میاں و میاں آہ
کیا تم نے دیا خوب نچا ریحہ کا بچیا	
اس ریحہ کے بچے مین تھا اس ناچ کا ایجاو	کر تا تھا کوئی قدرت خالق کے تین باد
ہر کوئی یہ کہتا تھا خدا تم کو رکھے شاد	اور کوئی یہ کہتا تھا ارے سواہرے استاد
نوبی جیے اور تیرا ریحہ کا بچیا	
جب ہننے اٹھا ہاتھ کڑون کو جو ہلایا	نم ٹھونک پہلو انکی طرح سانے آیا
لیٹا وہ تو کشتی کا ہنر آن دکھایا	وان بھٹے بڑے جتنے تھے ان سب کو چھایا
ہم بھی نہ تھکے اور نہ تھکا ریحہ کا بچیا	
جب کشتی کی ٹھہری تو دہن سر کو جھاڑا	لگا رتے ہی اُسے ہمیں آن لتاڑا
کہہنے بچھاڑا اُسے کہ اُس نے بچھاڑا	اک ڈیرہ سا پھر ہو گیا کشتی کا لکھاڑا
گو ہم بھی نہ ہارے نہ ہٹا ریحہ کا بچیا	
یہ داؤن و چوپنین جوشی مین ہوئی دیر	یوں پڑتے روپے پیسے کہ آند می مین گویا
سب نقد ہو آ کے سوا لاکھ روپے ڈھیر	جو کہتا تھا ہر اک اسی طرح سے منہ پھیر
یار و تولڑا دیکھو ذرا ریحہ کا بچیا	
کہتا تھا کھڑا کوئی جو کرا آہ ابا ہا	اسکے تعین استاد ہو و استاد ابا ہا
یہ سحر کیا تھے تو ناگاہ ابا ہا	کیا کیے غرض تو خوش اسے و ابا ہا
ایسا تو نہ دیکھا نہ سنا ریحہ کا بچیا	
جسدن سے نظیر اپنے تو دلشادی ہیں	جاتے ہیں جہنم کو ادھر ارشادی ہیں

سب کہتے ہیں وہ صاحب ایجاد ہی ہیں	کیا دیکھتے ہو تم کھڑے اُستاد ہی ہیں
کل چوک میں تھا جنکا لڑا ریچھ کا جب	
مستدس برابیات فارسی	
گاہے بخند لب شکر آمیز میکنی	گاہے پر عشوہ غمزہ خوریز میکنی
ہر ناز و لغز و دل آویز میکنی	القصہ ہر ادا ستم انگیز میکنی
دیدار مینامی و پرہیز مے کئے	
بازار خویش و آتش ماتیز میکنی	
پہلے لگا کچھ دلو مے تو نے اپنی چاہ	جب مر چلے ہم آہ توی تو نے اپنی راہ
مجھے ترافرب ہم اے شوخ کج کلام	اجھی یہ رسم تو نے بکالی ہے واہ واہ
دیدار مے نامی و پرہیز مے کئی	
بازار خویش و آتش ماتیز مے کئی	
اول دکھا کے دور سے وہ حسن مہروز	پھر چھپ گیا تو دل میں لگا تیر سینہ دوز
ہم دیکھتے ہی رہ گئے آشفۃ تیر روز	سوچا جو مجھے خوب تو اے شمع دل فروز
دیدار می نامی و پرہیز مے کئے	
بازار خویش و آتش ماتیز میکنی	
رو دین نہ تیرے ہاتھ سے ہم کیونکر زار دار	دلدار بن کے تو نے کیا ہم کو دلفگار
اب ہم تو بقیار ہیں اور تو خوشی ہویار	کیونکر نہ ہو خوشی کہ ترا ہے ہی شعار
دیدار مے نامی و پرہیز میکنی	
بازار خویش و آتش ماتیز میکنی	

غرفے سے پہلے جھانک کے چہرہ دکھا دیا	جب ہم نے کی نگہ تو لیا پردے میں قہیا
اپنا بیٹھا یا حسن کیا ہم کو مبتلا	صد آفرین ہے اسے عیار مہلقا
دیدار سے نمائی و پرہیز سے کنی	
بازار خویش و آتش ماتیز میکنی	
زلفونکا اپنی ہماؤ دکھا تو نے بیچ و تاب	ڈالا ہا ہے ولین عشق کا اضطراب
جب بھگے ہم آہ تو جھکا دیا نقاب	اب فطرت نکاتیری غرض ہے ہی جواب
دیدار سے نمائی و پرہیز سے کنی	
بازار خویش و آتش ماتیز میکنی	
مکر و فریب تو جو کرے سے بنا بنا	وہ سب نظیر جانے سے اسے شوخ دوتا
تیری جو شوخیوں سے وہ آگاہ بہلے تھا	سہمی جھپی یہ شکرستان میں لگا گیا
دیدار سے نمائی و پرہیز سے کنی	
بازار خویش و آتش ماتیز سے کنی	
حسمہ بر غزل سراج	
کھلی جبکہ چشم دل خیرینج وہ ہم راہ تہی	ہوئی حیرت ایسی کچھ آن کہہ شرکی بے تہی ہی
پڑی گوش جان میں عجب نذا کہ بجز عجز کی ہی	خبر تیرے عشق سن نہ جنون رہا نہ پیری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو تیری رہی	
ہوئیں کیا ہی دل کو غم غمیں گئی تیرے لباس کی	نہ ہوا افسوس گلبدن نہ تلاش باد نہ زری
کوئی پہنوا کہ نہ پہنوا غرض اس کو جانے لادہی	شہ جو نہی عطا کیا مجھے اب لباس برنگی
نہ خرد کی خیرہ ری رہی نہ جنون کی بہہ دوری رہی	

کہ ہر اک حجت و بحث تھی سو اس علم کا یہ کیا تھا	کہ وقت کہ عقل میں بت علم ہے بھی تھا پڑھا
وہ عجب گھڑی تھی کہ بگھڑی لیا درس سخن عشق کا	اگیا جبکہ مدرسہ عشق میں تو پھر آگیا روکھو کیا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی وہین بھی رہی	
اگر آفتاب جمال تھا نہ دیکھ وہ بھی نہاں ہوا	ترنم پر بتو جو وہ جھلک جہان تو ہلکے عیان ہوا
ترے جوش حیرت حسن کا اثر اس قدر تو میان ہوا	کوئی آگے تیرے نہ آسکا وہ قمر کہ نہ نشان ہوا
کہ نہ آئینہ میں جلا رہی نہ سری کی جلوہ گری رہی	
پرسی گم غم کی قہقہہ آکر بنگ شمع چمک گیا	عجب اتفاق ہو خود بخود مرے دل سے عیش نکلا گیا
جلی سے غیبت آگ آکر چمن سرور کا جل گیا	ادھر آتش تلہ بان جوئی دھڑلے لگے تو ہل گیا
اگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سوہری رہی	
نہ کسی ڈرے چھپے کہیں نہ کسی خوف سے دیوید	کر خوشی ایسے ہر امن کہ مہو نہ ہو نہ ہو
ترے در عشق میں کیاں دل نہیو آسراج کو	اُسے کچھ کی خبر نہیں ہوا تو مثل ظہیر رو
نہ خطر رہا نہ خد رہا جو رہی تو بخیر رہی	
در امتیاز غافلان	
ہزاروں عاشق جانبا زوارا کہوں نہم ہونگے	جہان ہے جہانک ان کروں شاد و غم ہونگے
مگر حق یہ اپنی صفت کے مہن سب عدم ہونگے	کناروں و طرب بھی و مدد ہم ہونگے
نہ یہ چیلین نہ یہ دھوین نہ یہ چرچے بہم ہونگے	
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے	
اگر ہے بیش تو بہتر و گر نہ کم غنیمت ہے	تمہارا اب ہے جتنا احسن کا نام شیریں ہے
بھروسہ کچھ نہیں دم کا غریزہ و غنیمت ہے	ہمارا اوکھینا او عاشقی کا غنیمت ہے

	<p>نہ یہ چلمین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آوگیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے</p>	
<p>چمن میں چل کے بیٹھو اور اچھی جان نکالو اگلے لپٹو ہمارے اور بہن نہیں سسکے بوسہ دو</p>		<p>پیو بھر بھر کے ساغر تم بھی درکھو بھی پلوٹو اجل کا فطر طری ہے سر پہ آ دلدار سنتے ہو</p>
	<p>نہ یہ چلمین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آوگیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے</p>	
<p>ہار جی شہرگی ورتھارے عارض گلگون گھڑی بھر کیلئے ہم پاس کرو عیشِ قلوبون</p>		<p>غرض تم وقت کے لیل ہو پیارے اور غم خون کسی کہنے سننے پر نہ جاؤ دیکھو کہتا ہوں</p>
	<p>نہ یہ چلمین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آوگیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے</p>	
<p>انچھل لو کوہِ بوجہ تک یہ زور نلیو نہیں ہمیں لو ساتھ اور سیرین کرو بیٹھو کوئی گلیو نہیں</p>		<p>غیبت ہے وہی دم اب جو گدڑی رنگ لیں پھر گی پھر تو آخرین کی اُترتی خاک گلیو نہیں</p>
	<p>نہ یہ چلمین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آوگیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے</p>	
<p>جو آگے عاشق و مشوق تھے سب کے گل میں نہ قاتل میں نہ راہی و نہ اُتر قاتل کے سب میں</p>		<p>اجل کی تیغ سے دونوں کٹے اور گئے پل میں لو بس آ دلبرو تم بھی ہی بجان بودل میں</p>
	<p>نہ یہ چلمین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے میان اک دن وہ آوگیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے</p>	
<p>اگر تمہے ہمارے دلوں کو دکھ دے کے ترسایا غلط فہمی تمہاری یا کہ جسے تم کو سیکھلایا</p>		

غرض نہ تو اب بھی تمھیں آگے بھی سمجھایا	گیا جب وقت کا فراتھ سے پھر لاکھ آیا
نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے	نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے
کہو بھین چاندنی اور سیر دریا کی کرین جاگر یہی کہنے کو رہ جاو گیا آخر امی مرے دلبر	ہمارے اور تمھارے حق میں اتوڑ ہی بہتر کبھی بچے سے اکوڑھی کے پئین ساغر
نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے	نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے
پہن پوشاک نکمیں درہاے طہر میں بیٹھو فلک کب چین دیتا ہو مریجان پھر تو آخر کو	اگر برسات ہو یا ابر ہو یا منہ برستا ہو اداؤ ناز و غمزہ جو چلے کرنے ہوں سو کر لو
نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے	نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے
نغمیت میں طہانچ پیار کے اور چاہ کی لائین کمان پھر دن مزیکے اور کمان یہ عیش کی راتین	یا الفتن حق میں روان ناز کی گھاتین کب نہ میں نہیں سب ہو چکین چوں اشاراتین
نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے	نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے
نغمیت ہے ہماری اور تمھاری گرم بازی کمان پھر کمان پھر کمان کمان یار می	ہمیں ہے بقراری تمھیں ہر دم طہاری غضب کیا کہے آگے غرض آخر بنا چاری
نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے	نہ یہ چلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہون گے میان اک دن وہ آو گیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہون گے

کورے برتن کی تعریف میں		
کورے برتن میں کیاری گلشن کی	جس سے کھلتی ہے ہر کھلی تن کی	
یونہی پانی کی اُن میں جب کھنکی	کیا وہ پیاری صدا ہے سن سن کی	
تازگی جی کی اور تری تن کی		
واہ کیا بات کورے برتن کی		
پانی کی آپ اب بڑی ہے ذات	قطرہ قطرہ ہے جس کا آب حیات	
کورے برتن میں جبکہ آیا مات	پھر تو آب حیات بھی ہے مات	
تازگی جی کی اور تری تن کی		
واہ کیا بات کورے برتن کی		
وہ جو پانی کی کوری گولی ہے	وہی آنے کی مولی گولی ہے	
کیا ہی ٹھنڈی دوا کی گولی ہے	کیا کون گولی گولی گولی ہے	
تازگی جی کی اور تری تن کی		
واہ کیا بات کورے برتن کی		
یہ جو گولی کی بولیاں باندھیں	ہم نے پانی کی گولیاں باندھیں	
سونہی سونہی ٹھٹھولیاں باندھیں	دل نے پھولوں کی جھولیاں باندھیں	
تازگی جی کی اور تری تن کی		
واہ کیا بات کورے برتن کی		
کورہ پنہاری کا جو ہے شکا	اس کا جو بن کچھ اور ہی شکا	
نے گیا جان پاؤں کا کھشکا	دل گھٹے کی طرح سے دے ٹپکا	تازگی

	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
دل لگا ہونے کچھ کھڑکھوٹا جس نے دیکھا اسی کا دل لوٹا		کورے ٹھلیوں پہ دیکھ کر لوٹا گرچہ بوٹا وہ قد کا ہے چھوٹا
	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
کورے کوزوں کو دیکھ عالم میں جلیے ڈوبے ہوں پھول شبنم میں		کورے کوزوں کو دیکھ عالم میں یوں وہ رستے ہیں آپ کے نم میں
	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
وہ جو کور اسفید جھجھک رہا ہے تاش کنو اب یا مشجر ہے		وہ جو کور اسفید جھجھک رہا ہے بیل بوٹے سے اس جھمک رہا ہے
	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
موتی کی آب پانی پانی ہے دوستو یہ بھی بات مانی ہے		جس صراحی میں سر و پانی ہے زندگی کی یہی نشانی ہے
	تازگی جی کی اور تری تن کی واہ کیا بات کورے برتن کی	
یا کیسے عزیز مرتے ہیں		جتنے نذر و نیاز کرتے ہیں

جب کہ لا پھول پان دھرتے ہین	وہ بھی کوری ہی ٹھلیان بھرتے ہین
تازگی جی کی اور تری تن کی	واہ کیا بات کورے برتن کی
خاک سے جبکہ اُنکو گھٹتے ہین	بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہین
کورون پر پھول ہار چڑھتے ہین	حور و غلمان درود پڑھتے ہین
تازگی جی کی اور تری تن کی	واہ کیا بات کورے برتن کی
کورون پر جو نظیر جو بن ہے	جو جے مین کمان وہ کھن کھن ہے
جس گھڑو نچی پہ کورابا بن ہے	وہ گھڑو نچی نہیں ہے گاشن ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی	واہ کیا بات کورے برتن کی
یو دے اور گڑھ نیکہ کی لڑائی	
اک پودے کا حال عجب سننے میں آیا	تھا گھوٹا اک پٹیر اوپر اُس نے بنایا
اور پودنی اور بچون کو تھا اُس میں ٹھایا	قد میں تو وہ تھا پودنا بھوٹا سا کھایا
پر دل میں وہ گڑھ نیکہ سے ٹھہرا تھا سوایا	
کوے کو سمجھتا تھا وہ ال کھٹی کا بچا	اور چیل کو گشتا تھا وہ نا چیز تنکا
جگلے کو بچا کوے کا اور بری کو بھنگا	لگھڑی سے یہ کتا کہ تو ہے کیا ارہی چل جا
بنے تیرے لگھڑ کو ہے چکی مین اڑایا	
اک روز وہ سارے لگانے اچھلکے	جس پٹیر پہ ہم چھپے ہین ماتا ہے ماسر

سارے میٹن پوہنے سے یوں کہا جسکر	کیا بات تم ایسے ہی بھاری و تنادر
ہر پیر کو ہے بوجھ بھارے نے بلایا	
رہتا تھا وہ جس پیر یہ وہ پیر تھا برنا	آگے کہیں اس وقت میں اک لڑائی لڑنا
خوش آیا اُنھیں دان جو ہر گھاس کا چرنا	ٹھہرایا اُنھوں نے اُسی جنگل میں اُترنا
رہنے لگے وہ بھی اُنھیں صحر ا جو وہ بھلایا	
دان پودنی اور ارنی میں بنایا جو ٹھہرا	دن کو وہ گئے رہنے خوشی ہو کے اُسی جا
اور رات کو رہنے لگی وہ ارنی کے جا	خوش ہو کے گئی رہنے ہوا پیار جو گھرا
دونوں نے غرض خوب محبت کو بڑھایا	
اک روز وہ ارنی کہیں چرتی ہوئی تھی	اور آتے ہی اُس پیر سے بڑھاپی کھجالی
وہ پیر پودنی نے دھوم مچائی	ہو جاو گی اس بات سے مرد و عین لڑائی
اس تیرے کھجانے نے بہت ہلکوا ستایا	
ارنی یہ ہنسی سننے اور ارنے سے کھلایا	ارنا بھی ہنسا اور کہا جا پیر تو کھجا آ
اور آئی کھجانے کو تو یوں پودنا بولا	بد ذات یہ تیری نہیں تقصیر میں سمجھا
شاید تیرے ارنے نے تجھے ہے یہ سکھایا	
کل اسکی سزا پاو گیا ارناترا بد خو	جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دبو
آیا جہان سوتا تھا وہ ارناترا خوش ہو	دھر بیٹھ گیا کان میں باندھ اپنے پروں کو
پھر پھر کیا اور پردے میں بخون کو گڑایا	
ارنا لگا ٹکرائے کو سر شور مچا کر	ارنی گری اُس پودنی کے پانوں پر جا کر
جب پودنی نے اُسکے ترس چل چکا کر	جلدی سے نکالا اُسے آواز سا کر

گدیٹے اُس ہرن کا جو بیتا تھا وان بُرا	بائی اُسی نے اپنی بدی کی وہین سرا
تھا یہ تو شر میں نے سے نظم میں کیا	ہو نچا نظیر جب وہ خوشی ہو کے اپنی جا
اکوے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش ہوا ہرن	
ایضاً	
کی وصل میں دابر نے عنایات تو پھر کیا	یا ظلم سے دی جبر کی آفات تو پھر کیا
غصہ رہا یا پیار سے کی بات تو پھر کیا	گر عیش سے عشرت میں کٹی رات تو پھر کیا
اور غم میں بسر ہو گئی اوقات تو پھر کیا	
مجنون کی طرح دل کو اگر تھپنے لگا یا	بیچین کیا روح کو اور تن کو سکھایا
ولبر نے بھی یعلیٰ کی طرح گو کر بنجایا	جب آئی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا تو نہ پایا
تصویریں رہے حریت و حکایات تو پھر کیا	
جس شوخ پر نیر کی دل سے ہوئی جاہ	ہر روز ملے اُس کے رہے عیش کے ہمراہ
ہنسنا بھی ہوا باتیں بھی اچھٹی میں نہواہ	بجز بوس و کنار اور جو تھا اُسکے سوا آہ
گروہ بھی میسر ہوا بہات تو پھر کیا	
تھے وہ جو در و سل سے بہترین نازان	آخر کو جو دیکھا تو ملے خاک میں کیساں
حق آنکھوں کو ملنا ہو بھلا خاک کے درمیان	دوون اگر ان آنکھوں نے دنیا میں بچاں
کی نازا داؤن کی اشارت تو پھر کیا	
دنیا میں اگر کھو ملا سخت سلیمان	تا ب رہے سب جن و بری آدم و مرغان
جب تہج ہوا ہو گئی وہ پودنی سی جان	پھلڑ گئی اک آن میں سبشت و شان
لے شرق سے تلغزب لگا ہات تو پھر کیا	

دولت میں اگر ہم ہو دار اوسکندر	اور سات ولایت پہ کیا حکم سراسر
جب آئی اجل پھر نہ رہا تخت نہ افسر	اسپ و شتر و نیل و خر و نوبت و شکر
کر قبر تلمک اپنے چلا ساتھ تو پھر کیا	
سے پی کے اگر ہو گئے ہم مست خرابی	ہو ٹھون سے جدا کی نہ بھی سے کی گلابی
کی لاکھ طرح عیش کی مستی و خرابی	جب آئی اجل پھر وہیں ہاتھ بھاگے شتابی
زند و مین ہوے اہل خرابات تو پھر کیا	
عامل ہوے ہم لاکھ اگر نقش زلزلت	لوگوں کو بچا نیلے بھو تو گئے خلل سے
جب آئی اجل پھر نہ جلا زور اجل سے	دیون کو جو تعویذ و فتیلہ و عمل سے
اسخیر کیا عالم جنات تو پھر کیا	
پڑے علم ریاضی جو ختم ہوے دھومی	پیشانی مٹے وز بہرہ و برجیس کی چومی
آخر کو اجل سر کے اوپر آن کے گھومی	اس عمر دوز و زہ میں اگر ہو کے بخومی
سب جہان لئے ارض و سموات تو پھر کیا	
گر چہنے اطبا ہو طبابت کی قسم کی	چیز اور سوا طب کے سراخام کی کمی
جب تن کے اوپر گئے آڈال دی کلی	اک دم میں ہوا ہو گئے سب نظری و عملی
تھے یا وجو اسباب و علامات تو پھر کیا	
گراک پہ ہوا منصب و جاگیر کا نقشا	اور ایک کو مرمر کے ملا بھیک کا گھڑا
کیا فرق ہوا دونوں میں جب مرنا چھڑا	اسنے کوئی دن بھیج کے آرام سے کھایا
وہ مانگتا در و در پھر خیرات تو پھر کیا	
و نیامین لگا غفلت دور ویش سے تاشاہ	سب زر کے طلب کار میں ہا ہی ناماہ

مڑتا ہے کوئی مال پہ ڈھونڈتے ہو کوئی چاہ	دولت ہی کا ملنا ہے بڑی چیز نظیر آہ
ابا فرض ہوئی اُس سے ملاقات تو پھر کیا	
آدمی نامہ	
دنیا میں پاوشر ہے سو ہے وہ بھی آدمی	اور مفلس گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار ہے نواسہ سو ہے وہ بھی آدمی	نعمت جو کھارہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ہلکے چارہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
ابرار قطب غوث ولی آدمی ہوئے	انکار بھی آدمی ہو اور کفر کے گھر سے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے لیے	اتنی کہ اپنے زور و ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
فرعون نے کیا تھا جو دعویٰ خدائی کا	شہر ادھی بہشت بنا کر ہوا خدا
عمر و بھی خدا ہی کہتا تھا بر ملا	یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہ نہیں کیا
یاں تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی ہی نام ہے اور آدمی ہی نور	یاں آدمی ہی پاست اور آدمی ہی دھو
عقل آدمی کا حسن و قبح میں ہے یان ظہور	شیطان بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور
اور ہادی رہنا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یان میان	نبی ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خوان
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآن اور نماز یان	اور آدمی ہی اُنکی چورتے ہیں جوتان
جو انکو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی پہ جان کو وارے ہو آدمی	اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہے آدمی

جگڑی بھی آدمی کی اُتارے ہی آدمی	چلا کے آدمی کو پکارے ہی آدمی
اور مکے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہوئے کے مال	اور آدمی ہی مارے ہی پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہی اور آدمی ہی جل	سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی ہی شادی ہے اور آدمی ہیام	قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہیں خواہ مخواہ	دوڑے ہیں آدمی ہی تو مشعل جلا کے راہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار	اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی سوار
حقہ صراحی جو تیاں دوڑے بغل میں مار	کاندھے پر رکھ کے پالکی ہیں دوڑتے کنار
اور اسمین جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
بیسے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا	اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہنونا
کستا ہو کوئی کو کوئی کتا ہے لارے لا	کس کس طرح کی جین ہیں چیزیں بنانا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی ہی تھرے لٹے ہیں گھر گھر	اور آدمی ہی دیکھ اٹھیں بھاگتے ہیں در
چاکر غلام آدمی اور آدمی مزور	یاں تک کہ آدمی ہی اٹھاتے ہیں جاذور
اور جنے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
طبلے عجمے دائرے سازنگیان بجا	گاتے ہیں آدمی ہی ہر اک طرح جا بجا
رٹھی بھی آدمی ہی بجاتے ہیں گت لگا	اور آدمی ہی ناچے ہیں اور دیکھ مڑا

	جو نایج دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یان آدمی ہی لعل و جواہرین بے با	اور آدمی ہی خاک سے برتر ہے ہو گیا	
کالا بھی آدمی ہے کہ اُلتا ہے جون تو	گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند کا	
	بیشکل بد نما ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
اک آدمی ہیں جنکے یہ کچھ زرق برق ہیں	روپے کے اُنکے ہاتھوں میں ہونیکے فرق ہیں	
جسکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہیں	کھواب تماش شال و شالو نمین غرق ہیں	
	اور چٹھرون لگا ہے سو ہو وہ بھی آدمی	
اک ایسے ہیں کہ جنکے پیچھے ہیں پلنگ	بھولونکی سیج اُنپے چکنتی ہے تازہ رنگ	
سکھو ہیں بیٹھے پچھاتی سے مشوق شوخ تنگ	سو سو طرح سے عیش کرتے ہیں نگ تنگ	
	اور خاک میں پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
مرنے میں آدمی ہی کفن کرتے ہیں تیار	نہلا دھلا اٹھاتے ہیں کا ندھے پر کمر سوار	
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہیں روتے ہیں زار	سب آدمی ہی کرتے ہیں مرد کیے کار و بار	
	اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر	یہ آدمی ہی کرتے ہیں سب کار و پذیر	
یان آدمی مرید ہے اور آدمی ہی پیر	اچھا بھی آدمی ہی کما تا ہوا و نظیر	
	اور سب میں جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
	ایضاً	
دیکھ مک غافل چین کو گلہ نشانی پھر کمان	یہ بہا و عیش یہ شور جوانی پھر کمان	
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کمان	عیش کر خو با نمین ا دل شادمانی پھر کمان	

	شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کمان	
کچھ سے کچھ لوٹ خطا ان گلِ خوشی ذات سے	کچھ سے کچھ لوٹ خطا ان گلِ خوشی ذات سے	یہ جو بانگے گلبدن ملتے ہیں موسو گھات سے ایک دم ہرگز جلا مت ہو تو انکے سات سے
	آبِ جنت تو بہت ہو گا یہ پانی پھر کمان	
انکی تلخی میں نہ زروں ہیں بھری شیریںیان	انکی تلخی میں نہ زروں ہیں بھری شیریںیان	یہ جو کڑوے ہو کے ہلکواب جھڑکتے ہیں ان اٹھ کے جب تک اٹھا ایدل تو انکی غمیان
	پر یہ ٹھہری گالیان خوبان کی کھانا پھر کمان	
کر لے انکی خدمتیں ہر دم دلِ جان سبکیان	کر لے انکی خدمتیں ہر دم دلِ جان سبکیان	رہ وہیں اسے دل سداً محبوب سے ہیں ان جو تجھے دیوین سوئے اور غنیمت سکو جان
	ان پر زیاد و ان کے چھلوں کی نشانی پھر کمان	
اور بیان کر آگے اُنکے ہوں تجھ پر مشکلات	اور بیان کر آگے اُنکے ہوں تجھ پر مشکلات	ہو سکے بطور سب دوستوں کی واردات جس کٹری آئی تھا کوئی نہ پھر پوچھیکا بات
	مہربان جب اٹھ گئے یہ مہربانی پھر کمان	
عیش و عشرت میں اڑانے زندگی کی بزمیں	عیش و عشرت میں اڑانے زندگی کی بزمیں	اب جو آغاز جوانی کی بہار میں ہیں میان نشہ پیکر کوئی دم کرے تو سیر ہوستان
	و اعظا دنا صبح بکین تو انکے کتنے کونہ مان	
	و غم غنیمت ہے میان یہ نوجوانی پھر کمان	
کھا گکا ہر دم سہ سالی ناوکوں کی دل میں	کھا گکا ہر دم سہ سالی ناوکوں کی دل میں	ہو کے ہر دم غم و یوں کی محبت میں آبر وصف اب انکا جو کرنا ہے تو کرے لہزیر
	یہ غزل یہ ریختہ یہ شعر خوانی پھر کمان	

روٹیوں کی تعریف میں	
جب آدمی کے پیٹ میں آتی ہیں روٹیاں آنکھ میں پریرِ غن سے لڑاتی ہیں روٹیاں	چھوٹی نہیں بدن میں ساتی ہیں روٹیاں سینے اور پیٹ میں ہاتھ چلاتی ہیں روٹیاں
جب تھکے ہیں سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی سے جس کا ناک تلک پٹ ہوا دیوار بھانڈ کر کوئی کوٹھا اچھل گیا	گرتا پھرے ہے کیا وہ اچھل کود جا بجا ٹٹٹھا ہنسی شراب صنم ساتی اس سوا
اسو سوطح کی دھوم مچاتی ہیں روٹیاں	
جس جا پہ بانڈی چولھا تو اور تنور ہے چولھے کے آگے آج جو جلتی حضور ہے	خاق کی قدر تو نکا اسی جا طور ہے جب تھکے ہیں نور سب میں ہی خاص نور ہے
اس نور کے سبب نظر آتی ہیں روٹیاں	
آوے تو تنور کا جس جا زبان پہ نام وان سر جھکا کے کیچے ڈنڈوت اور سلام	یا چکی چولھے کا جہان گلزار ہو تمام اس واسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہیں مقام
سب سے اچھلے مکاؤں میں آتی ہیں روٹیاں	
ان روٹیوں کے نور سے سب لہیں بور بور پڑا ہر ایک اُسکا ہر فی و موتی جو ر	آٹا نہیں ہے پھلنی سے چھین چھین گسے نور ہرگز کسی طرح نہ بچھے بیٹ کا تنور
اس آگ کو مگر یہ بچھاتی ہیں روٹیاں	
پوچھا کسی نے یہ کسی کا مل فقیر سے وہ منے بولا بابا خدا تمہکو خیر دے	یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہیں کاہے کے ہم تو نہ چاند بھین نہ سورج ہیں جلتے
بابا ہمیں تو یہ نظر آتی ہیں روٹیاں	

پھر پوچھا اُس نے کیسے یہ ہے دل کا نور کیا	اسکے شاہدین سے کھلتا ظہور کیا
وہ بولا اُس نے تیرا کیا ہے شعور کیا	کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا
جتنے ہیں کشف سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی جب آئی پیٹ میں سو تیکھل گئے	گلزار پہوئے آنکھوں میں اوریش تل گئے
دو ترنوا سے پیٹ میں جب آئے ڈھل گئے	چودہ طبق کے جتنے تھے سب بھی کھل گئے
یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی نہ پیٹ میں ہو تو پھر کچھ جتن نہو	میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دلی خدا سے لگن نہ ہو	سچ ہو کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہو
امٹ کی بھی یاد دلاتی ہیں روٹیاں	
اب آگے جسکے مال پوسے بھر کے تھا جین	پورے بھگت انھیں کو صاحبِ کلال ہیں
اور جنکے آگے روغنی اور شیر مال ہیں	عارف وہی ہیں اور وہی صاحبِ کمال ہیں
کی چکائی اب جمعین آتی ہیں روٹیاں	
کپڑے کسی لالہ ہیں روٹی کے واسطے	لبنے کسی کے بال ہیں روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہیں روٹی کے واسطے	سب کشف اور کمال ہیں روٹی کے واسطے
جتنے ہیں روپ سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی سے ناچے بیاوہ قواعد دکھا دکھا	اسوار ناچے گھوڑے کو کا وہ لگا لگا
گھنگر کو باندھے پیک بھی پھرتا ہوا جتا	اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جا بجا
سو سوطح کے ناچ دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی کے ناچ تو ہیں سبھی خلق میں پڑے	کچھ بھانڈ بھیکتے نہیں بھرتے ہیں ناچتے

یہ رنڈ بیان جو ناچے ہیں گھونگھٹ کو مٹھو پلے	گھونگھٹ نہ جانو دوست تو تم زنیار اُسے
اس پر دے مین یہ اپنے کماتی ہیں روٹیاں	
وینا مین اب بدی نہ کمین اور نکوئی ہے	یا دشمنی دوستی یا تنہا رختی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے	سب کوئی ہے اُسی کا گھس ہاتھ دو باج ہے
ان کو رنڈ غلام بنا تی ہیں روٹیاں	
روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر	روکھی ہی روٹی حق میں ہماری شہد ہے
یا پتلی ہو دے موٹی خمیری ہو یا نسیر	اگھو نہ جوار باجرے کی جیسی ہونے نظر
اہلو تو سب طرح کی خوش آتی ہیں روٹیاں	
تر بوز کی تعریف مین	
کیون نہو سبز مرد کے برابر تر بوز	کرتا ہے خشک کلیجہ کے تین تر بوز
ولکی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تر بوز	جس طرف دیکھیے بہتر سے ہی بہتر تر بوز
اب تو بازار مین بکتے ہیں سراسر تر بوز	
کتنے ہیں کھاتے نراکت سے تراش میں دھر	تا کہ سینہ ہو خشک سروی میں ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پتے ہیں ٹھورے بھر بھر	کتنے عجون کو گھسکتے ہیں خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہیں کفایت سے منگا کر تر بوز	
مٹھے اور سرد ہیں اتے کہ ذرا نام لیے	ہونٹ چپکے ہیں جدادانت ہیں کر کر بجتے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے مین نے	کیا کو نہیں نہ مٹھائی مین دیکھیے نکلے
کوئی اولاکوئی مصری کوئی شکر تر بوز	
جیسے کل یار نے منگوا یا جو دے کر سپا	اُسکے ٹانگے جو لگائے تو وہ کچا کھلا ہے

دیکھ تیوری کو چڑھا ہو غضبش میں	کچھ نہ بن آیا تو پھر گھر کے یہ کنے لگا
کیون بے لایا ہے اٹھا کر یہ مرا سر تر بوز	
جب کہا میں نے میان یہ تو نہیں ہے کچا	اور کچا ہے تو میں پیٹ میں بیٹھا تو تھا
اسکے سنتے ہی غضب ہو کے وہ لال لنگارا	لاٹھی پاٹی جو نہ پاٹی تو پھر آخر جھنجھلا
کھینچ مارا مرے سینہ پہ اٹھا کر تر بوز	
کیون میان ہلو جو تم کرتے ہو لکڑی کھیرا	کوسنا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے بُرا
تم کو تو بڑ گیا مٹنے کا رتیوں سے مزا	جھوٹی قسمیں یہ مہر سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقدر تر بوز	
پیار سے جب ہے وہ تر بوز کبھی منگو اتا	چھلکا اُسکا مجھے ٹوپی کی طرح دے ہے پٹھا
اور یہ کہتا ہے کہ پھینکا تو چکھاؤں گا مزا	کیا کہوں یا رومین اُس شوخ کے ڈر کا مارا
دو رو دن رکھے ہوئے پھر تا ہوں سر پر تر بوز	
ایک بیدار دنگر ہے وہ کافر خو خوار	قتل کرتا ہے غریزہ و نکتہ تین لیل و نہار
کل مرا اُس کی گلی میں جو ہوا آگے گزار	اس طرح سر کے شہیدوں کا پڑا تھا انبار
جیسے بازار میں تر بوز کے اوپر تر بوز	
تھی جنہیں آگے ترے تندے ہونے لگے	آرزو ہی میں وہ بمر کے ہو خاک سیاہ
اُن شہیدوں کی بھی کچھ جھکو خبر ہے و امشد	بوسے لینے کی تمنا میں تہ خاک سیاہ
وہی حسرت زدہ اب نکلے ہیں بنگر تر بوز	
رات اُس شوخ سے میں یہ پہلی میں کہا	بھگی بکڑی کسے کہتے ہیں تباؤ تو بھلا
اس پہلی کے تین نکلے بڑی سوچ میں آ	جب نہ سمجھا تو کہا ہمارے اب تو ہی بتا

	سکے جب مین نے کہا اے مرے دلبر تر بوز	
اب تو اُس شوخ کا تر بوز ہی لوٹے ہو وہ تو ٹھنڈا ہو لے میرا جگر ہے ٹھنڈا	رونا کس طور نظیر اب نہ مجھے آوے بھلا بھانک بچوں کی بھری ہے وہ جُنت لگا	
	تب لیٹ جاتا ہے کیا پیار سے ہنس کر تر بوز	
	خمسہ بر غزل اصغر	
وہ رنگ کہین لعل بدخشان مین آیا تسلیم مین کہین وہ ز غلطان مین آیا	یا قوت مین الماس مین مرجان مین آیا جب حسن ازل پر وہ امکان مین آیا	
	بے رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا	
بوہو کے ہر اک پھول کی پتی مین بیا ہے موتی مین ہو آب ستاروں مین ضیا ہے	تنہا نہ ہا رہے ہی وہ شہرگ سے ملا ہے نزدیک ہے وہ سب جہاں سے بھلا ہے	
	جب چشم کھلی وکی تو پچان مین آیا	
کیا قمری دل سوختہ کیا بلبل نالان کیا باغ چمن خیتہ کیا زرخیا بان	سبکے یہی بات بچارین ہین ہر اک آن کل بھی ہی سنبل وہی نرگس وہی بچان	
	اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا	
کیا ارض و سما جو رملک دیو پری جتا کیا وحشی و طائر زنین اکرم کوئی اُس بن	ہر بات یہی بات یہی ذکر ہے ہر چین اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن	
	مذکور یہی آیت قرآن مین آیا	
ماٹی سے کہین خاک کا پتلا وہ ہوا ہے یا روج بن اُس خاک کے پتے گین گھاٹی	آپ ہی تو بنایا ہے اور آپ ہی وہ بنا ہے حرمت سے ملائکہ اُسے سجدہ کیا ہے	

	جسوقت کردہ صورت انسان میں آیا	
اور حال کہیں کرتا ہے لاشہ کے پیر بھاگ مطرب وہی آواز وہی ساز وہی راگ		اگر کہیں دیتا ہے وہ سینے میں لگا آگ جو اسکے شناسان ہیں ہی کہتے ہیں بھلاگ
	ہر راگ میں بولا وہ ہر اک تان میں آکا	
کیا سو سنی کیا کشمعی کیا ابیض و صفیر بے رنگ کے رنگوں کو ذرا دیکھو اصغر		کیا چمپی کیا پستی کیا اخضر و احمر اب مثل نظیر اس چمن دہر کے اندر
	سوطر کے عالم کے خیابان میں آیا	
	ولہ	
	در بیان شب برات	
چلیک چا قی حلوے سے ہے بھاری شب برات حرد و نکی روح کی ہے درگاہی شب برات		کیونکر کرے نہ اپنی نموداری شب برات زند و نکی ہے زبان کی مزیداری شب برات
	لگتی ہر سب کے دلوں غرض پیاری شب برات	
اگر کاہوا ہے چمکے وہ اُن سے ادھر رہیں اور ونگے ٹپکے حلوے چا قی کو گھور رہیں		شکر کا جگے حلو اہوا وہ تو پورے ہیں شکر نہ گھر کا جگے وہ پرکٹ لٹدے رہے ہیں
	انکی نہ آدمی پاؤ نہ کچھ ساری شب برات	
قند و نکلے حلوے روغنی نانین گھڑے زندہ بھی راہ تکتے ہیں مرد بھی ہیں گھڑے		دنیا کی دولتوں میں جو زردار ہیں بڑے ہونچانے خواں پھرتے ہیں نوکر کئی بڑے
	ان خوبوگی رکھتی ہے طیار می شب برات	
ادنا غریب کے تئیں یہ بھی محال ہے		تعلیان چا قی حلو کی تو سب میں چل ہے

کالے سے لڑکی لپٹی کر مٹھی کی مثالی ہے	بانی مکہ نہانڈی گیسو نکلی وٹی بھی لال ہے
کرتی ہے ایسی بھکیا سینہ داری شب برات	
اور مٹھو نکلی ہے یہ تمنا کی فاتحہ	دریا یہ جا کے دیتے ہیں بابا کی فاتحہ
بھیار کی نور یہ نانا کی فاتحہ	حلوائی کی دکان یہ دادا کی فاتحہ
یاں تک تو آنیہ لاتی ہے ناچاری شب برات	
اور شہین جتنے جیتے وہ مرد سے بھی کن کر	جلوے جاتی خوب ہی چمکتے ہیں بیٹھ کر
جو کا کوئی نہیں ہے وہ پھرتے ہیں دریا	اور ونکے لگتے پھرتے ہیں کوٹوں گھر گھر
انکی ہے کھاری تون سے بھی کھاری شب برات	
مرد جو دینے فاتحہ گھر میں جاتے ہیں	خلو اکمین اکمین وہ چپاتی اڑاتے ہیں
منسل سے یہ ملو سے تو منہ کو چھیپاتے ہیں	شکر کا حلوا سنتے ہی بس دھوکے جاتے ہیں
کہتے ہوئے یہ دل میں ابا باری شب برات	
بچوڑے سے لٹو تو بڑے ہر دم بنا کے جو	حاکم کا پیادہ کہتا ہے یوں سس تلخ ہو
کمرے پر بن بچا کے جو چاہو چھوڑو	چھپر چلاؤ گے تو دلاؤ گے گی صبح کو
تم سے چوڑے میں گنہگاری شب برات	
پھرتے ہیں عشق باز جوڑے کی گھات میں	ٹوٹا ہی ہے لگے دیتے ہیں لڑکے کے ہاتھ میں
نہتالی آگے چھوڑے ہیں لڑکے جرات میں	کیا زکیان سی چوڑے پہنی سنسکے ہاتھ میں
کرتی ہے کام انکے سے یوں جاری شب برات	
بھو جو بہار حج کے ہیں پاکباز یار	کلکاری چھوڑے ہیں جہان محبوب گلزار
کہتے ہیں انکو دیکھو کے آنکھوں میں کرکریا	کیا چاہے میان تعین ہت پھول اور لال

	تم پر تو آپ ہونی ہے اب داری شبِ برات	
ٹوٹے ہوئی سنگین اڑاؤ کے آتے ہیں	ٹوٹے ہوئی سنگین اڑاؤ کے آتے ہیں	کھینچ کر اپنے دم میں کین خرچ کھاتے ہیں زیرِ زریٹ پٹاٹے کین غل جاتے ہیں
	اگر تے ہیں پھر تو ایسی دھواں دھارشی شبِ برات	
اوپر سے اور ہوائی کی آکر پڑی جھڑی	اوپر سے اور ہوائی کی آکر پڑی جھڑی	اگر کسی کے سر پہ چھو نہ رنگی کڑی ہو گی گلے کا بار پٹاٹے کی ہر پڑی
	اگر تے ہیں پھر تو ایسی سنگاری شبِ برات	
چھاتی کسی کی جل گئی باہر میں کچھ	چھاتی کسی کی جل گئی باہر میں کچھ	چہرہ کسی کا جل گیا آنکھیں مٹ گئیں ٹانگیں بچیں کسی کی تو ان میں مٹ گئیں
	رکھے کسی کی وارھی پہ چنگاری شبِ برات	
کوئی دشمنوں سے دلا کٹا ہے اپنے تیر	کوئی دشمنوں سے دلا کٹا ہے اپنے تیر	کوئی دوست کو دل میں سمجھتا ہوا اپنے تیر کستا ہواں نظیر بھی آتش کی دیکھ تیر
	بے طرح کر رہی ہے نموداری شبِ برات	
	بیانِ خواب دیکھنے میں	
صحن چمن میں ابر کی آکر لگی جھڑی	صحن چمن میں ابر کی آکر لگی جھڑی	یار و زانو پر عجب سیر ہے بڑی پیکر شرابِ عیش کی ہر دم کڑی کڑی
	اُس خواب میں مجھے اک عمارت نظر پڑی	
دل میں پری کے باغ کا جھکوتین ہوا	دل میں پری کے باغ کا جھکوتین ہوا	اُن کی نظر جو جھکودہ نادر محل سرا جب اُس مکان کے پاس میں ٹوٹا ہوا گیا

	آیا جو دل میں دیکھیے چل کر کوئی گھڑی	
پہونچا میں جبکہ اُس چمن زلفشان میں	جھکے مکان جو اُسکے مرے آن آن میں	عالم سہرے پردہ نمین اور سائبان میں
	سوئیگی کان ہے کہ یہی پھرتی ہے پڑی	
گلشن کہیں ہوشیہ مرا کی کہیں بھام	فرش طلا کہیں کہیں کیسے شجرت کا کام	اتھی تقری ز زمین تو سہرے تمام بام
	گو یا کہ انیٹ انیٹ جواہر کی ہے جڑی	
رکھی جو میں نے ہے یہ کافری مہ لقا	اور پر نظر گئی جو مری سر سے تابا	صورت وہ قبر چاند سا ٹکڑا وہ بے بہا
	نقشہ وہ جسکے پاؤں پہ لوٹے پری پڑی	
خونریزا برو جان کی قائل ہر اک نگاہ	مژگان وہ بر جھپون کو لیے تل ہی سیاہ	سندھی اٹکلیوں کیے خون بے گناہ
	پڑ جائے جس سے دل میں فرشتوں کے ہر پڑی	
زلفین وہ مشک ناب سی چہرہ وہ چاند	جگنو رہا گلے میں ستارہ سا جگمگا	کینے کا وصف یا کہ بدن کی کہوں صفا
	گو یا شفق میں آن کے بجلی چمک پڑی	
رکھے تھی اُس گھڑی تو یہ عالم وہ حسین	شاید کہ اس طرح کی نہو گی پری کہیں	جس دن اکھر مری نگہوں نے وان جو میں
دل لوٹ پوٹ ہو گیا جان غش میں جا پڑی	دیکھی جو اُس بار کی کافروہ ناز میں	

کیا کیا کہو نہیں شوخ کے عالم بناؤ کا	تصویر بن رہی تھی لگا سر سے تابا
اُس دم بند رہی تھی اُسکی غضب آن کر ہوا	کافر کھڑی ہوئی تھی عجب عجب سے بن بنا
اک ہا تقدیر تھا آئینہ اک ہا تقدیر چھڑی	
دیکھی جو سینے دان یہ طلسمات کی ہوا	عالم جواہرات کا ہر جا جھمک رہا
اُسکے جھمک جھمک کی بہاریں کو نہیں کیا	چکا جو وہ مکان مری آنکھوں میں نور سا
حیرت سے عقل آن کے چکر میں جا پڑی	
ایسا مکان تو میں نہ دیکھا تھا نہ سنا	دیوانہ ہوں چاروں طرف دیکھنے لگا
چاہ کہ دیکھوں کوٹھے کے اوپر نظر اٹھا	اتنے میں اک طرف سے جو پردہ سا اٹھ گیا
بجلی سی کچھ چمک گئی آنکھوں میں اُسکھڑی	
اگر کھڑی ہوئی تھی جودان ناگمان وہ شوخ	لیتی تھی ہر نگاہ میں عاشق کی جان وہ شوخ
کچھ پلنگہ تھا کچھ آنکھڑیاں وہ شوخ	کرتی تھی سیر چاروں طرف کی جواں شوخ
اتنے میں پھرتی اُسکی نظر مجھ پر آ پڑی	
اُسکی نگہ کے آنے کا میں کیا کروں بیان	بجلی تھی یا کہ تیر تھی گولی تھی یا سان
سیری طرف کو دوڑ کر آتے ہی ناگمان	سیری نظر بھی دوڑ کے اُسکی نظر سے دلن
ایسی لڑی کہ خوب لڑی خوب ہی لڑی	
یار سے نظر کے لڑتے ہی کچھ کم ہوا حجاب	آفت کی آگے دو نون طرف سے کچھ منجاب
اتنے میں دیکھ دیکھ کے وہ رشک ہاتھ	اکبار کھلکھلا کے ہنسی اور اتر شتاب
کافروہ میرے پاس ہی آ کر ہوئی کھڑی	
کہنے لگی کہ تو نے بلا یا ہے کیوں مجھے	وہ خواب کو دعا کہ نہ پاتا تو یوں مجھے

چاہت میں اپنی موعبا ہوا دیکھا جون مجھے	ہنکر لپٹ گئے سے لگی کنوین مجھے
آس محل میں جل کے کرین عیش کھڑی	
اُس گلدستہ جبکہ ملی مچھو آ کے داو	مارے خوشی کے کچھ نہ ہی تن بدن کی یاد
کیونکر بھلا نہ عیش و طرب دل کو ہوا	میری تو اُس پر ہی سے ہی عین تھی مُراد
اُسنے ہی دلی کھلگئی ہر ایک پھل پھڑی	
پالا پڑا جو مجھ کو اُس آبِ حیات سے	جان آگئی بد نہیں مرے اُسکی بات سے
اکھڑ کوئے چڑھی مجھے کوٹھے پہ گھات سے	دو چار جام مچھو پلا اپنے ہات سے
سوناز سے پلنگ پہ مرے پاس آ پڑی	
آئیے اُسکے کھلگیا دل کا مرے چمن	عیش و طرب کے ہمیں پڑنے لگی بھون
نازک کمر وہ صاف شکم اور وہ ترن	گل سا ملا وہ مچھو نیا گد گد ابدن
رگ رگ میں میری چھٹ گئی عشت کی پھل پھڑی	
لے کر نبل میں اُسکو لگا یا جو بہن گلے	سو عشر تو نکلے دل پہ مرے کھل گئے درے
حاضر ہوئے جب اُن کے سبب شاد و فرہ	سینہ سے سینہ ملگیا اور لب سے لب ملے
لٹنے لگی بہارِ مزون کی دھڑکی دھڑکی	
ایر دھڑ تو جوشِ حسن اور دھڑن اور دھڑن	ٹانگوں و ادا کی ہونے لگی آ کے دھڑ دھڑن
اُن عشر توں میں آہ نصیبو نکو کیا کمون	چاہا میں اُس پر ہی سے جو کچھ اور کچھ کمون
اتنے میں ہاسے یا رمی آنکھ کھل پڑی	
یہ حادثہ جو مجھ پہ پڑا آ کے یک بیک	آنکھوں سے میری سگڑی آنسو ٹپ ٹپ
نیند اڑ گئی قرار گیا جل گئی پلک	جاگا کیا نظیر میں صبر آج تک

	کیا لگتی آنکھ وہ کہ جو اس شوخ سے لڑی
در بیان انعام ہاے خداے زمین و آسمان عز اسمہ	
اور درو اپنے دل کا کیو تو مت سنائے	اور دل کہین تو جا کے نہ اپنی زبان ہلائے مانگ سچ جبکہ ہاتھ سے تو پیٹ بھر کھائے
	غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
مالک ملک حتیٰ و تو انا قدیم ہے	قادر قدیر خالق و حاکم حکیم ہے و و نون جہان میں ذات اسی کی کریم ہے
	غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
رزاق کار ساز مردگار و ستار	ستار ذوالجلال خداوند کرم و گار انسان دیو جن و پری فیل و مور و گار
	غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
ہر بے نیاز مند و ناکام سپر ہی ناز ہے	کننے کے تین اگر چہ وہاں بے نیاز ہے جتنے ہیں بندے سب کا وہ بند و نیاز ہے
	غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
نے پائون پڑ کسی کے تو ایدل نہ جوڑ ہاتھ	اہل جہان ہیں جتنے تو لب لباب چھڑ ہاتھ

دو ہاتھ دے جتنے ہیں ان سب موثر ہاتھ	اُس سے ہی مانگ جسکے ہیں اب کو ٹوڑنا
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
اُسکے سوا کسی کے کئے گئے تو جانے گا	اس آبر و کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
شرمندہ ہو کے یونہی تو خالی پھینکا	بن حکم اُسکے یار تو ایک جو نہ پائے گا
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
نرسم و لعل دُر کو تو باری اُسی مانگ	صندوق مال و دھن چار اُسی مانگ
بیٹا بھی مانگتا ہے تجارے اُسی مانگ	کوڑی بھی گنتی ہے تو بیمار اُسی مانگ
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
گروہ دلا یا چاہے تو دشمن بھی للو لائے	اور جو نہ دے تو دوست بھی پھرانے چھپائے
بن حکم اُسکے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے	اگر چلو پانی مانگو تو ہر گز نہ کوئی پلائے
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے
زردار جب کو سمجھا ہے تو سیٹھ سا ہو کار	میسب اسی سے مانگیں ہیں و زلت بلار
ہر گز کسی سے سامنے مت ہاتھ کو ہٹا	پوری ترے اُسی کے دیے سے پڑ گئی یار
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار مالدار کے مت پھر تو اس پامں	محتاج ہو کے آپ وہ بیٹھا ہو جی کو اس
مان باپ یار دوست جگر سب ہو ہراس	ہر دم اسی کرم کی رکھ اپنے دل میں اس
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے	
عمرہ ہن جتنے خلق میں کیا شاہ کیا وزیر	اقتد ہی ہے غنی میان ہن اور ب فقیر
کیا گنج ملک و مال و مکان تاج کیا سر پہ	جو مانگتا ہے اُس سے ہی مانگو میان نظیر
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے	
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے	
در بیان مکائد اہل دنیا	
کیا کیا فریب کیے دنیا کی نظرتوں کا	مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثر دنیا کا
جب دوست ملے ٹوٹیں اسباب شفق و نکما	پھر کس زبان سے شکوہ اب کیجے دوست کا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا	
یان ملک نگاہ چو کی اور مال دوستوں کا	
گردن کو چڑچکا تو چور رات میں ہے	ٹٹ ٹٹ کی کچھ پھوپھو بات بات میں ہے
اُسکی بفل میں بہتی تیج اُسکے ہاتھ میں ہے	وہ اسکی فکر میں ہے یہ اسکی نگہات میں ہے
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا	
یان ملک نگاہ چو کی اور مال دوستوں کا	
عیار اور چھپو رانت اپنے کار میں ہے	اور صبح خیز یا بھی اپنی بہار میں ہے
تفریق جس مکان پر فکر سوار میں ہے	پیادہ غریب اسجا پھر کس شمار میں ہے

	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
اس راہ میں جو آیا سوار کنگے گھوڑا تینار ہانہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا	ٹھک سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا	سویا سر میں جا کے تو چور نے جھنجھوڑا
	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
کپڑے بٹل میں مارے اور لے لیا بوشالہ ہوتے ہی غافل اُسکو پھانسی میں کھنچ ڈالا		نامہ دان کو ہلا کر اک بھنگ کا پیالہ دانا ملا تو اُس میں گھول دھتورہ کالا
	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
پھر جیت گھر میں لاوے ہو کوئی سیاحترا کترے ہے جیب چڑھ کر باقی یہ جیب کترا		پیسے روپے اشرفی یاسیم زر کا پترا سیانہ بھی چوک کھائے یہ فن ہے وہ دترا
	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
کوئے نے وقت پا کر چڑیا کا پر گھسیٹا جو جسکے ہاتھ آ یا اُس نے ہی دھڑ گھسیٹا		چڑیا نے دیکھ غافل کپڑا دھڑ گھسیٹا چیلون نے مار نچے کوئے کا گھسیٹا
	ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا	
اور صید چاہے دانہ کھا کر کرے کٹالہ		صیاد چاہتا ہے ہو صید کا گزارہ

تاجو چڑھا تو اُس کا دانہ وہ کھا سٹا	اور کچھ بھی جال چو کا تو وہ مین چال مارا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا	یان تک بنگا ہ چو کی اور مال دوستون کا
ٹھکلا ہے شیر گھر سے گیزر کا گوشت کھانے	گیزر کی دھن بگا دے نو شیر کو کھکانے
کیا کیا کرے مین باہم مکر و غباہانے	یان وہ بجا نظیر اک جیکو رکھا خدا نے
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھکون کا	یان تک بنگا ہ چو کی اور مال دوستون کا
خمسہ غزل قدرت	
آہ یہ کس شعلہ رو سے طبع ابابوس ہے	جو پسند آسا جگر اس آگ کا فانوس ہے
اور چ غم کی طیش چہرے او مجربوس ہے	کسکی نیرنگی یہ برق شعلہ فانوس ہے
بزم مین تیری صنم جدم چشم تر گئے	مر گئے پھر جی اٹھے تڑپا کئے دکھ بھر گئے
دیکھ تیرے شقی مین کیا کیا ہوا اے گھر گئے	صبر و تسکین یان سے کوچ کب کا کر گئے
اب دواغ تنگ ہے اور رخصت ناموس ہے	
ہنشین احوال اپنا کوئی کیا تجھے کہے	آدیت سے گئے سودا ہوار سوا ہوسے
خود بخود یہ دل مین بخود اب خیال اٹھنے لگے	اکل ہوسل سطرچ سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے اور سر زمین روس ہے	
جائے جوان تو کس عشرت سے کیجے زندگی	مثل گل کے نہبت و نہرت سے کیجے زندگی
اگر سیر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی	سب طر سے راحت و شمت سے کیجے زندگی

	اس طرف آوازِ طبل اودھ صدا سے کون ہے	
یہ خیال خام اپنے دل میں باندھے تھے	کھل رہے تھے عیشِ عشرت کے طبیعت پرور	جب زبان و دل سے باہم سخن ہو گئے
	چل دکھاؤں تو جو حرص و آرزو کا مجوس ہے	
نہ وہ سحر الیسی نے باغ و بہار کی طرف	یا کنارا آب یا خرم بیابان کی طرف	ایک لکھی اکبار کی گور غریبان کی طرف
	جس جگہ جان تمنا سوطح مایوس ہے	
میں جو ان پہنچا تو اسجا ڈھیر دیکھے خاک کے	کوئی بے سایہ کدین سرا کہ کسی پر کیا کرے	انے میں عبرت کیڑ کر باقد میراثوں سے
	یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے	
یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت آفرین دی تھی خراج	یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت افلاک آواز تھاتا	یہ وہ ہے جسکا فرشتہ کو نہ ملتا تھا مزاج
	کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و انسوس ہے	
بہس یہ کہتا ہے نظیر اب ناکہ حکمت تجھ	اس مہض کی بے طرح لپٹی ہوا بخت تجھ	گر نہ بخشے شافع عشرت شفا قدرت تجھ
	عارضے سے تیرے توجیران جالینوس ہے	
	ولہ	
	شہر آشوب	
ہزار اب تو کچھ سخن کا مرے کار و بار بند	رہتی ہو طبع سوچ میں لیل و نہار بند	

دور یا سخن کی فکر کا سبب مٹی صاف بند	ہو کس طرح نہ منہ میں زبان بار بار بند
جب آگرے کی خلق کا ہور وزگار بند	
بے روزگاری نے یہ دکھائی ہو فلسفی	گوٹھے کی چھت نہیں ہو یہ چھائی ہو فلسفی
دیوار دور کے بیج سمائی ہے فلسفی	ہر گھر میں اس طرح سے پھرائی ہو فلسفی
پانی کا ٹوٹ جاوے ہو جون ایک بار بند	
کڑیاں جو سال کی ٹھن مین تو اگلے سال	ماپا قرض دام سے چھپر لیے ہن ڈال
چھونس اور ٹھٹھیرے اس کے ہن کے چکر ڈال	اس کچھرے پیوس ہے یہ ان چھرون کا حال
گویا کہ اُنکے بھول گئے ہن چار بند	
دنیا میں اب قدیم سے ہن رکابندوبست	اور بے زسی مین ہن رکابہر کا بندوبست
آقا کا انتظام نہ کر کا بندوبست	مفس جو فلسفی مین کرے گھر کا بندوبست
لمڑ کیے تار کا ہے وہ نا استوار بند	
کچرا نہ گھڑی بیچ نہ تھیلی مین زر رہا	خطرہ نہ چور کا نہ اچکے کا ڈر رہا
رہنے کو بن کو اڑ کا پھوٹا گھنڈ رہا	کھٹکھار بنا گئے کا نہ مطلق اثر رہا
آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند	
اب آگرے مین جتنے ہن سب لوگ ہن تباہ	آتا نظر کسی کا نہیں ایک دم تباہ
مانگو عزیز و ایسے بُرے وقت سے پناہ	وہ لوگ ایک کوڑ کیے محتاج اب ہن آہ
کسب و ہنر کے یاد ہن جنکو ہزار بند	
صرف بنیے جوہری اور سیٹھ ساہوکار	وہ تھے تھے سب کا نقد سوکھاتے ہن اپنے ہمار
بازار مین آڑے ہن پڑی خاک شمار	بیٹھے ہن یون و کانوں پانی و کان

	جیسے کہ چور بیٹھے ہوں قیدی قطار بند	
سوداگروں کو سود نہ ہو پارسی کو فلاح دلال کو ہے یافت نہ یازاری کو فلاح	بزاز کو ہے نفع نہ پساری کو فلاح دکھیا کو فائدہ نہ پسناری کو فلاح	
	یاں تک ہوا ہے آن کے لوگوں کا رنبد	
مارے ہین ہاتھ ہاتھ پاسبان کے تنکار کوٹے ہوتن لوہار تو پیٹے ہے سرسار	اور جتنے پیشہ دار ہین روتے ہین زارزار کچھ ایک دو کے کام کار و ناہین چار	
	چھتیس پیشہ والوں کے ہین کار و بار بند	
زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب بک گئے زر دار اٹھکے ہین تو نیلے سرک گئے	اور ریشمی قوم بھی یکسر چپک گئے چلنے سے کام تار کشونے بھی تھک گئے	
	اکیا ہال تپے کھینچے جو ہو جاوے تار بند	
بٹیمے بساطی راہ میں کی چلتے ہین تو مینے بھی ہاتھ ملتے ہین اور سر کو دھنتے ہین	چلتے ہین نان بائی تو بھر بھونچے بھنتے ہین روتے ہین وہ جو شروع دورانی بنتے ہین	
	اور وہ تو مر گئے جو بنے تھے رازار بند	
گر کاغذی کے حال کے کاغذ کو دیکھیے ردی قلم دوکان میں نہ ٹکڑے ہٹاٹ کے	مطلق اُسے خبر نہیں کاغذ کے بھاؤ سے یاں تک کہ نہ نی چٹھی کے لکھنے کے واسطے	
	کاغذ کا مانگتا ہے ہر اک سے اُدھار بند	
لوٹے ہین گرد و پیش جو قزاق راہ مار کو تو وال روئین خاک اُڑاتے ہین کچیلار	ہیو پارسی آتے جاتے نہیں ڈرے نہ مار ملاحونکا بھی کام نہیں چلتا میرے یار	
	نادین ہین گھاٹ گھاٹ کی سب وار پار بند	

ہر دم کمان گروئے اوپر بیچ و تاب بین	صحات اپنے حال میں غم کی کتاب ہیں
مرتے شبیہ ساز مصوّر کباب ہیں	آفتاب ان سبھوں سے زیادہ خراب ہیں
رنگ و قلم کے ہو گئے نقش و نگار بند	
حجام پر بھی یان تین ہے مفلسی زد	پسیا کمان جو سان پہ ہوا ستر و نکاشور
کانپے ہے سر جھگوتے ہوئے اسکی پوڑ	کیا بات ایک بال کٹے یا تراشے کور
یان تک ہے آسترے و نہر نی کی دھار بند	
لذت ہے جنکو حسن کے نقش و نگار سے	محبوب ہیں جو غنچہ دہن گلزار سے
آوین اگر وہ لاکھ طرح کی بہار سے	کوئی نہ دیکھے آنکو نظر بھر کے پیار سے
ایسے دلون کے ہو گئے آپس میں کار بند	
کوئی پکارتا ہے پڑا بھیج یا خدرا	اب تو ہمارا کام تھکا بھیج یا خدا
کوئی کہے ہے ہاتھ اٹھا بھیج یا خدرا	لے جان اب ہاری تو یا بھیج یا خدا
کیون روزی یوہین کی مرے پروردگار بند	
محنت سے ہاتھ پاؤں کے کورسی نہ ہاتھ لے	بیکار کب تلک کوئی قرض اُدھار کھا
دیکھوں جسے وہ کرتا ہے پروردگار ہاں	آتا ہے ایسے حال پہ رونما ہیں تو ہاں
دشمن کا بھی خدا نکرے کار و بار بند	
آمد نہ خادموں کے تین مقبروں کے بیچ	ابا مھن بھی سر شپتے ہیں بے ندر و گئے بیچ
عاجز ہیں ٹپٹنے والے بھی سب در سوکے بیچ	میران ہیں پر زادی بھی اپنے گھر و گئے بیچ
نذر و نیاز ہو گئی سب ایک بار بند	
اس شہر کے فقیر بیکاری جو ہیں تباہ	جس گھر پہ جاسوال وہ کرتے ہیں خواہ خواہ

بھوکے ہیں کچھ بھجائیو بابا خدا کی راہ	وان سے صدایہ آتی ہے پھر مانگو گیہ
کرتے ہیں ہونٹ اپنے وہ ہوشِ مسار بند	
کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ و تحریب	روز کیلے آج ہاتھ سے عاجز ہیں بے تحریب
ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آشامِ عنقریب	اٹھتے ہیں سب دوکان کے اکھر کے یا نصیب
قسمت ہماری ہو گئی بے اختیار بند	
قسمت سے چار پیسے جنھیں ہاتھ آتے ہیں	البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہیں
جو خالی آتے ہیں وہ قرض لیتے جاتے ہیں	یوں بھی نہ پایا کچھ توفیق نہ کو کھاتے ہیں
سوتے ہیں کر کوڑ کو اک آہ مار بند	
کیونکر بھلا نہ مانگیے اس وقت سے پناہ	محتاج ہو جو پھرنے لگی دربِ رسیاہ
یاں تک امیر زادے سپاہی ہوئے تباہ	جنکی جلو میں چلتے تھے ہاتھی گھوڑے آہ
وہ دوڑتے ہیں اور کی کپڑے شکار بند	
ہے جن سپاہیوں کے بند و ق و درسان	کر دیگا اسکے نام پہ چلکا ہے نشان
بند کیے بند نارتو بیتل کے ہیں کمان	اچا را پی روزی کا باعث سمجھکے ہان
رستی کے آئین باندھے ہیں پیادے سوار بند	
جو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گرو گھن	یا تیغ اور سپر کو لیے چوک میں پھر رہا
پیشک جو کتنا آوے تو کیا خاک کے کہیں	وہ پیش قبض تک کی پڑی روٹی میں
پھر اُسکا کون بولے وہ کچھ وار بند	
جتنے سپاہی یان تھے نہ جانے کدھر گئے	وہ کتن کے تین نکل گئے یا پیشتر گئے
ہتھیار بیچ ہو کے گد اگھر گھر گئے	جب گھوڑے بھلے والے بھی یوں بند

	پھر کون پوچھے اُنکو جواب ہے کٹار بند	
گھوڑ و نکی ہے لگام نہ اونٹوں کی ہے ہمار	یون ہر مکان میں آ کے اُترتے ہیں سو گوار	پھرتے ہیں نوکری کو جو بکر سالدار کپڑا نہ لتا مال نہ پرتل نہ بوجھ بھار
	جنگل میں جیسے دیتے ہیں لا کر اُتار بند	
روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانہ ہے	پیادے دوالی بند کا پھر کیا ٹھکانا ہے	ایسا سپاہ مرد کا دشمن زمانہ ہے تنخواہ نے طلب ہے نہ پینا نہ کھانا ہے
	در در خراب پھر نیلے جب نقار بند	
سب پر پڑی ہے آج کے روزی کی شکلات	روز کیے اب درخت کا ملتا نہیں ہے پات	جتنے ہیں آج اگر سے مین کار خانجات کس کس کے دکھ کی روئے اور کسی کیے بات
	ایسی ہوا کچھ آ کے ہوئی ایک بار بند	
وہ گھر نہیں کہ روزی کی نابودگی نہیں	اب اگر سے مین نام کو آسودگی نہیں	ہے کونسا وہ دل جسے فرسودگی نہیں ہرگز کسی کے حال میں بہودگی نہیں
	کوڑی کی آ کے ایسی ہوئی رہ گزرا بند	
کاتے کا نام اُنمیں نہیں پھول و کنار	کیاری میں خاک و پھول روش پر غبار	ہیں باغ جتنے یان کے سوائے پڑی ہیں خوار سو کھے ہوئے کھڑے ہیں درختان میوہ دار
	ایسی خزان کے ہاتھوں ہوئی ہے بہار بند	
غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبزہ ہر ابھرا	انے حوض میں ہے آب نہ پانی ہے نہ رکا	دیکھ کوئی چمن تو پڑا ہے اُجاڑ سا آواز قمریوں کی نہ بلبل کی ہے صدا
	چادر پڑی ہے خشک تو ہے آبشار بند	

بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ	ٹوٹی جو یلیان ہین تو ٹوٹی شہرِ نیاہ
ہوتا ہے باغبان سے ہر اک باغ کا بناہ	وہ باغ کس طرح نہ ٹٹے اور اُجڑے آہ
جس کا نہ باغبان ہو نہ مالک نہ خار بند	
کیون یار و اس مکانین یہ کیسی جا ہوا	چغلی سے ہوش کسی کا نہیں مجباً
جو ہے سوا س ہو این ہے دیوا دور ہا	سودا ہوا مزاج نہ مانہ کو یا خدا
تو ہے حکیم کھول دے اب اسکے چار بند	
جو میری حق سے اب یہ دعا شام اور سحر	اگر آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر
سب کھاوین پیوین یاد رکھین اپنے اپنے گھر	اس ٹوٹے شہر پہ بھی اتنی تو فضل کر
کھلجاوین ایک یار تو سب کار و بار بند	
عاشق کھوا سیر کھوا گرے کا ہے	ملا کھو دہیر کھوا گرے کا ہے
مفلس کھو فقیر کھوا گرے کا ہے	شاعر کھو نظیر کھوا گرے کا ہے
اسوا سٹے یہ اُس نے لکھے پانچ چار بند	
شہر اکبر آباد کی تعریف میں	
شہر مکان میں اب جو ملا ہے مجھے مکان	کیون نہ اپنے شہر کی خوبی کروں بیان
دیکھی ہین آگرہ میں بہت ہنسنے خوبان	ہر وقت اس میں شاد رہے ہین جہان تہان
رکھو اتنی اُسکو تو آباد جاودان	
ہر صبح اسکی رکھتی ہے وہ نور گستری	شہر نہ جسکو دیکھ کے ہو عارض پری
ہر شام بھی وہ شک ملاحت سے بھری	یہی کی بعد کرنے سکے جسکی ہم سری
دن روئے مہر طلعت و شب زلف ہوشان	

باغات پُر بہار عمارات پر نگار	بازار وہ کہ جبہ چین دل سے ہونگار
محبوب و نفرب گل اندام و گلزار	گلہن کین ہین آپ کو گلزار پربار
کو جے کین ہین اپنے تئیں صحن گلستان	
آب و ہوا کے لطف کوئی کیا کیا اب کہے	دیکھو جد صرا و صر گل عشرت ہین کھل رہے
ابہ صر کو تھہ ہین تو اود و صر کو چھجے	اشجار باغ و شہر وہ سر سبز لہلہ
سبز وں کو جگے دیکھ کے حیران ہوا آسمان	
ہر فصل میں وہ ہوتے ہین پاکیزہ و بہا	دیکھ تو پھر نبات سے کچھ بن نہ آوے بات
شہد اپنے آٹھ پھر لگائے رہے گھات	قند و شکر بھی دل سوندھ ہونے لں درات
رہتے ہین مینے کے وصف میں ہر دم شکر نشان	
بحر چین کو دیکھو تو جیسے چین کی نہر	لاکھوں بہارین رکھتی ہوا ایک پت کالی
کوئی نہا وے اور کوئی ٹنڈ و صکو و شاہر	اُسیر جوم رکھتے ہین یون ساکنان
شمشاد سرو ہوتے ہین جون نہر پر بیان	
گریبان کے پیرنے کا کروں وصف میں قلم	تو بحر صفو بیچ لگے پیرنے قلم
پیرے ہین اس روش کی بہار و سن بھوم	سو سو چین بھرے ہوئے شبنم کے مبدوم
جاتے ہین پر نظر وہین دریا کے درمیان	
اہل شنا جو کرتے ہین سو سطح شنا	لہرین نشاط و عیش کی اٹھتی ہین لینا
ملتا نہیں کنار کچھ عشرت کے بحر کا	ساحل پہ جوش خلق سے ملتی نہیں بہا
ہوتا ہے وہ ہجوم بھی اک بحر بیکران	
یار و عجب طرح کا یہ دھب ہے مقام	ہوتے ہین ایسے کتنی خوبی اذہا

ہر طور دل رہے ہو خوش و طبع شاد و کام	میری نظیرِ دل سے ہی ہے دعا و نام
ہنستا رہے یہ شہر بعد امن اور امن	
کنگڑے اور پتنگ کی تعریف میں	
یاں جن دنوں میں ہوتا ہی آنا پتنگ کا	ٹھہرے ہر مکان میں بنا پتنگ کا
ہوتا ہے کثرتوں میں گنا پتنگ کا	کرتا ہے شاد دل کو اڑانا پتنگ کا
کیا کیا کمون میں شور مچانا پتنگ کا	
اڑنا دوبار کا ہے وہ شوخی کی نگاہ	دیکھ تو باز جبرے کو ہوا کی دل سے چاہ
شکرے کی باز آوے نہ اچا کبھی نگاہ	بحری کے بھی دیکھ یہ کہتے ہیں واہ واہ
ایسا ہے ناز و حسن دکھانا پتنگ کا	
ہر لحظہ اس بہار سے اڑتا ہے لہرا	بلبل سمجھ کے گل جسے ہو جاوے مبتلا
گھائل کے اڑنے کی بھی صفت ابھیوں کیا	گھائل جو عشق کے ہیں یہ کہتے ہیں بڑا
ہے دلمین خوب شوق بڑھانا پتنگ کا	
اڑنا لنگوٹے کا ہے ایسا کچھ اچھ اچھ	گوشے سے جسکو دیکھتے آوے لنگوٹ بند
اور چاند تار کی بھی چمک چاند سے جلیقہ	اڑنا ہاٹریے کا بھی ہے اس قدر بند
اُکھڑے تو پھر فلک پہ ہو یا نا پتنگ کا	
تکے کے اڑنے میں بھی وہ خوبی ہے آشکار	مچھلی ننگہ کی دیکھ کے ہو جسکو بقرار
تپے کے مول کا بھی ہونا ہے خوش نگار	دھیر بھی ابلقے کو چڑاتا ہے بار بار
چنچل بن اس قدر ہے جانا پتنگ کا	
اڑنا گھریے کا بھی میں کیا کروں بیان	دیکھیں درخت پر جسے چڑھ کر گلہ بیان

اور ہے دو دھاریے کی بھی کچھ اور آن	حیران ہو جس تیغ نگاہ پر سی خان
پھر کس طرح نہ دل ہو وانا پتنگ کا	
اڑتا ہے اس طریق سے وہ بچوانگ	ہوتا ہے جیسے گوہر دل دیکھ کر شار
نہ بوزیے کی کانپ کا جھکنا یہ لال دار	اور پندری پان کی بھی کچھ اس طو کی ہمار
گو یا ہو زمین گل ہے کھلا نا پتنگ کا	
بنا بھی اپنی دیتا ہو جسوت خوبی کھول	نکلے ہین واہ واہ کے ہر گز نان گول
اور ہے دو کوئی کی بھی اک اک ادا مول	اڑتا ہو گل سے میں بھی شیرازی کا غول
جمد ہے نوک جھوک نکلنا پتنگ کا	
چپکے بھی وصف کرنے میں چپکار نہیں کیا	شرمندہ ہو کہو تر چپ جس سے دائما
غالب ہو گلڑی اڑنے پہ ٹکری کامرتبا	جو کئے چغیلین ہوں اڑے جبکہ چو کھڑا
اس زور سے ہوا پہ ہے حانا پتنگ کا	
اڑتے ہین اس عجم سے کنکوے چمکے	کو اکپڑنیسے گویا توے ہین اڑ رہے
جھوٹی بھی تھک لسی کہ رخ سے نقط اڑے	چھجاو ہی سنڈھاؤن میں کچھ اس قدر بڑے
لازم ہے گر کمین انھیں نانا پتنگ کا	
پتلی کر کو موڑے ہین جسوت کج کلاہ	باہین دراز کرتے ہین بچھت خواہ خواہ
یہ شکل دیکھ کر کوئی کہتا ہے واہ واہ	اب سرف لڑے گی بھلا کا ہے کو گاہ
دل میں تو کھپ رہا ہو لڑا نا پتنگ کا	
لاتا ہے پھر بھار کے نکل جو اپنی دان	کہتا ہے کوئی اُن سے خبر دار ہو بیان
اب بچ پڑنے کو ہین نہ اتنی ٹھمکیاں	گہرا کے کئے اسکے تر پھیتے وہ میر جان

	اچھا نہیں ہے مُفت کٹنا تپنگ کا	
رہ رہ اسی طرح سے نہاب بچے وکیل کو پھر ایک رگڑا دیکے ابھی اسکو کاٹ دو		گر بیچ پڑ گئے تو یہ کہتے ہیں دیکھو پہلے تو ان قدم کے تئیں اور میان رکھو
	ہیگا اسی میں فتح کا پانا تپنگ کا	
وو دو ہزار دوڑتے ہیں جھوٹے اور بڑے جب اس طرح کی سیر بھلا آنکر پڑے		کٹتا ہے جو تپنگ تو پھر لوٹے اُسے کا غد ذرا سا ملتا ہے یا ٹکڑے کانپ کے
	پھر سوچئے تو کیا ہے ٹھکانا تپنگ کا	
ہوتے ہیں دیکھ شا و جسے خردا و کیر خوبان کچھ دیکھنے کے لیے کیلیانِ نظیر		اس آگے میں یہ بھی تماشا ہے دلپذیر کیونکہ دل تپنگ کی ہوڈور میں سیر
	ہے یہ بھی ایک طرفہ ہانا تپنگ کا	
	کبوتر بازی	
اور شوق کے طائر سے ہیں انبا کبوتر دلت سے جو سمجھیں ہمیں ہمارا کبوتر		ہیں عالم بازی میں جو تھما کبوتر بھاتے ہیں بہت اہکو یہ طائر کبوتر
	پھر ہمے بھلا کیونکہ رہیں باز کبوتر	
صورت میں پر یوار تو سیرت میں شہر میں پرداز میں ہر شہر عقائے نظر ہیں		حیوان ہیں گو پر عجب انداز کے پر ہیں آواز سے واقف ہیں اشاروں سے خبر ہیں
	کیا گوئے ہوں اور کیا ہوں گرہ باز کبوتر	
چنڈ وال کن لال بے الجھے طوط طائر ہیں غرض بازی شغال کے جتنے		کیا بلبل و قمری و چپے پڑی و پڑے کیا طوطی و مینا و بے تیر و شکوے

	کی غور تو ہین سب سے سوا فراز کو تر	
ہین بھری اور کاہلی تعمیرازی نثار طاؤسی کل پوٹے نیلے گلی تھپتھر	چو یا چندن و سبز مکھی شسترا کر تارونکی وہ انداز نہیں بامِ فلک پر	
	جو کرتے ہین چھتری کے اوپر ناز کو تر	
لےتے ہین ادھر اپنی کساوٹ کو دکھاتے ہین جو گئے بھی رنگ کئی جوگ کے لاتے	جتے ہین اُدھر سمیری اپنی جتاتے پریون کے پرے دیکھکے ہین چنچ میں آتے	
	جب حلقہ زمان کرتے ہین پرواز کو تر	
کھیری و پیٹ وچ و تفتی و کھرے کچھ کا برے تیرے مٹی ہوئی دیکھے	زرچے وہ گال نکھ اور مال نکھ اووی و زرد پھرتے ہین ٹھمکال سناتے ہین خوشی سے	
	کیا کیا وہ غمِ غون کے خوش آواز کو تر	
سیاہی اور گھاگھری بنو لی پان لال بھورے مکھی تان بڑے پیر بھی خوش حال	کچھ اگر نی اور سڑی اور عنبری و خال پھر سیرے اور کاسنی ٹوٹن بھی سبکبال	
	اُکھوے ہین گرہ دل کی گرہ باز کو تر	
لوکر کے جدھر کے تین چھپی کو ہلاوین گٹھی کو نہ پھڑکاوین تو پھر نہ کو نہ آوین	کچھ ہوئے غرض پھر وہ اُسمیت کو جان چھوڑا نکھو فطیر اپنا دل بکس لگاوین	
	اپنے تو لڑکین سے ہین دمساز کو تر	
	ہولی کی بہار میں	
جھاگن رنگ چھکتے ہین تب دیکھ بہار میں ہولی کی پریون کے رنگ دیکھ ہو تب دیکھ بہار میں ہولی کی	اور دن کے شور کھرتے ہوں دیکھ بہار میں ہولی کی ساغری کے چھکتے ہوں دیکھ بہار میں ہولی کی	

	محبوبِ نغمہ میں جھکتے ہوں تب دیکھ بہار میں ہولی کی	
کچھ بھیکے مان میں ہوں کی کچھ ناز وادائی و سنگ بھر کچھ طبلہ بھر کین رنگ بھر کچھ عیش و دم بھر کچھ بھر		ہو ناچ رنگیلی پر یوں کاٹھیے ہوں گا درگاہ بھر دن بھولے دیکھ بہار دن کو اور کا نو فرنگ بھر
	کچھ گھنگر و تال جھکتے ہوں تب دیکھ بہار میں ہولی کی	
وہ سب سامان مہیا ہو اور باغ کھلا ہو خوبوں کا عیشِ مکر کے عالم میں ان لکڑاٹھرا مجھوں کا		سامان جہان تک تیار اس عشرت کے مطلوبوں کا ہر آن شراب میں ڈھلتی ہوں اور ٹھہر ہو رنگ و دوکھا
	کچھ دن پر رنگ چھڑکتے ہوں تب دیکھ بہار میں ہولی کی	
ہر آن گھڑی گت بھرتے ہو کچھ کھٹ کھٹا کچھ کھٹا کچھ کچھ شمع کمر تکی کچھ ہاتھ چلے کچھ تن بھر کے		اور ایک طرف دل لگی کو محبوب ٹھونکنے لڑکے کچھ نارنجیاؤں لڑ لڑکے کچھ ہو گی دین لڑکے
	کچھ کا فرین شکستے ہوں تب دیکھ بہار میں ہولی کی	
اس نچلے کھینچ گھسیٹنے اور بھڑوڑ دیکھا کچھ ہو لڑ بھڑ کے نظیر بھر کھلا ہو کچھ پرین بھر بھر ہو		یہ دھوم مچی ہو ہولی کی در عیش مریکا کچھ ہو مچو شہزاد میں تلخ مزا اور نکلیا سلفا لکڑا ہو
	جب ایسے عیش مہکتے ہو عتاب دیکھ بہار میں ہولی کی	
	در مذمتِ دنیا و دنیاے دون	
یاں مال کیسیکا میٹھا ہے اور چیر کیسی کھٹی ہے جب بکینا خوب آخر کو نہ چوٹھا بھارتے بھٹی ہے		میٹھو عجب ہے دنیا کی اور کیا جس کھٹی ہے کچھ کیتا ہے کچھ بھٹتا ہے کچھ اٹھلی بھٹی ہے
	غل شور مہولہ آگ ہو اور کچھ پانی مٹی ہے ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی ٹی مٹی ہے	
کوئی لڑے نہ پنے ہو کوئی لڑے ہی ڈھے جا تا ہو		کوئی تاج خریدے نہ کسی سر کوئی تخت کھڑا نہ ہو

کوئی بھائی باپ چھانا نا کوئی دادا پوتا کا تاں	جب دیکھا خوب تو آخر کوئے رشتہ ہونے نا تا ہے
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی مٹی ہے
کوئی پھول کے بیجے مسند پر کوئی سُرگونی دکن کو	کوئی بولے اپنا مجھے لو اور میرا ہو سو بھگدو
کوئی لڑتا ہر کوئی مڑتا ہر کوئی جھگڑتی لڑتی کو	جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک دینا دو
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی مٹی ہے
رمال بخومی عامل ہو اور فاضل مٹا سنا ہو	کوئی عاقل کامل ہو نا کوئی مست ٹرا دیوانا ہو
تو نید ظلیتا نا فال فسون اور جادو نہ لانا ہے	جب دیکھا خوب تو آخر کو سب جلیک رہا نا ہے
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی مٹی ہے
کوئی لوٹے کو بچے کلیں مین تیار کسی کا ڈیرا ہے	کوئی باغ گنواں نہوتا ہے اور گھیر سکی گھیرا ہے
نت قضیہ جھگڑے رہتے ہین یہ میرا یہ تیرا ہے	جب دیکھا خوب تو آخر کوئے تیرا ہونے میرا ہے
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی مٹی ہے
کوئی ٹوپی ٹوپ بنا تا ہر کوئی بانہہ پھر آتا ہے	کوئی صاف برہنہ پھر تیار نہ کپڑا نہ پاجامہ ہے
کنجا ب گزنی ورگاڑی کانت قصہ ہم ہنگامہ ہے	جب دیکھا خوب تو آخر کو نا پگھڑی ہر نا جامہ ہے
غل شور بولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی مٹی ہے

اب کس کا رنگ بولائیے اور کس کا رنگ بولائیے	اکدم کی پٹھانگی ہو یا بنوہ مزاج چر جائیے
یہ سیر تماشے دیکھ نظیر اب جائیے	کچھ بات نہیں بن آتی ہے چپ چاپ چلی جائیے
غل شور پولا آگ ہوا اور کچھ پانی مٹی ہے	
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دیکھو گے کی سی ٹی ہے	
خوشامد کے بیان میں	
دل خوشامد سے ہر گھٹن کا کیا راضی ہے	آدمی جن و پری بھوت بلا راضی ہے
بھائی فرزند بھی خوش باب چار راضی ہے	شاد و مرغنی شاہ و گد راضی ہے
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے	
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے	
اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجیے	اور نہ ہو کام تو اُس ڈھب کی خوشامد کیجیے
اولیا انبیا اور رب کی خوشامد کیجیے	اپنے مقدر و غرض سب کی خوشامد کیجیے
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے	
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے	
چار دان جو خوشامد سے کیا کھجکے سلام	وہ بھی خوش ہو گیا اپنا بھی ہو کام میں کام
بڑے عاقل بڑے دانے نکالا ہے یہ دام	خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے	
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے	
پیار سے چڑھیے جسکی طرف ہاتھ چو آہ	وہیں خوش ہو گیا کرتے ہی وہ ہاتھ چو آہ
غور سے نہنے جو اس بات کو دیکھا و اللہ	کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ

	<p>جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے</p>	
<p>عیش کرتے ہیں وہی جنکا خوشامد کلہاڑی ہاتھ آتا ہو خوشامد سے مکان ملک و تاج</p>		<p>جو نہیں کرتے وہ رہتے ہیں ہندو محتاج کیا ہی تاثیر کی اس نغہ نے پائی ہر رواج</p>
	<p>جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے</p>	
<p>خوب دیکھا تو خوشامد کی بڑھتی ہے مان خوشامد کے سبب چھاتی لگا لیتی ہے</p>		<p>غیر کیا اپنے ہی گھر پرچ یہ نیکویتی ہے تانی دادی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے</p>
	<p>جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے</p>	
<p>بی بی کہتی ہو میان آترے صدرتے جاؤں خالہ کہتی ہے کہ کچھ کھا ترے صدرتے جاؤں</p>		<p>ساس بولی کہیں مت جا ترے صدرتے جاؤں سالی کہتی ہے کہ بھتی تو صدرتے جاؤں</p>
	<p>جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے</p>	
<p>آپڑا ہے جو خوشامد سے سروکار اسے آشنا لٹے ہیں اور چاہے ہیں سب اڑتے</p>		<p>دوسو ٹرہتے پھرتے ہیں اُلفت کے خریدار اسے اپنے بیگانے غرض کرتے ہیں سب پیار اسے</p>
	<p>جو خوشامد کرنے خلق اُس سے سدا راضی ہے حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے</p>	
<p>روکھی اور روغن لکبی کی خوشامد کیجیے ٹان بانی و کبابی کی خوشامد کیجیے</p>		

ساقی و جام شرابی کی خوشامد کیجے	پار سارند خرابی کی خوشامد کیجے
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے	حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے
مردوزن طفل و جوان خرد و کلان پر فقیر	جتنے عالم مین ہین محتاج و گلاشاہ وزیر
کبے دل ہوتے ہین پھنڈین خوشامد کے امیر	تو بھی دانشور بڑی بات یہ کہتا ہے فیضِ نظر
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے	حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے
تاج گنج کے روضے کی تعریف مین	
یار و جوتاج گنج بیان آشکار ہے	مشہور اسکا نام بہ شہر و دیار ہے
خوبی مین سب طرح کا اسے اعتبار ہے	روضہ جو اُس مکان مین دریا کنار ہے
نقشہ مین اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے	
روئے زمین پہ یوں تو مکان خوب بیان	پر اس مکان کی خوبیان کیا کیا کروں بیان
سنگ سفید سے جو بنا ہے قمر نشان	ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان
جس سے بلور کی بھی چمک شر سار ہے	
گنبد سے اسکا زور بلند سی بہرہ مند	گرد اس کے گزبان بھی چمکتی ہوئی ہین چند
اور وہ کلس جو ہے سر گنبد سے بلند	ایسا اہلال اُس مین سنہرا ہے پسند
ہر بار جسکے خرم پہ مہ نوں سار ہے	
گنبد کے نیچے اور مکان ہین جو اُس پاس	وہ بھی بزمِ گیم چمکتے ہین خوش اساس
بزمِ یون کنگ مین یہ ہے تہہ و تہ کو نہ جی واس	آتی ہے ہر طرف سے گلشن کی باس

	ہوتا ہے شاد اُس میں جو کرتا گذار ہے	
ہین ہین مکان کے وہ دو قدین جوان سنگین گل جو اُس میں بنائے ہین نشان	گردان کے ایک جالی مجھے در نشان پتی کلی سہاگ رگ و رنگ ہے عیان	
	جو نقش اُس میں ہے وہ جو اہر نگار ہے	
دیوار و تیر ہین سنگ میں ناز کو نگار دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار	آئینے بھی لگے ہین مٹی ہو تابد ار ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینا اُس کے چار	
	چار و ن سے طرفہ اوج کی خوبی دو چار ہے	
پہلو میں ایک برج بے کتے ہین اُسے مسجد ہے ایسی جسکی صفت کس سے ہو سکے	آتے نظر ہین اُس سے مکان دور و کد پھر اور بھی مکان ہین ادھر اور ادھر کھڑے	
	دروازہ کھان بھی بلند استوار ہے	
جو صحن باغ کا ہے وہ ہے دلکش و سوا ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا	آتی ہے حسین گلشن فردوس کی ہوا ہلتی ہین ڈالیاں بھی ہر گل سے جھوٹتا	
	کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے	
سرو سی کھڑے ہین قرینے سے نستران راہیل سیوتی سے بھرے ہین چمن چمن	کو کو کرے ہین قمریان ہو کر شکن گلنار لالہ و گل و نسیم نستران	
	نوارے چھٹ رہے ہین روان جو بار ہے	
وہ تاجدار شاہ جہان صاحب سریر جو دیکھتا ہے اُس کے یہ ہوتا ہو پذیر	بنوایا ہے انھوں نے لکاسیم وزیر کشیر تصرف اس مکان کی مین کیا کیا کون نظر	
	اسکی صفت تو مشترک روزگار ہے	

در حمد الہی

آلہی تو غفار ہے اور رحیم	آلہی تو فیاض ہے اور کریم
نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم	مقدس معلیٰ منزہ عظیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم	
کیے ہیں جہان میں وہ نقش و نگار	ترے حسن قدرت نے یا کردگار
تیرے میں ہیں دیکھ کر بار بار	پہنچتی نہیں عقل انھیں ذرہ دار
ہیں جتنے جہان میں ذہن و فہم	
بخوم انہیں کیا کیا درخشان کیے	زمین پر سموات گردان کیے
عبان بحر سے دڑ و مرجان کیے	نباتات بچہ نمایان کیے
حجر سے جو اہر بھی اور زر و سیم	
عنا دل بھی اور قمری و کبک سار	شگفتہ کیے گل بہ فصل بہار
طراوت سے خوشبو سے ہنگام کار	بر و برگ و نخل و شجر شاخسار
ردان کی صبا ہر طرف اور سیم	
جو کچھ حصر ہو دے تو جاوے کہا	بیان کب ہو خلقت کی انواع کا
شرف ان سیمین انھیں کو دیا	خصوصاً نبی آدم خوش لقا
ہے اسلام و ایمان و دین قدیم	
عبادت اطاعت نگو منزلت	عطا کی انھیں دولت معرفت
تمیز و سخن خلق خوش مکرمت	حیا حسن و الفت ادب معلوت
فراوان دیے اور ناز و نفیس	

تیرا شکر احسان ہو کس سے ادا کیے اور الطاف بے انتہا	ہمیں مہر سے تو نے پسرا کیا نظیر اس سو کیا کے سر جھکا
یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم	
منقبت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	
تم شہ دنیا و دین ہو یا محمد مصطفیٰ	سرگروہِ مسلمین ہو یا محمد مصطفیٰ
حاکم دینِ متین ہو یا محمد مصطفیٰ	قبلہ اہل یقین ہو یا محمد مصطفیٰ
رحمۃ للعالمین ہو یا محمد مصطفیٰ	
آسمانِ تنے شبِ معراج کو روشن کیا رنگ و بو جنتِ گلشن کی ٹبر بھائی بر ملا	عرش و کرسی کو قدم اپنے سے نوحی ضیا جس جگہ دہم ملا تک کو نہیں ملتی ہر جا
وان کے تم مسند نشین ہو یا محمد مصطفیٰ	
ہے تمھاری پشت پر مہرِ نبوت کا نشان معجزے جو ہیں تمھارے اُنکا کب ہو بیان	اور تمھارا وصف پہلے دسین میں عیان اکشور اعجاز جو ہے اُسکے تم با عز و شان
صاحبِ تاج و تکیں ہو یا محمد مصطفیٰ	
تمکو ختم الانبیاء حق بھی جیسا بنایا کہ کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمھارے سے لے	اور مدارجِ الامین آوے ادب و وحی لے سے نبوت کا جو اقدس کجس اُس بحر کے
گو ہر کیتا تمھیں ہو یا محمد مصطفیٰ	
ہیں جو یہ دونوں جہان کی آفرینش کے چمن باعثِ خلق اُنکے ہو تم یا حبیبِ اہلِ امن	جس میں کیا کیا کچھ عیان ہیں صنعِ خالقِ گوشت اور اک مطلعِ طیر و عنبر ہیں سے جسکے سخن
سوسعدات کے قرین ہو یا محمد مصطفیٰ	

تم ہی خیرِ آخرین ہو یا محمد مصطفیٰ	تم ظہورِ اولین ہو یا محمد مصطفیٰ
وہ دمِ جان آفرین ہو یا محمد مصطفیٰ	ہم دمِ جان آفرین ہو یا محمد مصطفیٰ
نزدِ ہمتِ بستانِ دین ہو یا محمد مصطفیٰ	
احمدِ مختار ہو تم یا شبِ ہر دوسرا	ہے تمہارے حکم کے تابع قدرِ معنی و فضل
خلقِ مینِ خواہش ہے تم جس امر کی کھو بنا	دیر اک بل در میان آئے نہیں مکن ذرا
جس گھڑی چاہو وہیں ہو یا محمد مصطفیٰ	
آپ کے نقشِ قدم سے جو شرف ہو زمین	دیکھتا ہے اسکی رفت رات دن عرشِ برین
رازِ تو خاقت کے نکلو ہی کھلے ہیں شاہِ دین	اور جو کچھ کہہ ہیں اسرارِ رب العالمین
سب کے تم برحقِ امین ہو یا محمد مصطفیٰ	
آپ کا فضل و کرم کو نین میں مشور ہے	اور تمہیں ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
حشر میں اگرچہ سزا ملنے کا بھی دستور ہے	کیا ہو ایکن دل میں اُمید سے مسرور ہے
تم شفیعِ المذنبین ہو یا محمد مصطفیٰ	
مخبرِ صادق ہو تم اور حضرت خیر الورا	سرورِ ہر دوسرا اور شافعِ روزِ جزا
ہے تمہاری ذات والا فیض لطف و عطا	کیا نظیرِ اک اور بھی سب کی مدد کا امر
یاں بھی تم وہاں بھی تمہیں ہو یا محمد مصطفیٰ	
خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ	
نمیدانم کہ این مردم کیانند	چو بارانِ رفته دُ خود بگذرانند
دلایش آن کہ این عالم برانند	بیگن خیمہ تا محل برانند
کہ ہر اہل ان آن عالم روانند	
میان اس جا بجا بند ذاتِ خداوند	نہ بھائی ہے کوئی اچھا نہ فرزند

نہو دنیا کے رشتوں میں تو پا بند	زلزلہ و غمزدہ ندر و خوش و بد
برادر خواندگان کا روانند	
جہاں تک یہ تماشے ہیں مقابل	ارے نادان یہ سب ہیں نقشِ باطل
اگر دانا ہے تو اسے مردِ عاقل	بنا یدِ جستن اندر صحتِ دل
کہ بے ایشان ہمارے تابانند	
تکبر میں نکریم سراپنی بر باد	تجارت اسنے ہاتھوں داوید باد
تجھے کیا آہ یہ تکتے نہیں یاد	کہ اول خاک بود دست آدمی زاد
ہر آخر چون بنیدیشی ہمانند	
تو نگر کیا غنی کیا شاہ درویش	امیر وقت کیا محتاج درویش
سبحان کو ایک دن چلنا ہے درویش	پس آن بہتر کہ اول آخر خوش
بنیدیشند و قدر خود بدامنند	
سراسر کام میں دنیا کے گندے	غور و کبر میں مت اپنا تن دے
زور اتو دیکھ اسے خالق کے بندے	زمین چند ہے غور و از خلق و چندے
ہنوز از کبر سر بر آسمانند	
گیا اگر زمین گورستان میں دل برد	پڑی اُڈی تھی وان ہر قہر پر گرد
جو دیکھا ہے با چشم و رخ زرد	کیے بر تر تے فریاد سے کرد
کہ ایہا پادشاہان جہانند	
یہ وہ ہیں جنگِ تن تھے گورے گورے	مرصع جامِ دُرین آبخورے
پڑے تھے سلطنت کے انکے تورے	بہ گفتہ تختہ بر کن ز گورے

	ہر بین تا پادشہ یا پاسبانند	
کہان ہے اُنکی وہ شانِ جلالت یہ سنکر مجھ سے وہ صاحبِ کراست	کہان وہ تاج و تخت و ملک و دولت بگفتا تختہ بر کنر چ حاجت	
	کہ مید انم کہ مش استخوانند	
گھڑی کی عسہ ہو یا لاکھ کاسن جو ہوں بیمار ظاہر یا کہ باطن	نظیر اس بزم سے چلنا ہے اک دن نصیحت دار وے تلخت و لیکن	
	نہ دار و خانہ سعدی ستانند	
خمسہ بر غزل حافظ رحمتہ اللہ علیہ		
کہان وہ کیقبادی کا رخانہ کہوں کیا تجھ سے اے یار بیکانہ	کہان وہ مے وہ جامِ خسروانہ سحر گاہانہ مخمور شبانہ	
	گرفتہ بادہ با چنگ و چنانہ	
پڑا جب گوش مین وہ نالہ نے ہوئی مستی وہ مدہوشی جو درپے	تو سو جھی اور ہی عالم کی اکشے نہاد م عقل را رہ تو شہ از مے	
	ہر ملک عاقبت کرد م روانہ	
کیا پہلے ہی ساغر نے یہ دل شاد تو مجھ کو کر کے اور اک جامِ اداو	کہ سر اپنا رہا مجھ کو نہ پایاد نگارے مے فرو شم عشوہ داد	
	کہ امین گشتم از مسکر زمانہ	
ہو واجب مین نہایت شاد و خرم کہا مین نے اُسے اے ساتھی جسم	تو رکھ کر سر قدم پر اُسکے ہر دم بدہ کشتی مے تا خوشی برا نم	

	ورین دریا سے ناپید اکرا نہ	
تو رستے میں نچھوڑاے خضر عالم	ز ساقی کمان ابرو شنیدم	کیا ہے گریجھ منزل سے محرم کہا جب میں نے یہ نکتہ تو اُسد م
	کہ اے تیر ملامت را نشانہ	
گمان اس عزم کے ہرگز نکرہ	برو این دام بر مرغ و گرنہ	یہ رہ بار یک ہے اور تو ہونہ گمان و وہم کی جا کہ نہیں یہ
	کہ عنقا را بلند ست آشیانہ	
تو ہو سب ماسو اے تارک آیار	نہ بندی زان میان طوق کمر دار	اگر ہے تجھ کو اس رہ سے سروکار نہ رکھیو بو خودی کی کچھ خبر دار
	اگر خود را بہ بینی در میا نہ	
وہی تو اور وہی منزل اور وہی پست	شراب و ساقی و شاہد ہمہ اوست	وہی عاشق وہی معشوق و لجوست وہی حامی وہی دشمن وہی دوست
	خیال آب گل در رہ بہانہ	
تن خاکی عجب جایست حافظ	وجود ما مقامیست حافظ	نظیر اب چون تو شاید نیست حافظ نہ دریا کو نہ صحرا نیست حافظ
	کہ تحقیق قسوں ست و فسانہ	
	خمسہ ثانی	
طاعت مکر سے رہتا تھا حجاب آلودہ	دوش رنم بدر میکدہ خواب آلودہ	تھا جواز بسکہ میں عصیان میں خراب آلودہ اہل تقویٰ کا سمجھ دانہ و آب آلودہ

	خرقہ تر دامن و سجاده شراب آلودہ	
ایکلیا شوق جوان سکو اٹھاؤں ہوش دیکھ کر چھکاؤں بڑا خواب میں غفلت کے خوش	جاتے ہی در پہ گرا یہ مینا کے مدہوش آمد افسوس کنان منجھ باده فروش	
	آگفت بیدار شواے رہر و خواب آلودہ	
جب بین جا کا تو کما اُس کے شیریں منہ دور کر دل سے یہ غفلت جو ہے خوابان کی مہی	یعنی ہے جان تری عشق مجازی کی بنی دور ہو آب شیرین دہنا چند کئے	
	جو ہر روح بہ یاقوت مذاب آلودہ	
اے ہوسناک یہ ہے میکدہ قدس مقام تو بھی وہ ہے جو پیا چاہے تو ہے نیک نام	بیٹھے مستانِ ازل کرتے ہیں یانِ شیریں نام شست و شوئے کن انکھ خراباتِ ظلم	
	اتانکر دوز تو این دیرِ خراب آلودہ	
اگر تجھے عشقِ حقیقی سے کچھ دی توفیق ایک ادنیٰ سایہ اُس عشق کا کلمتہ توفیق	تو تو سیکھ اُن کے یانِ اہل طریقت کا طریق آشنا یانِ رہِ عشق درین بحرِ عمیق	
	غرق گشتند و نہ گشتند آب آلودہ	
یہ وہ دریا نہیں تو حسین کہے اگر آشنا مگر تو چاہے کہ بیان آوے تو اچ غرقِ ریا	یہ تو ہے معدنِ انوارِ یقین صدق و صفا ایک صافی شود از چاہِ طبیعت بر آ	
	کہ صفائی نہ ہر آب تراب آلودہ	
ہمتو پھرتے ہیں فطیرِ عشق میں پناہ بردوش کچھ جو حافظ نے کہا یا رسہ ہو دوش بردوش	کل عجب طرح کا اک نکتہ ہو اگو ہر گوش آگفت حافظ برو این نکتہ بیارن فروش	
	آہ ازین لطف بانواع عتاب آلودہ	

خمسہ غزلِ خود	
تھا وصل کا جطور تشاؤلِ منِ دو بالا	و سیاہی فلک نے یہ خللِ حجر کا ڈالا
کیونکر نہ ہے اشک سے اب تشنگِ نالا	پھر ہو کے خفا روٹھ گیا ہم سے وہ لالا
اے داغِ مبارک ہو تجھے منصبِ والا	
تجھے کو مرے سامنے ہرگز نہ بچھاؤ	اثبات جو کرنا ہے تو اس بات کو چھپاؤ
یہ جھوٹ نہیں تم اسے مانو کہ نہ مانو	شیرین کے در اوپر یہ جوئے شیرِ جاناؤ
فرہاد کے لو ہو کا چھلکتا ہے پیالا	
بھر غم بھی ہسم سے ہوا تھا نہ جدا وہ	کل اُس کے تین لگی ایک شوخ بھجاؤ
جیتا ہے خدا جانے ویا مر گیا رورو	کیا جانے کس حال میں ہو ویا غمِ زورو
دل آج مرا سلمہ اللہ تعالیٰ	
بہ گریہ لکڑی ہی سین بھی شوخ و شورو	پر دم میں کیسے نہیں آتا ہے بہ مقدور
کیا کیا میں کروں اسکی بعیار کیا نکور	بوسے کی طلب کی تو کماناز سے حلِ زور
اور دل کو کہائے تو وہن ہنس کے کہلا	
دل سے اٹھا جان تجھے میں جو چاہا	جو ظلم و ستم تو نے کیا میں نے اٹھایا
اب نزع میں ہوں تیرے تغافل سے اہا	رک رک کے ترے ہجر میں آتشکِ سیجا
مرتا ہوں مری اب کوئی جینے کی دوالا	
اُس شوخ کو یار کوئی یہ جا کے سناؤ	یعنی مجھے اس ہجر کے زندان سے چھڑاؤ
کچھ باقی نہیں مجھ سے تم اب ہاتھ اٹھاؤ	مجھ ضعف کے مارے کو نہ زنجیر بچھاؤ
کافی ہے مرے قید کو اک مکرٹیکا جالا	

کل ہو جو گیا اس صفِ شکران سے مقابل	بہل سا تڑپتا تھا سر شام سے گھائل
چپ ہونے سے اب مجھ کو یقین ہو گیا کامل	شاید کہ موارات کو سینے میں مرادل
نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا	
نے زہر ہے مرے پاس جو اُس شوخ کو کھین	نے زور کہ دھمکا کے اُسے پاس بلا دین
کچھ بن نہیں آتا ہے کیسے جا کے سناؤں	اگر بس ہو مرا تو میں کسی چور سے کہہ دوں
جا آج پلنگ اُسکے تو سونے کا اٹھالا	
دنیا میں جو کرتا ہے کیسی کوئی اب چاہ	سب ناز اٹھاتا ہے وہ اُس شوخ و خواہ
خوبان کے مزاج کو ابھی تو نہیں لگاہ	وہ آپ سے روٹھا نہ دین بٹنے کا نظیر آہ
کیا دیکھے ہے چل پائون پڑا اور اُس کو منالا	
در بیان فنا	
پڑھ علم گئے اُس دنیا میں کمال میں اور اک ہو	اور لادتا میں اوٹھوں پر پہنی کے دراک ہو
معقول پڑھے منقول پڑھے منطبق میں چالاک ہو	یا تن علم کے دریا میں اُن دریا کے پر اک ہو
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	
جب موت سے آکر کام پڑا سب تھتھے تھپتھے پاک ہو	
مشہور حکیم اور بید ہو یا ن پڑھ کر علمِ طبابت کا	والان کتابوں سے کوا اور بخون سے صندوق بھرا
جب موت مرض نے آن لیا سب بھونچا اور در	گو نئے لاکھ جرتے پر کام نہ آیا اک نسخہ
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	
جب موت سے آکر کام پڑا سب تھتھے تھپتھے پاک ہو	
یاست شربی رند ہو باز اپنا مقدور ہو	یابی پیکر و شاد ہو یا چلو میں سرور ہو

جبر کے پیالے دو نوٹے آساعت پر موز ہو	یاں جیسے بیچ دو روایان غریب شہ چور ہو
جیسے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	جب موت سے آکر کام پڑا سب تھے قضاے پاک ہو
اس دنیا کی دھندلیات میں گزرا ہوا جان چلے	یا ٹھہرے میر وزیرِ اعظم یا راجہ بیکراہ چلے
منہ دیکھ اجل کے لشکر کات لیکر گھر کی راہ چلے	نے ہاتھی بکھڑے سنگ لگے سختی چھتر ہر چلے
جیسے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	جب موت سے آکر کام پڑا سب تھے قضاے پاک ہو
یا حاکم یا محکوم ہو یا تامل یا معقول ہو	یا خادم یا مخدوم ہو یا جاہل یا بھول ہو
زردار ہو سردار ہو مرد ہو مقبول ہو	کچھ اور نہ دیکھا آخر کو سب ات ہی مین بھول ہو
جیسے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	جب موت سے آکر کام پڑا سب تھے قضاے پاک ہو
گر بخیر یا زہر ہو یا بخشش میں تریاک ہو	یا نخل ہو پر میوے کے یا خالی پاتون ٹھاک ہو
یا عمر گذاری عشرت میں یا سوغم غناک ہو	یا بھل بھول بھی کھا گلشن کے یا گھنہ و کھاشاک ہو
سب جیسے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہو	جب موت سے آکر کام پڑا سب تھے قضاے پاک ہو
در بیان موت	
دنیا کے بیج یا رو سب بیت کام زاسم	جیتون کے واسطے ہی یہ ٹھانڈے سب ٹھٹھام
جب مر گئے تو آخر پھر عمر خاک کیا ہے	نے باپ ہے نہ بیٹا نہ یار آشنا ہے
ڈرتی ہے روح یا رو اور جی کی پناہ	میں کیا نام نہ تو مر تا بری بلماہ

جیتونکے دل کو ہر دم کیا عیش پہ رہے ہی	گلزارِ باج سیرین ساقی صراحی مگر ہے
جب مر گئے تو ہر گز مری ہے نہ کوئی شہر ہے	اس مرگ کے تتم کو کیا کیا کہنوں میں ہے ہی
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے	
ہر دم کی بات جو تھے مالک یہ اپنے گھر کے	جب مر گئے تو ہر گز گھر کے رہے نہ در کے
یون مٹ گئے کہ گویا تھے نقشِ گلزار کے	پوچھا نہ پھر کس نے یہ تھے میانِ کدھر کے
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے	
مرنیکے بعد کوئی اُلفت نہ بھر جتاوے	نے بٹیا پاس دے نے بھائی منہ لگاوا
جو دیکھ انکی صورت و ہشت بھاگ جاوے	اس مرگ کی جفا میں کیا کیا نہمین بناوے
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے	
پتے تھے دودھ شربت اور چاہتے تھے میوہ	مرتے ہی پھر کچھ اُن کا سکہ رہا نہ بھینوا
بچے تمیم ہو گئے بی بی کہانی بیوہ	اس مرگ نے اُکھاڑا کس کی بن کا لیوہ
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے	
جب روح سے نکلی آنا نہیں یہاں پھر	کا ہے کو دیکھتے ہیں یہ باغ و بہستان پھر
ہاتھی یہ چڑھکے یا پھر گھوڑے یہ چڑھکے وہاں پھر	جب مر گئے تو لوگوں یہ عشرتیں کہاں پھر
ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے	
مرنیکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے	

گھر ہو بہشت جسکا اور بھر رہی ہو دولت پھر مرتے وقت اُلگو کیونکر نہ ہو حسرت	اسبابِ عشق تو کئے محبوب خوبصورت کیا سخت بے بسی ہے کیا سخت مہسرت
ڈرتی ہر روح یار و اور جی بھی کا پنتا ہے مریکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے	
کھانے کو اُنکے نعمت سو سو طرح کی تھی کوڑ کی جھونپڑی بھی چھوڑ ہی نہیں جاتی	اور دوہنا دین ٹکڑہ دیکھو ٹکڑا کی چھاتی لیکن نظیر کب کچھ یہ موت سے چھڑاتی
ڈرتی ہر روح یار و اور جی بھی کا پنتا ہے مریکا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے	
درِ راز واری محبوب	
سُن لے اے شوخ گلبدن نادان اس طرح بھر کے منہ چبا کر پان	تجھ کہہ کہہ کے ہم ہوے حیران غیر سے تو ہنسنا نہ کر ہر آن
اس میں ہو گا ہمارے جی کا زیان اب بھی ظالم ہمارے بات کو مان	
گلبدن تالیاں بجا دیں گے کتنے آنکھوں میں مسکرا دیں گے	خنجر لبِ منہ بنا چڑھا دیں گے کتنے آئینہ لا دکھا دیں گے
کیسا چھیر نیگے ہر گھڑی ایجان اب بھی ظالم ہمارے بات کو مان	
تو جو خوبانِ خوار ہو وے گا ہاتھ پھر سر پر رکھ کے رو وے گا	اپنی سب دلیری ڈبو وے گا بات سب مفت اپنی کھو وے گا

	کچھ نہ پھر بن سکیگا اے نادان اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
کل تو دان ایک گور اس لڑکا ہم تو جانیں وہ صاف تھا جھوٹا	اسنے یار و نہیں کچھ وہ کہتا تھا یا خدا جانے تھا وہی سچا	
	تو تو اسطور کا نہیں انسان اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
ہنے پوچھا کہ کیا لیا بوسا مین کہا ہاتھ سینے پر پھیرا	وہ تو کچھ اور اور ہی چہرہ کا اُسے سودا ہے ہمارا لاڈالا	
	جانے اب اُس کا دین اور ایمان اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
ہنے اُس سے کہا تو جھوٹا ہے بولو صاحب تمہیں تو سودا ہے	کیا وہ ایسا خراب و رسوا ہے وان تو جھگڑا ہی سارا پرچھا ہے	
	کیا تمہارے ہیں بند اب تک کان اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
ہنے پھر بات نکود کر پوچھی بولادہ تم تو سنتے ہو کم جی	کیا کسی نے لگا لیا چھاتی اجی ترکی ہی وان تمام ہوئی	
	جب تو کچھ ہم بھی ہو گئے حیران اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
اور بھی اُسکے چرچے ہوتے تھے	کتنے موتی کھڑے پروتے تھے	

کتے سُن سُن کے ہوش کھوتے تھے	ہم اسی دن کو یار دروتے تھے
آخر اُٹھے تو یہ نئے طوفان	اب بھی ظالم ہماری بات کو مان
کہ بھلا وہ جو کچھ کہے تھا جب	کچھ ہے سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ سب
آہ اب ہکو اس سے کیا مطلب	سچ بھی ہو گا تو تو کہے گا کب
شرم کا ہے کو کھلنے دے گی زبان	اب بھی ظالم ہماری بات کو مان
تو جو راتوں کو اُس میں جاتا ہے	جبین پھولا نہیں سماتا ہے
تہقے مار کھلکھلاتا ہے	ہکو اب پھر یہ ہول آتا ہے
اکہین ویسے ہی پھر رہو بہتان	اب بھی ظالم ہماری بات کو مان
آج جانا کہین جو ہے ٹھانا	دیکھیو ان کے ساتھ مت جانا
آفت اس حُسن پر تو مت لانا	انکے زہار دم میں مت آنا
اُن سے ڈرتا ہے ہر گھڑی شیطان	اب بھی ظالم ہماری بات کو مان
تو بھلا گو کہ ہوشیار رہا	پر دیا جب نشا و غا سے پلا
تجھے غافل نشے میں جب پایا	پھر آچھو تا کسی نے کب چھوڑا
رحم کرا اپنے حال پر اسے جان	اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آگے وہ بات یاد ہے پیارے	اگر چہ سچ کچھ نہ تھی خدا نہ کرے
پیر وہ طوفان تو گھٹے اُن کے	ہم تو اب تک ہن اُس شرمندے
بلکہ تھکوا بھی خوب ہوں گے دھیان	
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
کیون شکر یہ کیسی بات ہوئی	اُسے جو کچھ کہی سو تو نے سہی
نوبت اب یاں تلک تو آپونچی	اب نقارے ہی بجے ہن باقی
دیکھ عاشقِ نظیر کو پہچان	
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان	
درِ تعریفِ پختنِ پاک	
ہے دلمین میرے یاد جو بارہ الم کی	اور آرزو ہے ساقی کو ترکِ جام کی
یہ بیتِ بکھوور ہے ہر صبح و شام کی	تسبیح ہزار دانہ ہے اور اگلے نام کی
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پختن کے نام کی	
اول تو دل ہو صاف دو دم تباہ	سوم کماؤں و فوجا میں گنہ سے پاک
چوتھے عدد کا غیب ہو جاو سینہ پاک	اور پانچویں میں ڈالو مخالف کے سپہ پاک
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پختن کے نام کی	
تن ہے سو پاک صاف معطر ہو شبنم	ہو روح شاد دل نہو میرا کبھو ملول
دونوں چہانین خوش ہوں از رخصتِ رسول	روزہ نماز و روزِ وظائف ہوں سب قبول
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پختن کے نام کی	
بھاگے چڑیل کانپ اٹھے مہوت اور بلید	ٹل جاوین دیو چھپنے لگیں منکر شہید

جن و پری ہوں دل سے مرے آنکمرید	جتیار ہوں تو شاہ جو مر جاؤں تو شہید
سمرن مجھے بھلی ہے یہ بختن کے نام کی	
نعرہ کروں جو حیدری لجاؤں پہاڑ	تھراؤں چشمہ مار ہدین ڈرتے بوٹھیاڑ
گر خار جی ہو آوے مرے آگے مثل تاڑ	پگڑ کیو اُسکی پھینکے واڑھی کو دوں اُلکھاڑ
سمرن مجھے بھلی ہے یہ بختن کے نام کی	
اے دوستو عجب ہے بنا بختن کا نام	جسکے طفیل تے برآتے ہین سب کے کام
جو ہین سوہین ہی ختم الخیر والسلام	اور مین جو ہوں فظیر تو کتا ہوں صبح و شام
سمرن مجھے بھلی ہے یہ بختن کے نام کی	
در اظہارِ نعمت ہاے خدا	
یہ نعمتیں عیان ہین جو عالم کے واسطے	ہنگی یہ سب میان اسی دم کے واسطے
کچھ تن کے واسطے ہین کچھ شکم کے واسطے	ہین بیش بیش کے لیے کم کم کے واسطے
سب خوبیاں نبی ہین یہ آدم کے واسطے	
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے	
محبوب گلغذار پر نیا دُشمنخ فام	مطرب شراب ساقی و مینا صراحی جام
ناز واد او چو چلے دولت کی دھوم مدام	ہستی نشاط و عشرت و عیش و طرب نام
سب خوبیاں نبی ہین یہ آدم کے واسطے	
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے	
اسبابِ عشق تو نے کہے ہیں جہان تہان	گلدان پاندان عطردان زرفشان
حقے بھرے چکے ہین اور نیچے چوپان	مشک و گلاب عطوچہن باغ و بوستان

	<p>سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے</p>	
<p>یا قوت لعنہی و نلیم فلک مثال زر سیم فنج حشمت و املاک گنج و مال</p>		<p>جتنے جواہرات ہین سُرخ و سفید لل فیروزہ مونگا موتی و کپھراج خوشخصا</p>
	<p>سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے</p>	
<p>بادام پتے واکھ چھو ہارے دکھو پتے نارنگی و انار بھی کیلے و سنگترے</p>		<p>سیکھو جتنے خشک تر اس باغ میں لگے خر بوزے آم جاسن و لیون چکوتے</p>
	<p>سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے</p>	
<p>سب سیکھ میں ہین پر ایک اک دیکھ میں ہے جن جکاتنے نام لیا اب میان نظر</p>		<p>دنیا میں جتنے لوگ ہین کیا شاہ کیا فقیر کیا عشرتیں بہار کی کیا عیش و لذیر</p>
	<p>سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے</p>	
	<p>در بیان تلاش نہر</p>	
<p>جتنے ہین سب کے دل میں بھرتی ہو آرز ہکو بھی کچھ تلاش نہیں اب سو آرز</p>		<p>دنیا میں کون ہے جو نہیں مبتلا ہے زر آنکھوں میں دلمین جا نہیں سنے میں جا زر</p>
	<p>جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ہے زر ہر اک یہی چارے ہے دن رات ہا زر</p>	

کتنے تو زر کو نقشِ طلسمات کہتے ہیں	اور کتنے زر کو شفت و کلمات کہتے ہیں
کتنے خدا کی عینِ عنایات کہتے ہیں	کتنے اس کو قاضیِ الحاجات کہتے ہیں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکارے ہے دُزراتِ ہائے زر
آبِ طلا کی بوند بھی اب جسکے ہاتھ ہے	وہ بوند کیا ہے چشمہ آبِ حیات ہے
دنیا میں عیشِ مین بھی عشرت کے ساتھ ہے	زر وہ ہے جس سے دونوں جہان میں نجات ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکارے ہے دُزراتِ ہائے زر
زر کھان میں گڑا ہے تو ان بھی بہار ہے	شمشیر پر چڑھا ہے تو ان بھی بہار ہے
دیوار میں لگا ہے تو ان بھی بہار ہے	گر خاک میں گڑا ہے تو ان بھی بہار ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکارے ہے دُزراتِ ہائے زر
زر کے دیے سے پیر اور استاد نرم ہو	زر کے سببے دشمن ناشاد نرم ہو
جو شوخ سنگدل ہے پر نیراد نرم ہو	زر وہ ہے جسکو دیکھ کے فوٹا و نرم ہو
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکارے ہے دُزراتِ ہائے زر
کپڑے پہ گر لگا ہے طلائی کلاتون	میں اُسکے تار تار کی تعریف کیا لکھون
ہو دسترس تو چور چکے کو کیا کہون	میرے بھی لمبے کہ میں ہی اسکو چھین لوں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہر اک یہی پکارے ہے دُزراتِ ہائے زر

جالوگ روم شام میں زر کو کھاتے ہیں	ماچین چین زر کے جہاز آتے جاتے ہیں
دکھن زر کے واسطے سب یا نکو آتے ہیں	اور یان کے زر کے واسطے کھن کو جاہلین
جو ہے سوہور ہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہراک یہی پکارے ہے دنرات ہا سے زر
سونکی جردولین جو کتابوں پر عام ہیں	وہ جردولین وہ رنگ سونکے کام ہیں
جنگے ورق ورق ہی منہرے تمام ہیں	سب میں زیادہ انکی قیمت ہیں نام ہیں
جو ہے سوہور ہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہراک یہی پکارے ہے دنرات ہا سے زر
اب جنگے گھر میں ڈھیر ہے سونکے دام کے	ہراک امیدوار ہیں ان کے غلام کے
سب کے پانوں چوٹے ہیں ان کے غلام کے	کیا رہے ہیں طلا سے علیہ السلام کے
جو ہے سوہور ہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہراک یہی پکارے ہے دنرات ہا سے زر
کتنوں کے دھن کہ زر ہی کہلے	کچھ کھائے کھلائے اور کچھ بنائے
کھتا ہے کوئی ہاے کمان زر کو بائے	کیا کیجے زر کھائے اور مر ہی جائے
جو ہے سوہور ہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہراک یہی پکارے ہے دنرات ہا سے زر
سونا اگر چہ زر ہے یا سرخ فام ہے	لیکن تمام خلق کو اس سے ہی کام ہے
سب میں زیادہ حسن کی الفت کا دام ہے	زر وہ ہے جس کا حسن بھی دنی غلام ہے
جو ہے سوہور ہا ہے سدا مبتلا سے زر	ہراک یہی پکارے ہے دنرات ہا سے زر

ہو تو مین زر کے واسطے ہر جا چٹھائیاں بند و قین اور مین کہین تو مین لگائیاں	کھتے مین ہاتھ پاتوں گلے اور کلائیوں گل زر کی ہو رہی مین جہان مین لڑائیاں
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ہے زر ہر اک یہی پکار ہے دُرات ہائے زر	
جتنی جہان مین خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر سب ہنگیہ زر کے جال مین جی جان اسیر	پیر و مرید فطس و محتاج اور فقیر کیا کیا انہوں خوبان زر کی میانِ نظیر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ہے زر ہر اک یہی پکار ہے دُرات ہائے زر	
در بیان شکوہ گزار می محبوب	
اُس شوخ کے ستم کا گلہ آہ کیا کروں بہتے مین اشکِ شام و سحر گاہ کیا کروں	تن سوکھ کر ہوا ہے مرا گاہ کیا کروں ملتا نہیں ہے تو بھی وہ مرا گاہ کیا کروں
فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اشد کیا کروں	
جسدِ اُس لڑکے چھٹا ہے مرا نصیب ہوں جا کنی مین تو بھی نہیں جا کننا نصیب	دل بھر کے ایک دن نہواؤ لیکن نصیب کن سختی مین آن پڑا اب مین یا نصیب
فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اشد کیا کروں	
ایہ تو مجھ کو قتل کرے ہے وہ نیک نام اب یار کو تنائوں کہ رکھوں لعل کو تمام	او دھڑکوا رہے مین اجل کے مجھے پیام اُس کشمکش مین اب کہو کیا کیا کرو نہیں کام

	فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
اور جواہل کو روکوں تو مانے ہو وہ اِس دو گھر میں آہ میں کیا کیا کروں بھلا		گر یار کی خوشی ن کروں تو وہ ہو خفا عرصہ تھا زندگی کا سو گڑ بونہ آ لگا
	فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
پل مارنے کی دیر ہے پانی کا چون جاب اتنی سی زندگی میں بھی کیا کیا ہوں غلب		گر اپنی زندگانی کا کرتا ہوں بچ جاب کیونکر ہے نہ غم سے مرے آنسوؤں کا آب
	فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
تو عاشقوں کے بچ کہا تا ہوں بے وفا اُن شکلوں کے بچ کروں آہ اب میں کیا		جو جی چھپا کے اب نہ سون یار کی خفا اور جی کو دیکھتا ہوں تو اکدن کی ہی خوا
	فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
تو لوگ طعنہ دیتے ہیں نہیں اس گھر بے گھر اِس بیکسی میں آہ نہ کیوں ٹپکوں اپنا سر		گر ہاتھ دعو کے بیٹھ رہوں اب میں بے گھر اور یار سے کہوں تو وہ کرتا نہیں نظر
	فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں	
نے دلوں میرے صبر نہ دلا زخم لگائے		نے آہ کا مکان ہے نہ روئی بے جا

اگر ایک غم چپے تو اُسے جی مرزا اٹھائے	اُس آسمان پٹے کو کہوں کس اب میں ہا
فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں	کیا بے بسی ہے اے مرے اشد کیا کروں
چاہوں کہ مجھ کو عشق میں اپنے کروں اسیر	تو دور بھاگتا ہے مجھے جان کر حقیر
نے مجھ کو قتل کرتا ہے ظالم نہ دستگیر	کیا بے طرح کے غم میں پھنسا ہوں میں نظر
فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں	کیا بے بسی ہے اے مرے اشد کیا کروں
خمسہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام	
علی کی یاد میں رہنا عبادت اسکو کہتے ہیں	علی کا وصف کچھ کہنا سعادت اسکو کہتے ہیں
علی کی مع کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہیں	علی کے نام کا لینا حلاوت اسکو کہتے ہیں
علی کی حُب میں مرجان شہادت اسکو کہتے ہیں	
اُسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشیدانور نے	اُسی کو لاشی ہر دم کہا اشد اکبر نے
اُسی کو لٹک لٹکی کہا جان پیر نے	اُسی کو دمک دی کہا اُس شاہ برتر نے
خدا و مصطفیٰ سے ہم قرابت اسکو کہتے ہیں	
کیا مولانا میرے گرسبی اک سوال آکر	جو مانگا اک شتر اسکو دلائے سیکڑون آکر
اگر کچھ زر کی خواہش کی تو بخشے اسقدر گوہر	کہ اُسکا گھر بھر اور اُسکے ہمایوں کا گھر باہر
کریم و اہل ہمت میں خاوت اسکو کہتے ہیں	
ہر ایلمو نہیں گردشت میں پڑھنے ناز آوے	وہ میں قامت کے کئے کے لیے جبریل آج آوے
صفین جو روم ملک ان جہنم کی لاوے	مرا مولانا ہر اک سجدہ میں وصل حق ہی دکھلاوے

	نبوت کے جو مالک ہیں امامت اسکو کتے ہیں	
اسی نے ایک حملہ سے گرایا بابِ خیبر کا چہرہِ علم میں کوہ کے دیوؤں کو جا مارا	کرو روئے کا فروں سے جالڑا وہ اک تیرنا ہزاروں پہاڑوں سے کھلی نپاٹہ منہ موڑا	
	بہادر بے بدل کی شجاعت اسکو کتے ہیں	
کہا اُشاہ نے روز قیامت میں جو اونگا کھڑا ہو عرش کے آگے جھونکھو بختاؤں کا	وہاں عصات میں اپنے محبوب کو چاؤنگا ہلا کر جام کو ترسب کو جنت پہنچاؤنگا	
	علی کے دوستوں سُن لو شفاعت اسکو کتے ہیں	
نظیرِ آوے وہ دن چشماہ کو دستاں کھین اور اب دنیا میں آنکھوں کو خیمت کا آستان کھین	تو چہرے کے تیرے سے آنکھوں بھی دان کھین سروں پر اپنے وہ دامانِ عالی سائبان کھین	
	قسم ایمان کی ہم عینِ راحت اسکو کتے ہیں	
	اور منقبتِ امیر المومنین حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ	
نورِ ظہور خالقِ اکبر کو کیا لکھوں وربائے معرفت کے شناور کو کیا لکھوں	روحِ روانِ جہمِ میب کو کیا لکھوں وونونِ جہان کے گوہرِ انور کو کیا لکھوں	
	حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
گر نورِ اسکا دیکھ کہ ہوں شمس اور قمر سارے تو جو تمارے ہیں اُس نقشِ باد پر	وہ اُسکا ذرہ نور کا وہ اُسکا فیض بر اور قطب بھی تو اُس ہی قائم ہے بے خطر	
	حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
گر فی المثل میں اُسکو کون رضوانِ جہان اور جو بھلا میں خوبیِ رضوانِ دو نشان	جھکتی ہیں بارِ عجز سے جنت کی ڈالیاں سو وہ بھی کے باغ کا اونچی پہاڑیاں	

حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
اور جو کون کہ چشمِ آبِ حیات ہے	یا خضر ہے تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے
اسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے	اور اُسکی اُسکے فضل سے یار و نجات ہے
حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
اُس شاہ کے اگر ب دو دندان کی صفا	کہوے کوئی کہ لعل و گمرہ میں یہ بے بہا
سو وہ تو صدقے ہو کے رہا خاک میں گڑا	اور یہ بھی ہوتا رسدِ آبِ مین رہا
حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
شاہِ بتری جو مع بناتا ہے ابِ نظیر	تیرے سوا کسی کا کہا تا ہے بِ نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگاتا ہے جبِ نظیر	صلاوۃ پڑھکے یہ ہی سناتا ہے بِ نظیر
حیرت میں ہوں کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھوں	
درِ مع حضرت سلیمِ چشتی ولی خدا قدسِ قدر	
ہین دو جہان کے سلطان حضرت سلیمِ چشتی	عالم کے دین و ایمان حضرت سلیمِ چشتی
سر دفتر مسلمان حضرت سلیمِ چشتی	مقبولِ خاص نیردان حضرت سلیمِ چشتی
سر دار ملک عرفان حضرت سلیمِ چشتی	
برقِ اسد کی رونقِ عرشِ بریں تارے	گلزارِ دینِ گلبنِ اشد کے سنوارے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہین سب پکارے	تم وہ ولی ہو برحق جو فیض سے تمھارے
عالم ہے باغ و بُستان حضرت سلیمِ چشتی	
شاہوں کے بادشاہ ہو یا تاجِ بالوا ہو	اور قبلہ صفا ہو اور کعبہ ضیا ہو
خلافت کے رہنا ہو دُنیا کے مقتدا ہو	تم صاحبِ سخا ہو محبوبِ کبریا ہو

	ہے تمسے زیب امکان حضرت سلیم چشتی	
شاہ و گلاہین تابع سب تیری ملک کے	لا لائق تمہیں ہوشا ہا اس قدر و نہر کے	ہر دور وہ ہیں تمہارے سب خوانِ مکرم کے
	اور تم ہو میرا سامان حضرت سلیم چشتی	
ہے نام پاک تیرا مشہور شہر و بن مین	کرتی ہیں یادِ تلو یہ جانین ہیں جوتن مین	ہیں خلق کی تمہارے خوشبو گل و سمن مین
	جنت کے حور و غلمان حضرت سلیم چشتی	
کعبہ سمجھ کے اپنا شتاق تیرے در کو	کرتے ہیں آ زیارت دل سے جھکاؤ کو	وصاف تیرے ہوم باقیہ ہیں سیم و زر کو
	ہر بلبل خوش الحان حضرت سلیم چشتی	
ہے سلطنت جہان کی سب تیرے زیرِ فرمان	چاکر ہیں تیرے در کے فقور و خالقان	خوانِ کرم پہ تیرے ہے خلق سار جہان
	وقت کے سلیمان حضرت سلیم چشتی	
تم سب ہو منظم اور سب ہو مکرم	خلقت ہوئی تمہاری سب نور سے مجسم	اور خوبیاں جہان کی تمہارے ہو سب مسلم
	عالم کا سب گلستان حضرت سلیم چشتی	
بشت و پناہ ہو تم ہر اک گدا و شہ کے	تحتاج ہیں تمہارے اک لطف کی نگہ کے	منزل پہ آ کے پونچے سالک تمہاری کے
	ہو ر و تنی کے سامان حضرت سلیم چشتی	

چشم و چراغ ہو تم اب جملہ مومنین کے	روشن ترین پہرے سب آسمان زمین کے
بیشک ضیائے دل ہو ہر صابقین کے	ذرا نہ مین تفاوت تم آسمان ہو دین کے
ہو آفتاب رختان حضرت سلیم چشتی	
عالم ہے سب مطر تیرے کرم کی بوسے	حریت ہے دوستوں کو حضرت تمہارے
یہ چاہتا ہوں اب میں سودا گری رزق سے	رکھو نظیر کو تم دو جگ میں آبرو سے
اے موجد ہر احسان حضرت سلیم چشتی	
در بیان عرس حضرت سلیم چشتی	
ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا	ذکر کیا یا ان گنتہ کی زشتی کا
بھر ہے عارفوں کی کشتی کا	فخر ہے حرف سرنوشتی کا
رشتک ہے گلشن بہشتی کا	
عرس حضرت سلیم چشتی کا	
باغ جنت ہے آج یہ درگاہ	پھول پھولے ہین فیض کے دلخواہ
دیکھو رضوان بہار یان کی واہ	دل میں کتنا ہے دم بدم واشد
رشتک ہے گلشن بہشتی کا	
عرس حضرت سلیم چشتی کا	
یہ تجلی نہ سیم وزرے ہے	ابر رحمت کا نور برے ہے
خُور و غلمان کی روح ترے ہے	اور اشارہ یہی نظرے ہے
رشتک ہے گلشن بہشتی کا	
عرس حضرت سلیم چشتی کا	

صحن در کا ہے باغ اور بستان	اور ہین زردار سب گل وریحان
جی مین سب پھول پھول ہوشادان	یہی کہتے ہین ہر گھڑی ہر آن
ر شک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا
بسکہ خلقت بھری ہے لالون لال	گھر مکان ہے گلون سے مال مال
حُسن راگ اور مشائخو کے حال	بھیڑ غل شور اور یہ قال مقال
ر شک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا
کھل رہا ہے چمن جو فیض بھرا	جھڑنا گویا ہے حوض کو تر کا
قدسیان دیکھ وہ بہشت سرا	سب پکارے ہین یون اہا ہا ہا
ر شک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا
کتنے در گہ مین فیض اُٹھاتے ہین	کتنے جھرنے مین جانہاتے ہین
کتنے نذر و نیاز لاتے ہین	کتنے خوش ہو ہی مَناتے ہین
ر شک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا
عُرس در گا ہ کے جو دیکھی واہ	اور ہی گل کھلے ہین خاطر خواہ
بلبلو کی طرح چمک کر آہ	سب یہی کہہ رہے ہین کر کے نگاہ
ر شک ہے گلشن بہشتی کا	عُرس حضرت سلیم چشتی کا

سبز و سرخ و سفید و زرد بہم دیکھ شیریں یہ کہتے ہیں ہوم	ہے بہم و در دور کا عالم سب خوشی ہو کے جو گلِ شبنم
رنگ ہے گلشن بہشتی کا غرس حضرت سلیم چشتی کا	
بادشاہ و گدا و میر و وزیر پر سہو نکی زبان پر یہ تفسیر	بہیرا بنوہ خلق کی نگشیر مظل و پیر و جوان غریب و فقیر
رنگ ہے گلشن بہشتی کا غرس حضرت سلیم چشتی کا	
غنچہ لبِ گلبدن بھی پھرتے ہیں دلربا دل شکن بھی پھرتے ہیں	کتنے دانِ سیتن بھی پھرتے ہیں شوعِ گلِ پیر ہن بھی پھرتے ہیں
رنگ ہے گلشن بہشتی کا غرس حضرت سلیم چشتی کا	
کتنے دل اپنا مفت کھوتے ہیں کتنے موتی کھڑے پروتے ہیں	کتنے نظرون سے زخمی ہوتے ہیں کتنے الفت کے تخم پوتے ہیں
رنگ ہے گلشن بہشتی کا غرس حضرت سلیم چشتی کا	
عارف الحق میاں علی احمد سب بچارے ہیں خلقِ بے وعدہ	جانشین ہیں جو صاحبِ مسند انکی خوبیِ نظیر ہے بے حد
غرس حضرت سلیم چشتی کا	رنگ ہے گلشن بہشتی کا

در بیان کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	
رکھ اپنے دل میں آگے کے بن کلمہ محمد کا	اور اپنی انگلیوں اور ہاتھ کی کلمہ محمد کا
بڑے ہین سب پر علی و در دیو جن کلمہ محمد کا	مسلمان ہے تو مت بھول ایک ہین کلمہ محمد کا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کلمہ سے کھلتا ہے سدِ جنت کا دروازہ	یہی کلمہ لکھا ہے عرش و درگاہ کی تاخت پر
اسی کلمے کو پڑھتے ہیں چنگ پھول کھل کر	یہ سب کلموں کی بہتر ہے یہ کلمے کی جو برتر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
یہ وہ کلمہ ہے جس کا ہے رہا ران نبوی کو	اسی کلمے سے پڑھنے سے گئے ہین کو عارف کو
اسے حور و ملک غلام پڑھتے ہیں سحر و جادو	وہ بیشک جتنی ہین ایک باری جو بریں اس کو
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کلمے کی برکت سے تو یان بھی بکلا ہو	اگر یانے تو جاو گچا تو پھر وان بھی سلا ہو
پڑھے گا جو اسے اسکا دل و جان بھی سلامت ہو	اسی کی عاقبت بھی خیر و ایمان بھی سلامت ہو
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کے نور سے نورِ رشید کھلا تا آثرانی	اسی کلمے کے باعث چاند کی روشن پہنچانی
اسی کلمے کے باعث دین و دنیا میں نفع خانی	اسی کلمہ کو پڑھتے ہیں نکال دھن پون پانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کلمے سے اے دل ہرین و آسمان روشن	سہ نور رشید تاری عرش و گہر سی مکان روشن
اسی کلمے سے جنت کے باغ اور باغبان روشن	غرض جنت تو کیا اس تہ تیغ نورِ جان روشن
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	

چلیکا چھوڑ کر تو جھگڑی یہ عالم فانی	پڑ گیا قبر کے جا کر اندھ مرن ہو زبانی
نکیر و نکار کرب کر نیک تجھ پہ ملغیا فی	یہی کلمہ کرے گا وہ ان تریشی کل کی آسانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
اسی کلمہ نے عزرائیل کی حیثیت کو نالاسہ	اسی کلمہ نے تنگی کو لحد کی کھول ڈالا ہے
پڑ گیا قبر کا تجھ پر میان وہ دن جو کالا ہے	یہی کلمہ ترا وہ ان بھی اندھیرے کا اجلا ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
صفِ عشر مہین جب دہشت کا تجھ پر اتر گیا	یہی کلمہ ترا اُس جارق اور یار اترے گا
گناہ کا ترا جتنا ہے بوجھ اور عیار اتر گیا	اسی کلمہ کی دولت سے میان تو پار اتر گیا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
تھماں جب پل صراط اوپر تو اپنا پیر جائے گا	تو وہ تلوار کی ہو دھار تیرا پاؤں کھائے گا
لگے گا جب تو ملاقا کرنے تو یہ کلمہ بجائے گا	یہی بار بار دہکڑے گا یہی تجھ کو سنبھالے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
سوانیرے کے اوپر چمکے ہو گا آفتاب یا	ہر اک گرمی کی تابش سے پھر کاغذ بگھڑا یا
پڑ گیا جب ترے تن پر بھی شعلہ اُسا گویا	یہی کلمہ چھتر بن کر کر گیا تجھ پہ و ان سایا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
تلیکے جب ان کے سب عمل نیرانکے پتے پر	جو ہلکے ہیں پڑ گئے آتشین گزائے کھڑے پر
تجھے تو نیکے جسم اُس ترازو کے پتے پر	یہی کلمہ میان و ان بھی ترے ہو و گیلے پر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
جو پور میں میان اُنکی تو ہو گی گرم بازار	کمی ہے جس شہر اُنکی وان ہوئی گرمی خارا

ترایا بھی جب کرنے لگا دانا جسکسای	یہی کلمہ بناو گیا ترے پلے کو وان بھاری
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
پڑ گیا العطش کا شور اُس میں نہین جب اگر	پھر نیلے پانی پانی کرتے مارے پیاسے اکثر
ترے بھی لگینے سوکھے تالور باں کسیر	یہی کلمہ تجھے پانی پلا دیا میان بھیر
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھا دیا	محمد کی شفاعت سے بھی جھکے بخشوا دیا
بہشتی کر کے حلقہ نور کا تجھ کو بچا دیا	بڑی عزت بڑی حرمت میں بچا دیا
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
یہی کلمہ تجھے وان جام کو شر کا پلا دیا	یہی کلمہ تجھے گلزارِ حُبت کے دکھا دیا
یہی کلمہ ترانہ چاند منہ روشن بنا دیا	یہی کلمہ ترے ہر وقت وان پر کام آ دیا
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا پتہ چلیا	اسی کلمہ سے تیری روح ہوگی عرش کا تارا
اسی کلمہ سے ہم سب گنہگار کا چھکارا	اسی کلمہ سے ہوگا دین اور دنیا میں تارا
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
میان اب جو یہ کلمہ ہے یہ حق کی خاصیت ہے	یہ صدقے سے رسول اللہ کی ہر غنیت ہے
اسی یاں نظیرِ عزت اسی وان شفاعت ہے	یہی سب ہونو کے واسطے افضل عبادت ہے
پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا	
جلی آتی ہے اتو ہر کہین بازار کی را کھی	سنہری سنہرے زرد اور گلزار کی را کھی

راکھی

چم

بنی ہے گو کہ نادر خوب ہر سردار کی رکھی	سلو نو عین بنگین ہے اُس دلدار کی رکھی
نہ ہونے ایک گل کو یا جس گلزار کی رکھی	
عبان ہے اب تو رکھی ہے چمن گلشن بھی	جھک جاتا ہو موتی در جھک جاتا ہو شرم بھی
تماشا ہوا ہا ہا غنیمت ہے یہ عالم بھی	اٹھانا ہاتھ پیارے واہ واک یکدین بھی
تھاری موتیوں کی اور زر کیے تار کی رکھی	
پہی ہے ہر طرف کیا کیا سلو نو کی بہار اب تو	ہر اک گرو پھر ہے رکھی نرے ہاتھ خوشی ہو
ہوس جو دلیں گزری ہے کون کیا آہ میں کو	یہی تاجے چمن بک باصن آج تو یارو
میں اپنے ہاتھ سے پیار کیے باندھوں پیار کی رکھی	
ہوئی ہے زیبِ نریت اور خوبان کو تو رکھی	مولیک ہے اب جان اور کچھ رکھی کے گل بھو
دوانی بلبلین ہوں دیکھ گل خنے لگین تنکے	تھار ہاتھ نے مندی انکشتوں نے ناخن
گلستان کی چمن کی باغ کی گلزار کی رکھی	
ادا سے ہاتھ اٹھتے ہیں گل رکھی تپہ ہین	کلیجے دیکھنے والوں کے کیا کیا آہ اُچھلتے ہین
کمان نازک یہ پکلی در کمان یہ رنگتے ہین	چمن میں شاخ پر کب سرج کے پھول کھلتے ہین
جو کچھ خونی میں ہے اُس شوخ گل خسار کی رکھی	
پھرین ہین رکھیاں باندھیں ہر دم کار	تو انکی رکھیوں کو دیکھ ایجان چاؤ کے مارے
پہن زنار اور شقہ لگاتے اوپر بارے	نظر آیا ہے باصن نیک رکھی نرے پیارے
بندھا لو اُس سے تم ہنسکر اب اس تھوار کی رکھی	
مختس ہوئی	
قاتل جو میر اورھے لک سرج شال آیا	کھا کھا کے پان ظالم کر پوٹھ لال آیا

گویا نکل شفق سے بدر کمال آیا	جب منہ میرا وہ پریر و ملکہ کلال آیا
اک دم تو دیکھ اُسکو ہوئی کو حال آیا	
عیش و طرب سامانِ عجب سب گھڑا کر کے	اب تو نہیں سچ کوئی دنیا میں ہر سُر کے
از ماہ تا ماہی بندے ہیں بے زراُس کے	کل وقت شام سوچ ملنے کو منہ پُر اس کے
رتھکے شفق کے سر پر پشت کلال آیا	
خالص کہیں تازی اک زعفرانِ رنگار	مشک و گلاب میں بھی ملکر آئے سب اک
شیشے میں بھر کے نکلا چپکے لگا دیا کر	مدت سے آرزو تھی اک دم اکیلا یا کر
اک دن صنم چہ جا کر میں رنگ ڈال آیا	
اربابِ بزم بھر تو وہ شاہ اپنے لیکر	سب ہمنشین حسبِ دلخواہ اپنے لیکر
چالاک چست کا فر گمراہ اپنے لیکر	دس بیس لکر خون کو ہمرہاہ اپنے لیکر
یوہن بھگو نے بھگو وہ خوش جمال آیا	
عشرت کا اُس گھڑی تھا اسبابِ مہیا	بتا تھا حسن کا بھی سجا پہ ایک دریا
ہاتھوں میں دلبر و نکے ساغری کے شیشا	مکرونین جھولیوں میں سیرون کلال بانیہا
اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و کچال آیا	
عیار گی سے پہلے اپنے تین بھپا کر	چاہا کہ میں بھی نکلون اُن میں چھٹا کر
وڈے گئے یہ کہکر جاتا ہے دم چپا کر	اتنے میں گھیر چھکوا اور شور و غل مچا کر
اُس دم کمر تک رنگ و کلال آیا	
یہ چیل تو کچھ اپنی قسمت سچ رہی تھی	یہ اکبر و کے پر وِ حریت سے سچ رہی تھی
کیسا سماں تھا کیسی شادی ہی رہی تھی	اُس وقت میر سر پر اک موم سج رہی تھی

	اس دھوم میں بھی مجھکو جو کچھ خیال آیا	
لازم نہ تھی یہ حرکت اے خوش سیر مجھکو اگر تھے سب کے ہین مل کر شریر مجھکو لا حول پڑھکے شیطان بولا نظیر مجھکو		
	اب ہولی کھیلنے کا پورا کمال آیا	
	مخمس	
چمن میں آج نسیم بہار آ پہونچی صد آقمری و صوت ہزار آ پہونچی نور نگہت گل بے شمار آ پہونچی جنونکے فوج کی دلیر بچا آ پہونچی		
	ہزار شکر کہ فصل بہار آ پہونچی	
گئی نسیم کے ہاتھوں نکلے بادِ موم تمام صحن چمن میں عجب مٹی ہے دھوم کھٹائیں ایر بہاری کی شاخ ہی پرچم ادھر گلونکے اوپر بلبلین کرین ہین ہجوم		
	اُدھر سے مست صفت گلزار آ پہونچی	
چمن کی سیر کو آئے ہین ملے باؤشان نکالتے ہین نشے کے دکاں لبان ہوا ہے بادہ کشی کا بھی خوب سامان ہوئی ہے گرم چمن بچ بچ چونکی دکان		
	شراب و شیشہ و ساغر کی بار آ پہونچی	
کھلے ہے چاروں طرف زور و خروش گلزار خبر سنی ہے کہ آتا ہے وہ گل بے خار چلے ہے سرد صبا اور نسیم سب بار لگتی مصیبت روزِ فراق سب اک بار		
	کہ اب قریب شب وصل یا آ پہونچی	
کوئی ہے وصف کرے گل کی تاجدار کی کا نہیں یہ وقت مری جان اضطراب کی کا کسی کو ذکر ہے بلبل کی بے نظاری کا نہیں یہ وقت مری جان آہ و زاری کا		

	خوشی ہو اب کہ حد انتظار آ پہونچی	
	خمسہ بر غزل خود	
فرخچل ہوا خونکی تھلک نہ دیکھ سکا	سنہرے رنگ کی گندن لکٹ دیکھ سکا	
گہر بھی لکے سجن کی ڈھلک نہ دیکھ سکا	ترے جمال کی سورج جھلک نہ دیکھ سکا	
	کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا	
ترے الم میں نہو دخل سومورت کو	نہ ہسری ہو کبھی صاف سے کدورت کو	
ملا پتھر سے کمان آئے گل کی صورت کو	تو وہ ہے نور سرا یا کہ تیری صورت کو	
	بشر تو کیا ہے مریجان ملک نہ دیکھ سکا	
غم فراق میں جینے سے ہم جو اکتائے	نڈان یار کے کوچے میں جا کے کام آئے	
تو دان بھی توڑے ہمارے ہوئے اڑولے	گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے	
	ہمیں تو آہ فلک یاں تلک نہ دیکھ سکا	
ہوا ہوں سُکھ کے کاٹنا میں بھر میں رہ	نہ ہال اور کمر اب مرے مقابل ہو	
کمال ضعف کا اپنے کو نمین کیا یارو	یہ ناتوان ہوں کہ آیا جو یار ملنے کو	
	تو صورت اسکی اٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا	
پڑا ہے آہ مجھے جیسے شوخ سے پالا	نہ جی کو چین ہو اور نہ دل سے شکوہ پایا	
لگا لگا کے نگا ہو نکاتیر اور بھالا	گھڑی تو دو لکویرو یا گھڑی جگر چھیدا	
	کبھی خوشی مجھے وہ اک پلک نہ دیکھ سکا	
ابھی تو آہ خمومین شراب سے باقی	سبھونکی عیش کی یان ہو رہی سیاحتی	
ہمارے یار کو ظالم یہ چین مشتاقی	لگا گھٹانے جواب دے کو دمدم ساقی	

	ہمارے جام کی شاید جھلک نہ دیکھ سکا	
وہ کہ راہ میں جاتے کہیں وہ تجھے ملے نظر تجھے نہ ہوتا کبھی جدا پیارے		کبھی دھڑکے جو قاصد تر گذر ہووے تو آہ بھر کے یہ کہو تو اُس پر روتے
	مگر یہ عشق حسد سے نلک نہ دیکھ سکا	
ولہ در میان بے ثباتی مراتب و نیا		
دو دن کا نہ سنگا بجایوں بھون ہوا تو کیا ہوا یا ہو فقیر آزاد کے رنگون ہوا تو کیا ہوا		گر بادشہ ہو کر غل ملگون ہوا تو کیا ہوا غل شور ملک مال کا کوسون ہوا تو کیا ہوا
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا	
بیٹھا اگر ہو اوپر یا پاکی میں جا پڑا دیکھا تو پھر اک آن میں باقی نہ ٹھوڑے گدھا		دو دن تو یہ چرچا ہوا ہنسی ملا مانتی ملا آگے نقارہ اور نشان چھپے کو نہ جو کا پرا
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا	
ساتی صراحی نگہدن جام شربتاب تھے یا اضطراب حال سے وہ صورتِ سیات تھے		یا عشرتوں کے ٹھاٹھ تھے اور شیش کی سیات تھے یا بیکسی درد سے بجال تھے بیتاب تھے
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا	
ہر دم پچارے تھا نقیب گے بڑھو بھگے بڑھو بس کیا خوشی کیا ناخوشی میں ہیں سب تڑھو		یا ایک دن وہ دھو تھی کلے تھا جب لاد ہوا یا ایک دن دیکھا اُسے تنہا پڑا بھڑا ہوا
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا	
سیوٹھائی یا مڑے حلو اے ترشیر و شکر ہو گریدہ پھر نے لگا کٹرون کی خاطر دیر		یا نعمتیں مار ہا دولت کے دسترخوان پر یا باندھ بھولی بھیک کی ٹکڑے کئی طرح و نظر
	گریون ہوا تو کیا ہوا اور دون ہوا تو کیا ہوا	

گر اک مصیبت میں رہا اور دوسرا شادی	وان عیش عشرت کے منہ بیان ناز فریاد
یا لذتیں یا راحتیں یا ظلم یا نید ہے	کچھ رہ نہیں جلتا میان آخر کو سب بیاہی

اگر یوں ہوا تو کیا ہوا اور دن ہوا تو کیا ہوا

جو عشرتیں اگر ملین تھیں وہ گرجا نامیان	جو درد و کھ اگر ٹپیں تو بھی وہ بھر جانا میلان
یاں کچھ مہن یا دکھین غرض یاں گزر جانا لینا	یاں چار دن کی زندگی آخر کو مہر جانا میان

اگر یوں ہوا تو کیا ہوا اور دن ہوا تو کیا ہوا

اب دیکھ کسکو شاد ہوا اور کس پہ کھین کھ کرے	یہ دل بچا را ایک کس کس کی باتم کرے
یا دیکھو کس کو بٹھکے یاد و دیکھ میں کم کرے	یا نکاحی طوفان اب کسکی جوتی غم کرے

اگر یوں ہوا تو کیا ہوا اور دن ہوا تو کیا ہوا

اگر تو نظیر اب موہ ہر حال میں بھی شاد ہو	دستار میں بھی ہنوشی روال میں بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھ کے بجال میں بھی شاد ہو	اس حال میں بھی شاد ہو اس حال میں بھی شاد ہو

اگر یوں ہوا تو کیا ہوا اور دن ہوا تو کیا ہوا

در بیانِ ہولی

جدانہ ہے ہوا سے خوش جالِ ہولی میں	کہ یارِ بغیر تے ہیں یار و نکلی ہولی میں
ہر ایک شیش سے ہیکا بجالِ ہولی میں	بہار و کچھ اکلی ہے سالِ ہولی میں

مزا ہے سیر ہے ہر سو کمالِ ہولی میں

سبھونے عیش کو بھاگن کا یہ مہینا ہے	سفید و زرو میں لیکن کمالِ کیتہ ہے
طلا کا زرد کنے سر بسر خزنہ ہے	سفید پاس فقط سیم کا دھینہ ہے

ہر ایک دل میں ہے رستم و زالِ ہولی میں

کہا سفید سے آخر کو زرو نے یہ پیام میں آیا اب تو مراد و بست ہو گا تمام	کہ امی سفید تو اب چھوڑ دے جا بکلام تو مجھ سے آئے مل چھوڑا پتہ ہند کا کلام
اگر نہ کھینچے گا تو انفصال ہو لی میں	
لے گا مجھ سے تو میں چھوڑ دے ترچاؤں گا کہا سفید سے میں سہلانا آؤں گا	بنا کے آپ ساپاس اپنے سے بھلاؤں گا تجھی کو بدگئی دن کے میں بھگتاؤں گا
تو اپنا دیکھو کیا ہو گا حال ہو لی میں	
یہ سنئے طیش میں آؤ رو کا سپہ سالار اوہ سفید بھی لڑنے کو ہو کے آیا سوار	چڑھو آیا فوج کو لیکر سفید پر یک بار صفین مقابلہ دے دونوں کی جیب ہو میں تیار
ہو آ کر خست جواب و سوال ہو لی میں	
پلا اوہ سے سفید اور اوہ سے زرد ہلا کچھ الین کشیدین رنگ کی پڑی بوجھار	گشتا میں رنگ بزرگ فوج بانی چھکریں اور چار طرف سے پچکار یونکی مار مار
اڑاڑ میں زمان تک گلال ہو لی میں	
یہاں دونوں میں آپس میں ہو رہی جنگ ہزاروں نازنین شہوق اور اس کا سنگ	اوہ سے آیا چراک شوخ باغ گل رنگ نشر میں مست کھلی زلف جوڑے رنگ رنگ
کہا کہ پوچھو تو کیا ہے یہ حال ہو لی میں	
کہا کتنی کہ اسے بادشاہ مرویان یہ سچ کہ آپ وہ دھونکے آگیا دریاں	سفید وزرہ یہ آپس میں لڑ رہے ہیں لوہرے تھانبا اٹھے اور اوہ سے اس کو لیاں
تم اس قدر نہ کرے اختلال ہو لی میں	
کہا تمھاری خصومت کا ماجرا ہے کیا	کہا سفید نے تاج حق یہ زرد سے لڑتا

یہ سن کے اُسے وہن اپنا اک سنگا جوڑا	پھر اپنے ہاتھ سے جوڑے کو چھو کر ان رنگوں
کہا کہ دونوں رہو شامل حال ہو لی میں	
پھر اپنے تن میں جو پہنا وہ خلعت گلین	سمجھو کہ حکم ہوا تمہی پہنوا بویہن
ہزاروں لڑکوں نے پہنے وہ جوڑے چھوڑ دیں	پکار خلیق کہ انصاف چاہیے یونہی
ہوا پھر اور ہی حسن و جمال ہو لی میں	
میان میں کیا کہوں پھر اس مری کھڑی رہا	جدھر کو آنکھ اٹھا کر نظر کرو اکبار
نہاروں باغ روان میں کرو روں میں گلزار	بہمن جہنم پھر پھرتے ہیں سرو گل خسار
عجب بہار کے ہیں نوں سال ہو لی میں	
جو بحرِ حسن کی ہے موج مار چلتی ہے	علم لیے ہوئے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی مست صف گلزار چلتی ہے	بچھاڑی عاشقوں کی تپاڑ چلتی ہے
سمجھو کہ دل میں خوشی کا خیال ہو لی میں	
گلالِ عبیر سے کتنے بھرے ہیں چوپائے	ٹام ہاتھوں میں گڑوے بھی رنگ کے لائے
کوئی کہے ہے کسی سے کہ ہم بھی لو آئے	تو اس سے کہتا وہ ہنس کر کہ آمری جاے
ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہو لی میں	
اسی بہار سے گوگل پورے میں جا پونچے	اور منڈی ماٹی کی اور سیانگی منڈی سے
سب عام گنج میں شاگ و تابکنج پھرے	ہن شہر میں نہیں اور گرد شہر کے رہتے
ہوا بھوم کا بہر کمال ہو لی میں	
سمجھو کہ لیکے کنار ہی تزار میں آئے	پھر موتی کٹر چیلے کے لوگ سب دھائے
کہ میل منڈی دینی گلی کے بھی آئے	جہاں تہا سے یہ گھر کے لوگ سجائے

	کہ بنو اوں کے دیکھین جمالِ ہولی میں
تو پہلے رنگ کی بچکا ریونکی مار ہوئی کسی کے منہ پہ لگائی گلال کی مٹی	ہوئی جو سب میں شریف و ذلیل میں کسی کا بھر گیا جامہ سبکی بگڑی بھری
	تو رفتہ رفتہ ہوئی پھر یہ چالِ ہولی میں
سنہری بھلیاں بچکا رہوں کی چمکائیں ہوا نے آنکے سانوں کی جھڑپاں نہ ایں	گھٹائیں مشک پچھا لونگی جھوم کر آئیں صبا نے رنگ کی بوجھارین کے برائیں
	لگے برتنے کو مشک دیکھا چالِ ہولی میں
صدائے رعد ہوئی ہر کسی کا غل و رشور تھام رنگ کی بوجھارے ہے شور ابور	اور ہر گلال کا بادل بھی چھا گیا گھنگھور یہ لڑکے ناز میں یوسے ہن کوکھا جوں ہر
	عجب ہے رنگ لکی بر شکلِ ہولی میں
کہ جاگہ ایک بھی تل دھرنے کی نہیں سجھو تس اوپر رنگ کا بادل ہے ہر تقدیر پر	لگا کے چوک سے اور چار سو ملک کھیا تمام بھڑے ہر طرف بند ہے رستا
	کہ ہر گلی میں بسا دھول کھالِ ہولی میں
ولیک ختم ہوا اگرے یہ یہ اسلوب جنھوں نے دیکھتے عاشق کا ہو کو تازہ قلوب	نظیرِ ہولی تو ہے ہر نگہ میں اچھی خوب کہان میں ایسے صنم اور کہان میں یہ محبوب
	عمری نرمالی چریاں چالِ ڈھالِ ہولی میں
	در بیانِ عشرتِ ایامِ طفلی
ہر آن آنچلون کے سمور تھے کٹورے یا چاندزی ہو صورت یا سانورے دگورے	کیا وقت تھا وہم تھے جب وہ کھڑے یا نوین کاٹے ٹیکے ہاتھوں میں بنے دوزے

	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
پہلی بی بی کے دودھ مانگنا خوش ہو جیتے تھے ہاتھوں میں کھیلے تھے جھوٹے نمونے جھوٹے تھے		گل کی طرح ہر دم سینے پہ چھوٹے تھے مان باپ انکی خدمت سر پر تھوٹے تھے
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
جائیں نہ سب قرینا نے مجھیں کچھ ترنا چھاتی سے مانکی پیٹے خوش کن کو دھپنا		نے دوستی کسج نے دلمیں اُنکے کسنا نے گرمیوں واقف سے جانتے پسینا
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
ہاتھوں اور اچھالے اور چھڑ کر رہا کوئی چوٹی ٹھوٹے ہوئی کوئی جھٹکا		جو دیکھے اُنکی صورت لے بیارے عدا چوٹے بھی دہن کو چھاتی کبھی لگاوے
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
یا جھوٹی چھوٹی ٹوپی سر پہ بھالتا ہے مانا گلے لگا دے داد اچھالتا ہے		چھوٹا سا کوئی اُنکا کرتا نکالتا ہے مان دودھ ہے پلاتی اور باپ پالتا ہے
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
جب گھٹیا ونڈا لے پھر اور کچھ تاشا سب زندگی کا حظ ہوا اُنکو نظیر ابا		کیا عمر ہے عزیز اور کیا یہ وقت ہنگام پاٹون چلے تو وان سے پھر اور پیا پھر
	کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے	
خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ		
رنگ ارم زریز بہت اوشد شام ساقی بہ نور بادہ بر افروز جام		آمد نگار ولبر شیریں کلام زور و گار سنگہ دولت بنام

مطرب بگو کہ کار جهان شد بکام ما	
زاهد تو کم خورستی گرین تن کو اپنے کاشت ہم رندی شراب گرین عیش و لکڑی راست جسم کہ آگے ہو گیا دیوان چشہ راست ترسم کہ مرقہ نہد وز باز خواست	
نار حلال سفنج ز آب حرام ما	
جائے ز دست ساقی رنگین کشیدہ ایم غیرا بہشت یازدہ عشرت خریدہ ایم ز اہد خبر نذر ازان گل کہ حیدہ ایم ماور پیا لہ عکس منج یار دیدہ ایم	
اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما	
چرخ و فلک جہانین خزانہ شد عشق شمس و قمر بھی نورین تانہ شد عشق تا دم وہی رہ گیا جو پایندہ شد عشق ہرگز نہیں داکھدش دندہ شد عشق	
بشت است بر جریدہ عالم و دام ما	
کیا گیا گرین ہین ناز و ادایستن ہیان آوے ابھی وہ شمع تو ہو جاوین ہیان بکھا جو خوب سب ہین ہو سکے کی ٹیان چندان ہو کر شمع و ناز سہی قدان	
کاہید بجلوہ سرو صنوبر حرام ما	
نہا ہر ہین خدا سے کیا ہے جو ہے پرست مست است ہم ہین ہین اکھل کے مست بکھین کی طرح کی توی ہے نگاہ مست مستی بخشیم شاہد دل بند با خوش است	
زبان رو سپردہ اند یہ مستی قیام ما	
جیسے جدا ہوا اند کہ حسن کا وہ چاند روتے ہی روتے ہکو یہ گذر تمام چاند مثل نقشہ چہر کی ختمی بستہ ہو کے ماند حافظ ز دیدہ زانہ اشک بھی نشانہ	
باشد کہ مرث و صل کشد قصد و ام ما	

خمسہ دیگر بر غزل حافظ شیرازی چھتہ ائمہ علیہ	
کیت تا آن ساقی گلغام را	از من بہدل دہ پیغام را
تشنہ لب نگذار این ناکام را	ساقیا بر خیسر و دروہ جام را
خاک بر سر کن غم الام را	
گو کہ مے پینے سے ہین بنامیان	غرت و حرمت کا جاتا ہے نشان
ہم تو سمجھے ہین پلا ساقی میسان	گر چہ بدنامیت نند عاقلان
مانے خواہیسم تنگ و نام را	
دیکھ کر نالے ہمارے شعلہ زن	عابد ز اہد کے بھولے مکر و فن
کیون نہ اب جل جگہ ہوں شمع کتن	دود آہ سینہ سوز ان من
سوخت این افسر و گان خام را	
یہ جو میں پہنا ہے جبہ سببر	ہم پھر اس میں سراپا مکر و شر
دب خدا کے واسطے اے مغ سپر	سلغومی برفسم نہ تاز سر
بر کشم این دلقر ارزق فام را	
تنگ دارم منزل و ما و اسخود	کردہ ام کوے مغان راجاے خود
عاشقم بر طرز بے پرواے خود	محرم راز دل شیداے خود
کس نہ می بینم ز خاص و عام را	
یہ جو یان خوبان کہتے ہین بند و ست	دل کو لیتے ہین بصد افسون و ست
انکامین عاشق نہیں اسخود پرست	با دلاراے مرا خاطر خوش است
اکز دلم یکبار بر و آ رام را	

عشق میں آرام دل ہوتا ہے کب	یاں تو ہر دم غم ہے اور رنج و تعب
کوئی دن مثل نظیر اس غم میں اب	صبر کن عاقبت پر سختی روز و شب
عاقبت روز سے بیانی کام را	
خمسہ دیگر	
تا کے بدق و سحر کنی فکر دام را	آرمی بجلقہ در کف خلق عام را
بگذار یک نفس تو چنین کلام را	صوفی بیا کہ آئینہ صافست جام را
تا بس گری صفا سے لالہ فام را	
یہ صید گاہ عشق ہے ویر و حرم نہیں	یاں لاکھون جال مار گئے اور سیڑیوں کہیں
باز آتو اس خیال سے سنتا ہے ہنشین	عقلا شکار کس نہ شود دام باز چین
کا بجا ہمیشہ باوندست ست دام را	
کیفیت شراب زہر ہے پرست پرس	یا آنکہ در ازل شدہ جا ہے بدست پرس
سیر جهان نہ از دل از عقل لبت پرس	ما نہ درون مرد و زن دان مست پرس
کین حال نیست صوفی عالی مقام را	
گر زیر آسمان تجھے فرصت ہے ایک جو	اگر اپنے دل کے عیش تو ایک ایک میں سو
گرچہ شراب ناب کی اسجا لگی ہے لو	در بزم دور یک دو قہج در کش و برد
یعنی طمع مدار وصال دوام را	
لکھو کرجانی کو جو ہوا یا راب قریش	پیری کا اب تو آن پڑا تیرے سرچش
آتا ہے تجھ کو دیکھ کر جمین اب تو پیش	ایدل شباب رفت پنچیدگی زیش
پیرانہ سر مکن ہوس تنگ و نام را	

پیمغان نے جب سے دیے جام نو بنو	جب سے کلاہ دان و مُصلّا ہوا گرو
مثل نظیر اب تو لگی دلوے کی لو	حافظ مرید جام سے ست اے صبا رو
وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را	
در بیان اُمس	
کیا ابر کی گرمی میں گھڑی پہر ہے اُمس	گرمی کے بڑھانے کی عجب لہر ہے اُمس
پانی سے پسینوں کی بڑی نہر ہے اُمس	ہر باغ میں ہر دشت میں ہر شہر ہے اُمس
برسات کے موسم میں نہٹ نہر ہے اُمس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس	
کتنے تو اس اُمس کے تین کتے ہیں گراؤ	یعنی کہ گھرا ابر ہو اور آکے رُکی باؤ
اُس وقت تو تیرا ہے غضب جان میں گھراؤ	دل سینے میں بکل ہو یہی کتا ہے کھاتاؤ
برسات کے موسم میں نہٹ نہر ہے اُمس	
سب چیز کو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس	
برلی کے جو گھر آنے سے ہوتی ہے ہوا بند	پھر بند سے گرمی وہ غضب بڑتی ہے کھیند
تکھے کوئی پکڑے کوئی کھوے ہے گھر بند	دم رک کے گھلا جاتا ہے کرنیے ہر اک بند
برسات کے موسم میں نہٹ نہر ہے اُمس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس	
ایدھر تو پسینوں کی بڑی بھگی ہیں کھاٹیں	گرمی اُدھر میل کی کچھ چٹیاں کاٹیں
کپڑا جو پہنے تو پسینے اُسے پاٹیں	مٹکا جو بدن رکھے تو پھر کھیاں چاٹیں
برسات کے موسم میں نہٹ نہر ہے اُمس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس	

مُرنے سے ہوا کے جوڑا ہوتا ہے حلال	پنگھا کوئی آنچل کوئی دامن کوئی رول
دم دھو کئے لگتا ہے لہاروں کی گویا کھال	کچھ روح کو ہیتا بیان کچھ جان کو جنجال
برسات کے موسم میں نہٹ زہر ہے اُمس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس	
گھبرا کے کبھی آتا ہے دم جاتا ہے بھولا	آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا	کپڑے بھی بُرے لگتے ہیں جی جاتا ہے بھولا
برسات کے موسم میں نہٹ زہر ہے اُمس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس	
ہوتی ہے اُمس جو کبھی اک رات کو آکر	گرد آتی ہے پھر تو قیامت ہی مقرر
ایدر تھو ہوا بند اودھر سپود مچھر	پانی کوئی پیوے تو وہ اومٹ بھی وہ تھو
برسات کے موسم میں نہٹ زہر ہے اُمس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس	
جسوت ہوا بند ہوا اور اگے گھٹنا چھائے	پھر کیسے دل میں گرمی میں کس طرح نہ گھبرا
اڑھو تو پسینا جو نہ اڑھو تو غضب لے	پتو کبھی مچھر کبھی ٹھل ہی لٹ جاے
برسات کے موسم میں نہٹ زہر ہے اُمس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس	
گر اس میں ہوا اٹھل گئی اور پانی بھی لائی	تو جہین جی اور جان میں کچھ جان آئی
اور اس میں جو پھر ہو گئی اُمس کی چڑھائی	تو پھر وہی رونا وہی غل شور دُبا ئی
برسات کے موسم میں نہٹ زہر ہے اُمس	
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس	

اُمس مین تو لازم ہے کہ نکچانہ ہو ہو	اک کوٹھری حسین جوان کے بھرا ہو
اور کعبیوں کے واسطے گزرتن سے ملا ہو	اُسوقت مراد کیجیے اُمس کا کہ کیا ہو
برسات کے موسم مین نیٹ زہر ہے اُمس	سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس
اُس رت مین تو دانتہ عجب عیش ہو خواہ	نیمہ برتے ہے اور سرد ہوا آتی ہے ہر گاہ
جنگل بھی ہر گل بھی کھلے سبز چراگاہ	اُمس ہی مگر دل کو ستاتی ہے نظیر آہ
برسات کے موسم مین نیٹ زہر ہے اُمس	سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس
خمسہ بر غزل خود	
خوشی سے دلی منگنا عطر و بان کوٹھے پر	بھجاکے فرش لگا سا بُنان کوٹھے پر
ہمارے ملنے کا رگدول میں یہاں کوٹھے پر	کبھی تو آؤ دھاری بھی جان کوٹھے پر
لیا ہے بننے اکیلا مکان کوٹھے پر	
ادائے تیغ بھرن کی کمان کوٹھے پر	خزہ کا تیرنگہ کا سنان کوٹھے پر
بنا کے ناز و کرشمے کی شان کوٹھے پر	کھڑے جو ہوتے ہو تم آن آن کوٹھے پر
اگر وگے حسن کی کیا تم وکان کوٹھے پر	
تمھاری یاد مین ٹکڑے کیا جگر مین نے	تمھارے جگر مین بچا نا ہے در بدر مین نے
کھڑا ہو وورے ٹھہرا کے ٹک نظر مین نے	تھیں جو شام کو دیکھا تھا بام پر مین نے
تمام رات رہا میرا دھیان کوٹھے پر	
اگر چہ کہو ستاتے ہو تم بہت ساجی	جھڑک جھڑک اٹھاتے ہو نرم سے اپنی

تمھاری مجھ سے تو اُلفت نہ چوٹے جیتی جی	یقین ہے بلکہ مری جان جب کہ نکلتے گی
تو آ رہے کی تمھارے ہی جان کو ٹھٹھے پر	
تمھیں خبر نہیں پیارے ابھی ہو تم لڑکے	گلاب و عطریات ہے جو تھے کپڑوں سے
یہ وقت شام ہے اور دونوں وقت ہیں ملتے	مجھے یہ ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جاوے
پھر وہ تم کھلے بالوں سے جان کو ٹھٹھے پر	
ادھر زلف بھی آ کر ہوا سے لہراوے	ادھر پان دمی بھی جو رنگ دکھلاوے
اُدھر سے چاند سا کھڑا جھلک جھلکاوے	بشر تو کیا ہے فرشتہ کا جی بھلجاوے
تمھارے حسن کی دیکھ آن بان کو ٹھٹھے پر	
جہان دلوں کی محبت کا کارخانہ ہے	وہاں تو لاکھ طرح دیکھنا دکھانا ہے
یہ بار بار کے آنے سے بھنے جانا ہے	جھمک دکھا کے بہن اور بھی پھنسانا ہے
جبھی تو چڑھتے ہو تم جا بجاں کو ٹھٹھے پر	
میاں یہ ہے سرباز کچھ تو خوف کرو	گلابی پیتے ہوئے کی ٹونک کنارے پو
نشتے میں پیارے منہ نہ لکے مجھے سے نہ لکھو	تمھیں تو کیا ہو لیکن مری خرابی ہو
کسی کا آن پڑے اب جو دھیان کو ٹھٹھے پر	
پڑی ہیں سپہ یمن کئی جو شنگرنی	نہیں تمھاری سربام رنگ کی سرخی
ہزاروں دیکھی ہیں بھنے منڈیر چوٹنے کی	کہ چوٹے کاری میں سرخی ہوئی ہے اوکھی
کسی کے خون کا یہ ہے نشان کو ٹھٹھے پر	
تمھارے چہرے اے جان بن کیا ہو گرو	حواس باختہ منہ اک چشم منہ ہے زرد
بھاگے آنکھوں آںسو جگر سے بھردم سرد	یہ آرزو ہے کسی دن تو اپنے دل کا ورد

	کرین ہم آن کے تے بیان کو ٹھے پر	
ہوے ہین ہمتو تمھاری محبتو نین تباہ سنو جی خوب سمجھتے ہین ہم تمھاری چاہ دے تمھاری وہی ہے دغا و مکر کی راہ لڑاؤ غیر سے آنکھین کہو ہو ہے آہ		
	کہ تھا ہمیں تو تمھارا ہی دھیان کو ٹھے پر	
یہ دم کی بات جو کہنا ہوا تو اُس کہو ہمیں تو دھر سے معلوم آپ کی خوبو نہ جانتا ہو تمھاری جو کوئی باتوں کو خدا کے واسطے اتنا توجھوٹ مت بولو		
	کہیں نہ ٹوٹ پڑے آسمان کو ٹھے پر	
یہ شکے باتیں مری ہنس پڑا وہ ماہِ نیر پھر اپنے ناز و ادا میں سمجھ کے بھلکوا سپر لگا یہ کہنے کہ تو بھی کوئی ٹپڑا ہے شر پر کمند زلف کی لٹکا کے اُس منم نے نظیر		
	چڑھا لیا مجھے اپنے ندان کو ٹھے پر	
	خمسہ بر غزل خود	
کیا د وڑ د وڑ پھرتے ہو اُس گھر کے آس پاس دکھیا ہے ہنسنے خوب نظر کر کے آس پاس تم بھی تو آگے دکھو کبھی در کے آس پاس زلفیں یہ وہ نہیں منج دابر کے آس پاس		
	ابریہ ہے ماہِ منور کے آس پاس	
عنبہ کی بو کا آہ یہ کب فیض ہے عظیم جا بخش عاشقوں کی ہے اترے شمیم جس سے شگفتہ ہو لب زخم دل و دیم تجدد میں تو شمیم نہ تھی سچ کہ اے نسیم		
	کس کے پھری تو زلفِ معنہ کے آس پاس	
تیرے سوا تو کوئی نہیں ایسا نامہ بر کیو صبا تو غنچہ دہن سے کہ ہر سحر جو میرے حال زار کی ویوے اُسے خبر گلشن میں جا کے پھر تاملوں اُس کو یاد کر		

	دو دو پہر میں سرد صوبہ کے آس پاس	
اک آن میں جلائی کی غیر ونگے گھر ہزار		کھلے گی آہ سینے سے جھوٹے جون شرار تنہا پڑ گیا شور طیش کا نہ بے شمار
	پانی ہی پانی ہوگا ہر اک گھر کے آس پاس	
جو ہاتھ جوڑ پانوں پہ دلبر کے جا پڑے		خلوت میں گاہ گاہ وہ ہے دسترس مجھے کثرت میں دیکھتا نہیں ہر چند دل مجھے
	دیکھو نہ بھی ہوں تو آہ نظر بھر کے آس پاس	
کیا غیر اپنے ساتھ نہ سایہ کو لگنے دے		مقدور غیر کا نہیں جو ساتھ پیر سکے پہرتی ہے گرد گل کے صبا جس طرح ہے
	بچکے کے ساتھ ساتھ سنگمر کے آس پاس	
اب جمیں ہے قینک کی مانند جل اٹھوں		بلبل کی طرح کب تب تک نہ کیا کروں گوشلہ رو کے گرد سرور پانوں نے چلون
	پہرنے دے گرد اپنے مجھے سر کے آس پاس	
اُس بن تو اکیدم نہیں دلو کو حرقار		دو چار روز بیٹھ سکوں کب بین ولفکار تم مانو یا نہ مانو یہ باتیں میں بے شمار
	پھر آنا اُس صنم کے مجھے گھر کے آس پاس	
شاید کسی سے آج تری آنکھ ہے لٹری		نے سر کی سدہ تجھے ہنہ بالوں کی ہی پری کس کی لگن میں جلتی ہے کیا جانے تو کھڑی
	اُسی شمع تک تو دیکھ کہ پروانہ لٹھری	
	کس کس طرح پھر ہے ترے سر کے آس پاس	

جز سوختن کے آہ نہیں کچھ اسے طلب	سمجھے توجان دے یہ اصول کے سبب
مہمان پہنچی دم کا یہ چلتا ہے تشنہ لب	اسطیٰ ہر تو تھک بھی لازم ہے یہ کہ اب
اٹھ کر پھرے تو آ کے ہر اک سر کے آس پاس	
جنت میں جبکہ جائینگے سب خرد اور کبیر	کند گئے اپنے دل کا جو کچھ ہو دیگا ضمیر
یعنی کہ جام مانگین گے ہر اک جوان و پیر	کیا کیا ہجوم ہونگے مجھ کو اے نظیر
محشر کے روز ساتی کوثر کے آس پاس	
در بیانِ ہولی	
پھر آنکے عشرت کا چاؤ سنگین میں پر	اور عیش نے عرصہ ہے کیا سنگ زمین پر
ہر دل کو خوشی کا ہوا آہنگ زمین پر	ہوتا ہے کہین راگ کہین رنگ زمین پر
بجھے ہیں کہین تال کہین رنگ زمین پر	
ہولی نے مجا یا ہے عجب رنگ زمین پر	
گھنگر وکی پڑی آن کے پھر کا نہیں جھنکار	سارنگی بھی ہوتی ہیں طنبور وکی مدھنکار
طبلوں کے تھکے طبل یہ ساز و نکلے بجے تار	راگوں کے کہین غل کہین ناچو نکلے بندھے تار
طوبوں کے کہین جھنکارے ہے مردنگ زمین پر	
ہولی نے مجا یا ہے عجب رنگ زمین پر	
اس رات چمن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے	اور جنگل و بن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
ہر شوخ کے تن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے	عاشق کے بدن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
عیش کے رنگین ہیں ہر رنگ زمین پر	
ہولی نے مجا یا ہے عجب رنگ زمین پر	

مار اسے نہٹ ہو لی کے رنگوں نے عجب ہوش	جو رنگ میں اک خلق نبی پھرتی ہے گل پوش
ہرین ناچ کہیں راگ کہیں رنگ میں نوش	پتے ہرین نقشے عیش میں سب ٹوٹیں ہرین ہوش
مغجون کہیں پتے ہرین کہیں رنگ زمین پر	ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر
میخانہ میں دیکھو تو عجب سیر ہے یا رو	والت پڑے لوگے ہرین اور کرتے ہرین ہوش
مستی سے سوا عیش نہیں ہوش کسی کو	شیشو نہیں پیا لونین صراحی میں خوشی ہو
استحیاء ہے پڑی یادہ گل رنگ زمین پر	ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر
گلا گلا کے پکاریں کہیں رنگوں کی چٹک ہے	مینا کی بھبھک و کہیں ساغر کی جھلک ہے
میلوئی صدائیں کہیں تالوں کی جھنک ہے	تالی کی بہار میں کہیں ٹھلیا کی کھڑک ہے
بجبتا ہے کہیں دف کہیں مڑچنگ زمین پر	ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر
مستی میں اُٹھا آنکھ جھڑک دیکھوا ہا	نہجے ہے طوائف کہیں شنگ ہے بھو تیا
چلتے ہرین کہیں جام کہیں سوانگ کا چرچا	اور رنگ گولہ یونین جو دیکھا تو ہر اک جا
بہتی ہرین اُٹھ کر چمن و گنگ زمین پر	ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر
معمور ہرین غمان سے گلی کو چہ و بازار	اُڑتا ہے عیسر اور کہیں بچکاری کی ہے مار
چھایا ہو گلا نو کا ہر اک جا یہ موان بھار	پڑتی ہے جدمر و دیکھو اُدھر رنگ کی بھار
ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک رنگ میں پر	ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر

بھاگے ہے کہین رنگ کی پر جو کوئی ڈال یہ تانگ کھینٹے تو وہ کھینچے ہے پکڑ بال	وہ پٹلی مارے ہے اُسے دوڑ کے فی الحال وہ ہاتھ مڑے تو یہ توڑے ہے کھڑا گل
اس ڈھنگ پر اک جا پر رہے ڈھنگ میں پر ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر	
بٹھے ہیں سیاہیں میں نہیں ایک بھی کڑوا پھر تے ہیں کہیں مشک کہیں رنگ کا کڑوا	پچکار ہی ٹھا کر کوئی چکاوے ہے کھڑا کیا شاد وہ ہوتا ہے جسے کہتے ہیں بڑوا
سنتے ہیں یہاں تک نہیں اب رنگ زمین پر ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر	
ہولی کی نظیر اب جو بہار میں ہیں ابا ہا کپڑو نہی رنگ کی دھار میں ہیں ابا ہا	محبوب رنگیلوں کی قطار میں ہیں ابا ہا سب ہولی ہی ہولی ہی پکار میں ہیں ابا ہا
کیا عیش ہے کیا رنگ ہے کیا ڈھنگ زمین پر ہولی نے مجایا ہے عجب رنگ زمین پر	
در بیان موت	
دنیا میں انبیا جی کوئی بہلا کے مر گیا عادل تھا وہ تو آکھو سمجھا کے مر گیا	دل تنگیوں نے اور کوئی آگتا کے مر گیا بیقل چھاتی پیٹ کے گھبرا کے مر گیا
دکھ پا کے مر گیا کوئی سکھ پا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
دن رات رن پچھو یہاں اور پڑے جنگ جس کا قدم بڑھو وہ مواد میں درنگ	چلتی ہے ہنر اجل کی سنن گولی درنگ جو جی چھپا کے بھاگا تو اسکا ہوا یہ رنگ

	وہ بھاگتے میں تیغ و تبر کھا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
پیدا ہوے ہیں خلق میں ابھی جزو کل جب آکر فنا نے کھلا یا اجل کا گل	یا چپ گزار سی عمر و یادِ صوم کرجیل کام آئی کچھ کسی کو خموشی نہ شور و غل	
	چپکے کوئی موا کوئی چلا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
گر لاکھ عشرتوں سے ہمیں یہ دھومِ دھام آخر کو جب اجل نے کیا آن کر سلام	یا مصیبتوں سے ہوا غم کا اثر دھام غم میں کسی حسین کے کوئی ہو گیا تام	
	کوئی حور پر بیان چھانی سے لپٹا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
پڑھ کر نماز کوئی رہا پاک با وضو ناپاکی پاکی موت کی ٹھہری نہ روبرو	کوئی شرب پی کے رہا مست کو بکو کوئی عبادتوں سے موا ہو کے سُرخ رو	
	ناپاک رو سیاہ بھی بچتا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
گردل کے آئینہ کے تین صاف کیلا جب پیک نے اجل کے کیا آنکر گزار	کشفِ قلوب دل پہ کیا اپنے آشکار کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار	
	کامل فقیر خلق میں کھلا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
یا مفلسی میں ایک نے خونِ جلدویا		یا فرض گر کسی کو ہوئی یا د کیسیا

کوئی زیادہ عمر سے اکدم نہیں جیا	سوکھی کسی نے روٹی چبا غم میں جی دیا
قلیلا پلاؤ زردہ کوئی کھا کے مر گیا	
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
پہنا لباس خوب اگر عطر کا بھرا	یا چیتھر و نکی گدڑی کوئی اوڑھ کر
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر بھا	پوئے کے چھوٹے کو کوئی چھوڑ کر چلا
باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مر گیا	
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
گیسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا یہاں	یا بیوا ہو کوئی ہوا خود منڈا یہاں
جب مرشد اجل کا قدم آیا دریاں	کوئی تو لبس و اطہر لیے ہو گیا روان
موتھچین بھوین تلک کوئی منڈوا کے مر گیا	
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
گر ایک بیو قار ہوا ایک قدر دار	سر پر لگا جب آنکے تیغ اجل کا دار
بے قدر سی کام آئی کسی کا نہ کچھ وقار	تھا بجیا سو وہ تو مولا کھو کے ننگ و عار
اور جسکو شرم تھی سو وہ شرما کے مر گیا	
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
کوئی ٹھڈی چاہتا تھا کوئی مٹھا اوڑھ	جس دم قضا نے ہاتھ میں لی تیغ او سپر
کام آئی کچھ فقیر سی نہ کچھ تخت لو چتر	یہ خاک پر موا وہ موت تخت کے اوپر
تھی جسکی جیسی قدر وہ بتلا کے مر گیا	
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	

عاشق ہو کر کسی کسی گل کی چاہ کی ادرجب اجل کی دونوں اگر لگن لگی	معشوقی کام آئی کیسی نہ عاشقی عاشق نے اپنے عشق بڑھانیا جان لگی
دل بھی اپنے حسن کو چمکا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
لکھنؤ میں بڑھکے ایسی بڑھی الفت کی چاہ عاشق ہوا تو مر گیا معشوق خواہ مخواہ	جو جسم و جان ایک ہوئے اُنکے واہ واہ معشوق مر گیا تو وہ عاشق بھی کر کے آہ
اس گلبدن کی قبر اوپر جا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
کیا کالے پیلے شکل کے کیا گور گور گلخدار عاقل حلیم و عامل و فاضل رسالدار	عاشق کوئی ہے اور کوئی معشوق چلدار پنڈت نجومی بید چہ نادان چہ ہوشیار
دو دن کی شان ہر کوئی دکھلا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
کیا اوجھڑی ذات پاک کے اشراق کیا نجیب جسمِ مرقضا کے ہاتھ نے بند لکھ گئی	قسمت چھوٹی کوڑی کسی کو نہ نصیب کیا ہوشیار و عاقل و نادان و طبیب
کوئی خزانہ خاک میں گڑوا کے مر گیا جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
مرنے پہلے مر گئے جو عاشقان زار کیا کا تبان اہل قلم خوشنویس کار	وہ زندہ ابد ہوئے تاحشر برقرار جتنی کتابیں دیکھتے ہو لاکھ یا ہزار
کوئی لکھ کے مر گیا کوئی لکھو کے مر گیا	جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

سب آنکھ پر اجل کے ہوئے وام میں سیر	سیر و مرید شاہ و گدا میرادر وزیر
کون جہان میں زندہ رہا ہے میانِ نظر	مفسس غریب صاحب تلج و علم سریر
کوئی ہزاروں عیش کی ٹھہرا کے مر گیا	
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا	
در صفت حیاتی	
رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہو	جب ملی روئی ہمیں بنو رقی روشن ہو
اپنے بیگانوں کے لازم تھے جوتی روشن ہو	زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہو
دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو	
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو	
ہیں خاص الخاص کا کرم ذوالجلال	وہ جو کھاتے ہیں باقر خانی کچھ شیر مال
جب ملی روئی وہیں ہم ہو گئے صاحب کمال	یہ جو رزٹی وال لکھتے ہیں ہم گزینِ جال
دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو	
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو	
وہ ملائک ہیں وہاں روٹی کا کیا کمبود	وہ تو اب مرد خدا ہیں قوتِ خباں نور ہے
ہم شکم بندوں کا یار و بس ہی دستور ہے	دل ہمارا تو فقط روٹی کا اب رنجور ہے
دو چپاتی کے ورق میں سب ق روشن ہو	
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو	
گرنہ ہو پھر غیر کا اپنے ہی جیسے سیر ہے	پیٹ میں روٹی پڑی جب تک یارِ خیر ہے
آسمان کیا پھر تو خاصہ لامکاکی سیر ہے	کھاتے ہی دو ترلو الے آسمان پر سیر ہے

	<p>دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو</p>	
<p>نے نمازون میں دل اور نہ کچھ قرآن پر کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر</p>		<p>جب ملک ٹی کا ٹکڑا ہونہ دسترخوان پر رات دن روٹی چڑھی رہتی ہو کچھ میان پر</p>
	<p>دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو</p>	
<p>کھیل پھر گڑا ہے یا جانل کا اوقال کا وصف کس منہ سے کرو نہیں نان کے احوال کا</p>		<p>گرمیوں دور و میان اور اک پیالہ وال کا گرمیوں روٹی تو کس کا پیر کس کا بال کا</p>
	<p>دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو</p>	
<p>جب پڑی روٹی تو پہنچی عرش کے اونچا کیا کرامت ہے فقط روٹی میں یا رواہ واہ</p>		<p>پیٹ میں روٹی نہ تھی جب تک عالم تھلا تھل گئے پردے تھے جتنے ماہی تے تابا</p>
	<p>دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو</p>	
<p>جان آتی ہے لیے سے نام دسترخوان کا روح ناچے ہے نہیں نام دسترخوان کا</p>		<p>یوں چکنا ہے پڑا ہر آن گردہ نان کا چاند کا ٹکڑا اکون میں یا کہ ٹکڑا نان کا</p>
	<p>دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہو</p>	
<p>خوبیاں جتنی ہیں لا کر سب بھری ہیں نامیں</p>		<p>حسن جتنے ہیں جہان میں سب بھرے ہیں خونیں</p>

عاشق و معشوق بھی ٹکلیا کے ہیں دنیا میں	پھنس رہے ہیں سب کے دل روٹی کے دسترخوان میں
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو	اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو
ہومرید اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر	یعنی کچھ دیکھے تجلی کی کرامت دلیں پیر
کھاتے ہی دوروٹیاں دل ہو گیا بد مزہ	کوئی روٹی سانہیں اب بیروٹہ نہ نظیر
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہو	اک رکابی میں ہیں چودہ طبق روشن ہو
برسات کا تماشا	
اہل سخن کو ہے گا اک بات کا تماشا	ادعا رفون کی خاطر ہے ذات کا تماشا
دنیا کے صاحبزادوں کو دوزخ کا تماشا	ہم عاشقوں کو ہے گاسب گھات کا تماشا
آیا رحیل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
نور شید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے	لیتا ہے مول بلول کر کر تلاش زر سے
آئی ہو بھی لیکر بادل کو ہر گھر سے	آٹھے اساتذہ تو اب و شمس کے گھر سے
آیا رحیل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف نمودار کر	ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہیں یوں سا کر
ہاں سبز چوٹے پہن ہر دم نہا نہا کر	کوئی دم کو گھیر لجا دیکھے گاسکو اگر
آیا رحیل کے دیکھیں برسات کا تماشا	
جب یہ نوید پہنچی صحرائین ایکباری	ہونے لگی وہاں پھر برسات کی تیاری
چشمِ نوین کوہ کے بھی ہوئی سبکی نظاری	موسم کے جانور بھی آتے ہیں بارشِ باری

	آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشہ	
ساوین نے بادلوں پہ گھٹا جو چھائی	بجلی نے اپنی صورت پہ آں کر دکھائی	ہو مست رہد گر جاگوئل کی کوک آئی
	آیا رچلکے دیکھیں برسات کا تماشہ	
جن صاحبو کے دل کو کچھ عیش ہے بہرا	وہ اس ہوا میں ہما کر دیکھے ہیں وہ صحرا	بھڑت آب سبزہ اور گلبدن سنہرا
	آیا رچلکے دیکھیں برسات کا تماشہ	
کوئی اپنے دلربا سے کہتا ہے دیکھیں جنگلا	چیرے کو تو گلابی یا گل انار رنگ لا	اور ساغر و صراحی سے کی تو اپنے سنگ لا
	آیا رچلکے دیکھیں برسات کا تماشہ	
ہر گلبدن کے تئیں پوشاک ہے اکری	پکڑی گلابی ہلکی یا گل انار گری	صحن چمن میں ہے جو بارہ درسی سنہری
	آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشہ	
معتوق عاشقون میں کیا بزم بانگ ہے	شیشہ گلابی ساقی اور جام اور گزک ہے	جھنکار تال کی ہے اور طبلے کی گھڑک ہے
	آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشہ	
اگر کہیں مزے کی ننھی بھوہار بوسے	چیر و کارنگ چٹکے حسن نگار برسے	اک طرف اولتی کی باہم قطار برسے
	آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تماشہ	

ہر کوہ کی کمر تک سبز ہے لہلہاتا	بر سے ہے پیچہ جھڑ پانی بہا ہے جاتا
دش و دیور ہر اک ملل کے ہے نہاتا	غوغا کرین ہین نیند کھینکے غل مجاتا
آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا	
گلشن میں آچہرے ہین سب گلبدن کیلے	ساتھ اُنکے لگ رہے ہین عشق جوہن کیلے
کتا کوئی کسی سے اسے دلربا ہٹیلے	ایک ہی گلابی سے کی ہا عشق جیسے پیلے
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا	
کالی گھٹا ہے ہر دم پرے ہین نیچر کی معارین	اوجھیں اور ہی ہین جگنو کی سو قطارین
کون پسیے کو کین اور کوک کر کیا رین	اور مورت ہو کر جون کو کلا جگھارین
آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا	
کالی گھٹائیں اگر مورت تل رہی ہین	دستارین سرخ اُسہین کیا خوب کھل رہی ہین
رخساروں پر بہارین ہر اک دھل ہی ہین	شبنم کی بوندین جیسے ہر گل پتل رہی ہین
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا	
سانوں کی کالی راتیں در برق کے اشارے	جگنو چمکتے پھرتے جون آسمان پر تارے
لیٹے گلے سے سوتے معشوق ماہ یارے	اگر قی ہے جیت کیسی کوئی کھڑا کارے
آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا	
ہاتھوں ہین ہر اک پھونکنی لالچٹریان	جلی جلی پھرتی اور لگ رہی ہین جھڑیان
کالے منہ کے جواہر بوندین ہین منہ کی جھڑیان	برسین گویا ہزاروں اب موتیوں کی لڑیان
آیا رچلے دیکھین برسات کا تماشا	
ہر ایک انہیں بہتر محبوب گلبدن ہے	خوبی میں برگ گل سے بہتر ہر اک گل ہے

تسیر یہ ابر باران اور گل ہے اور چمن ہے	عاشق کے دل سے پوچھو یا عیش کلاں ہے
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا	
شہر ونگے بچ ہر جامد ونگے جو مکان میں	باران کے دیکھنے کی بام و طاریاں ہیں
بیٹھے ہوئے بغل میں معشوق وستان میں	ہر رنگ و ہر طرح کی سے کی گلابیاں ہیں
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا	
بگلے سمون کے ہر جامد ونگے چھوٹے زردے	میوے ٹھکانی ہانسیاں گور اور سردے
پکوان تانے تازے خامے پلاؤ زردے	بر سے ہے ابر باران کھلوا دیے ہیں پردے
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا	
اب شہر میں جہانک اور باشی شہر میں	بیٹھے دکان اور بے خوف و بے خطر ہیں
معشوق ہیں بغل میں محبوب سیر میں	اور سب غریب و غریب و غریب گھر میں
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا	
آگے دکان کے تالا ہے موج مار چلے	عالم طرح طرح کا آگے سے ہے نکلتا
کوئی چمپکتا پانی اور کوئی ہے پھلتا	ٹھٹھا ہے اور مزا ہے آبِ عنب ہے دھلتا
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا	
معمور ہیں جہانکی سب تال اور تلیاں	سب بھر رہا ہے پانی ہوں نہر یا نہریاں
اور ڈالیاں چمن کی بوند سے جھک رہی ہیں	باہل بھرے ہیں جیسے معشوق میں دیکھنیاں
آیا رچل کے دیکھین برسات کا تماشا	
ہے جو نظیر جنگی دھوین اوستیاں میں	سب سے زیادہ اسکو آبِ عیش مستیاں میں
معشوق ہیں بغل میں اور ہے پرتیاں میں	شعروں سے موتیوں کی بوندیں پرتیاں میں

	آیا رچل کے دیکھیں برسات کا تاتا	
	دید بازی	
ہو یا جبکو سو سو گل بچول کا کترنا	پھبتا ہے اُسکو یار دوم عاشقی کا بھرنا	جس گھاٹ حسن اُترے اُس گھاٹ پُترنا
	سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	
تو پہلوان بنکر کھودا وہیں اکھاڑا اس بیچ سے ہی گلرو شیعہ کو دیکھ چھڑا	دیکھا جو حسن بھاری شہو دیار بھاڑا وڈ پیل بھان بگدر لیرم سے خم کو بھاڑا	
	سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	
تو کٹری باز بنکر پھینکا پیری بھی لٹکا راوت ہی بنکے مارا اُسیر بھی پانا ہتا	جو حسن تھا چمکتا قاتل کا مثل کتا بانگ اور ٹپا ہلا یا محنت سے ہو کے لٹا	
	سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	
تیغ و سپر تنیچے باز سے ہیں بھان کے مانکے تو کھائے لیکن کھانے بھی خوب چانکے	دیکھا جو حسن باکا تو کجکے طیر سے بانکے گرفا نہ جنگی اُس سے کھائے بد نہ پانکے	
	سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا	
تو کجکے پھر مصور تصویر ہی بنا فی	تصویر سی سکی صورت جو دی کھائی	

اکھین سیر دیکھی سیلو نین جا لگائی	اس شکل سے ہی اکثر کی حُسن کی کمائی
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا
لقمے کی طرح دل کو جس خُشخ مڑوڑا	تو پال کر کبوتر اُس سے ہی دلو چوڑا
و کھلا کمی کا چٹھیا شست روکا پوڑا	کیسا ہی پرکھڑا تھا پر موند سے نچوڑا
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا
دیکھا جو حسن یار و جون لعل یا انگارا	تو لعل چینی کا ہے پھر پال بچارا
کل یا کہ حال روکا اور لعل کو اُتارا	اُس لعل کے ہی وصف میں اُس پر چلی چارا
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
بازار سی حُسن دیکھا تو کر کے رنگاری	پنجرے بنائے خاصہ رنگین و بھاری
ڈالے ہنڈوے اُس میں رنگین رنگاری	اُن پنجرے ہی میں کرنی پنی دکانداری
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا
اچھا لگا جو دل کو سین بدن پیارا	تو کیسا گری کا پیر ٹھٹھکا سنوارا
دکھلا کے چاندی سونا جیسے چمکتا تارا	یا راہی تھا تو اُس کو اُس وصف میں با آئارا
سو مکرو فن بنانا سورنگ وروپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا

چمن پہ جبکہ دیکھے اس حُسن کے پنا پے	تو نیکے باہمن اسجا چھاپے تلک ہی چھاپے
چندن دکھا کے ہر دم و رین دکھا کے بیٹھا	اُس گھاٹ پر بھی آ کر اپنے ہی چھاپے چھاپے
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
جاد و جوسن دیکھا تو سیکھے جاد و ٹوٹے	بیرون کے تین جگا کے بیٹھیا کو نے کو نے
پارکھو پری کے کاجل چانول سند و روٹے	جاد و مین دیکھ ڈالے کافر کئی سلوٹے
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
دیکھا جوسن قابل تو رختہ بنائے	کچھ مکریان بنائیں اور کچھ کبت بنائے
سکھو نکی بخت ڈالی اوکھنڈ بھی جائے	جب جھونے پناے پھر تو فرے اڑائے
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
جوسن شیر دیکھا تو رچھپ کے کو نکالا	اور نیکے رچھپ والے سوٹھا کڑا بنھالا
گشتی سے کھڑکھڑایا اور آپ کو اچھالا	اُس رچھپ سے بھی کتنے کھڑکھڑکے ڈالا
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
کھڑکی کا حُسن دیکھا تو پھر پچھانے بندر	بکرا بھی لا بٹھایا اس کام کا سمندر
جب ڈوگڑگی بجائی کوچہ گلی کے اندر	لڑکے ہزاروں ہوئے آویں قلعہ بندر
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

پایا جو رنگ بھولا تو بکے رنگ بھرے	چھلے انگوٹھی ڈھالے سانچے کی کر کے بھرے
بولا کوئی تو اسمین کچھ تو خراسے ڈریے	تو اسٹہنکے کہنا کچھ بات یاں بکریے
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
دیکھا جو حسن کوئی بلدار لہر کھایا	تو بن گئے سپیرے اور سانپ کو جلا یا
تو بنی بجاکے ہر دم سانپ کو کا پھین ملایا	اس سانپ کے ہی فن سے اپنا بھی من لایا
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
دیکھا جو حسن سرکش سیانے ہی ہو بکار	دھوئی غلیتے لکھے اور بھوت جن تارے
پھونکی چڑیل خندی دیو ڈنپر ہاتھ مار	اک چھوٹے متر و نمین کیسے کیسے نظا رہے
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
جو حسن بالا دیکھا تو مٹریان بنائیں	ڈیوین ڈال کھی اور کٹریان بنائیں
کچھ جینان مٹگائیں کچھ تیلیان بنائیں	ان تیلیوں کی خاطر کیا تیلیان بنائیں
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
ہر اک پلنگ تارا شیشے میں بڑکے ماشا	لکڑی کے پھول کترے اور سنگترہ تراشا
سولی کا ہنس بگاڑا گا جیر کا مور باشا	دیکھا ہر اک بہانے اس حسن کا تماشا
سو مکرو فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

میلونین آم جامن سب و انارینچے	سیر و نمین دال مینین پاڑا چارینچے
گھاٹون مین جاجینے نقد و ادھارینچے	چکلو نمین بنکے مالی بیھو کو نکے ہارینچے
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا
گراڑ پڑے کسی دن کچھ سینٹلا برائی	تو بچکر و یا کی دلکی سر برائی
پھر گنگئے بجا رہی کر حسن کی ادگائی	اس سینٹلا کی مت مین اپنی ہی مت گنوئی
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
ہوئی کی پھر بہارین پہونچی دامن مین	تو نکے جوگی چیلے باندھ عجب ہوا مین
آزاد بنوا ہو پھر کمین نر اصدائین	اُس حال اتال ہی سے دین کو دھائین
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا
خوبی کا لہر کھاتا دیکھا جو حسن لہری	پالے بیڑ طوطے جگلے بے گلہری
کی بات دوہی جو کچھ اُسکے پیڑ ٹھہری	اُس لہری ہے دکھی کیا کیا بہار گہری
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا
دیکھا جو حسن سیانا تو بن گئے دوانے	لاگے ہر اک کو اپنا دیوانہ بن جانے
طر کو نکے سنگ کھانے اور شور و غلجھا	دیکھے ہزار جھکے آخر اسی بہانے
سوکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبانگی دید کرنا

دیکھی جو نرم و نازک اس حسن کی کلائی	نصیباً بنکے چوڑی ہاتھ نمین کھن کھنائی
بیچے بہت کھلونے اور جو جو بن ہے آئی	آخر بیکاری بنکر کی حسن کی گدائی
سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
لازم ہے اسکو یار و عاشق وہی کہاؤ	جو اس طرح کہانی کر حسن کو بڑھاوے
بہر و پیابھی اپنا بہر و پ بھول جاوے	اگے نظیر کیا کیا عاشق کی دمن بناوے
سو مکر و فن بنانا سورنگ و روپ بھرنا	عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا
اثر دے کا بچا	
بیچے ہے اتجو کوئی بلبل بے کا بچا	اور بچتا ہے کوئی طوطے ہرے کا بچا
مینا بیا لٹورا اور ابلقے کا بچا	تیر بٹیر سارس شکرے لوے کا بچا
سب بچتے ہین اگر چیتے کھرے کا بچا	ہم بچتے ہین یار و لو اثر دے کا بچا
کھانے کھاتے تھے ہتھو اس آگے پلاؤ قلیا	یار و کھی سو کھی روٹی یا باجر کیا ولیا
پہر نے ہین سر پر رکھ کر جالینس منی کھلیا	اب کوئی اگرے مین ایسا نہیں ہے ہلیا
سب بچتے ہین اگر چیتے کھرے کا بچا	ہم بچتے ہین یار و لو اثر دے کا بچا
جب بچتے تھے یار و ہم اثر دہا پڑانا	سو سو طرح کا جب تو آتا تھا ہم کھانا
اب کا بلی جو کم ہے تو بھی یہ دین ٹھانا	اک بچار و زلانا اور روز بچ کھانا

سب بچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہین یار و لواژ دے کا بچا	
گاہک نہ کوئی بولا ہے سیراز مانا اب بھی بکا تو بہت سرنین پھر پگالانا	آج اُسکو سر پہ رکھ کر سب شہر منہ چٹانا ہے اس ہی ہمارے انت روٹی کا ٹکنا
سب بچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہین یار و لواژ دے کا بچا	
ہو ڈر ہم اسکو رکھین یا پھر تے جاوین کچھ بن نہیں آتا یہ دکھ کے سٹاوین	لو کیا ہم آپ کھاوین یا آپ کھلاوین جی چاہتا ہے اتویہ شہر جھوڑ جادین
سب بچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہین یار و لواژ دے کا بچا	
سومن گیہون کا ہر کھانیکو مانے آوے جب رات ہو تو ہر دم یہ خون جبین آوے	اور سو کچال پانی کب تک کوئی پلاوے شالیا سے چور اگر کوئی پورے نجاوے
سب بچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہین یار و لواژ دے کا بچا	
روزی کالی تو ایسی گھر گھر میں ہین کسلے جب تنگ ہو کر روزی کون اڑ دے کوپالے	ہاشمی دگھوڑے اپنے دتے ہین لوگ ڈھالے اسکی میں اور ہاری یار و خبر خدالے
سب بچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا ہم بچتے ہین یار و لواژ دے کا بچا	
نو دس ہزار تک تو چھوٹے اُسے نہ نیگے	اتنے روپے تو اس اک پرکے ہم نہ نیگے

ستر ہزار تک بھی سودا نہیں کریں گے	اشی ہزار دیکھا تو ہم بھی دسے جلین گے
سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا	ہم بیچتے ہیں یارو لو اثر دسے کا بچا
سب اٹھ گئے جہان سے وہ تھے جو گنسیا	وہ رہ گئے ہیں جنکے گھر میں نہیں ہے نہ سیا
اس بات کو تو عمدہ ہو بھوگ کا ہلسیا	جو اثر دسے کو پالے ایسا ہے کون رسیا
سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا	ہم بیچتے ہیں یارو لو اثر دسے کا بچا
آگے تو گھر بگھر تھے اکثر تمام داتا	سیرغ پالتے تھے کرنے کو نام داتا
اپنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام داتا	سچ ہے نظیر آخر اجگر کے رام داتا
سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا	ہم بیچتے ہیں یارو لو اثر دسے کا بچا
در بیانِ مفلسی	
جب آدمی کے حل پہ آتی ہے مفلسی	کس کس طرح سے اسکو تاتی ہے مفلسی
پیا سا تمام روز بھاتی ہے مفلسی	بھوکا تمام رات سولاتی ہے مفلسی
یہ دیکھو وہ جانے جب یہ کہ آتی ہے مفلسی	
کہیے تو اب حکیم کی سب بڑی ہنستان	تعظیم جب کی کرتے ہیں نواب اور خان
مفلس ہو تو حضرت لقمان کیا ہے بیان	عیسیٰ بھی ہو تو کوئی نہیں پوچھتا بیان
حکمت حکیم کی بھی ڈوباتی ہے مفلسی	
جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہیں	مفلس ہو تو کمرہ تلک بھول جاتے ہیں

پوچھے کوئی الف تو اُسے بے بتاتے ہیں	وہ جو غریب غریبا کے لڑکے پڑھاتے ہیں
اُنکی تو عمر بھر نہیں جاتی ہے مفلسی	
مفلس کرے جو آنکھ مغل کے بیچ حال	سب جانین روٹیوں کا ٹکڑا ملا پڑے حال
اگر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اُسے نہ حال	مفلس میں ہو دین لاکھ اگر علم اور مال
سب خاک بیچ آکے ملائی ہے مفلسی	
جب روٹیوں کے بننے کا اگر پڑے شمار	مفلس کو دیوین ایک تو نگر کو چار چار
گراور مانگے وہ تو اُسے جھڑکین بار بار	اس مفلس کا آہ بیان کیا کروں میں یا ر
مفلس کو اس جگہ بھی جاتی ہے مفلسی	
مفلس کی کچھ نظر نہیں رہتی ہے آن پر	دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خان پر	جس طرح کتے لڑتے ہیں اکل ستخوان پر
ویسا ہی مفلسوں کو لڑاتی ہے مفلسی	
کرتا نہیں حیا سے جو کوئی وہ کام آہ	مفلس کرے ہے اُسکے تین انصرام آہ
سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ	کہتے ہیں جسکو شرم و حیانتگ و نام آہ
وہ سب حیا و شرم اڑاتی ہے مفلسی	
یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر میں گر گئی	پھر جتنے گھر تھے سب میں اُسی گھر کے گر گئی
زن بچے روتے ہیں گویا نانی گزر گئی	ہمسا یہ پوچھتے ہیں کہ کیا داوی گر گئی
بن مردے گھر میں شور مچاتی ہے مفلسی	
لازم ہے گھر غمی میں کوئی شور غل چا	مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے
مر جاؤ اگر کوئی تو کہاں سے اُسے اٹھائے	اس مفلس کی خواریاں کیا کیا کنوین ہے

	مردے کو بے کفن کے گڑا تی ہے مفلسی	
جھاڑ و بغیر گھر میں بکھرتی ہیں جھکڑیاں پیسہ نہ ہو سچے جلانے کو لکڑیاں		کیا کیا میں مفلسی کی کون خوار ہی کھڑیاں کونوں میں جاے لپٹے ہیں چھیر میں لکڑیاں
	دستار میں انکے مردے بھاتی ہے مفلسی	
کپڑے میانکے بنیے کے گھر میں پڑے رہے زنجیر نے کو اڑنے حقیر کھڑے رہے		بی بی کی تھن نہ لڑکونکے ہاتھوں کھڑے رہے جب کھڑیاں بگ گئیں تو کھنڈر میں پڑے رہے
	آخر کو اینٹ اینٹ کھڑا تی ہے مفلسی	
سب رنگ دم میں کر دے مسوڑے کر کے تصویر اور نقش میں کیا رنگ وہ بھرے		نقاش پر بھی زور جب آ مفلسی کرے صورت بھی اُسکی دیکھ کر نہ کھینچ رہے پڑے
	اُسکے تونو کا رنگ اڑا تی ہے مفلسی	
پہرتا ہے بوسے دیتا ہے ہر اک کو خواہ مخواہ گر جسٹن ہو ہزار رو پہ کا تو اسکو آواہ		جب خبر ہو وہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ ہرگز کسی دل کو نہیں ہوتی اُسکی جاہ
	کیا کوڑیوں کے مول بکا تی ہے مفلسی	
جو کوڑی کوڑی بوسہ گورامی ہو دم دم کیونکر نہ جی کو اُس جین حسن کے ہو غم		اُس خبر ہو کو کون دے اب دام اور دم ٹوپی میرانی دو تو وہ جانے کلاہ جسم
	جسکی بہارِ مفت لٹا تی ہے مفلسی	
معتوق اپنے پاس نہ آسکو مٹھینے اِس ڈر سے یعنی راستہ دھنا کہیں نہ		عاشق کے حال پر بھی جب آ مفلسی پڑے اُسے جو رات کو تو نکالے دین اُسے
	شمت یہ عاشقوں کو نکالتی ہے مفلسی	

کیسے ہی دھوم دھام کی رنڈی ہو چوٹال دیتے ہیں اُسکے ناچ کو ٹٹھے کے بیچ ڈال	جب فلسی ہو کلن پڑے سر پہ اُسکے جال ناچے ہے وہ تو فرش کے اوپر قدم بندھال
اور اُسکو آنکلیو نہ بنی جاتی ہے مفلسی	
اُسکا تول ٹھکانے نہیں کھلو کیا بتائے لے شام سے وہ صبح تلک گو کہ ناچ گائے	جب ہو بیٹا دوپہ تو کا ہے سے منہ چھپائے اور دن کو آٹھ سات تو وہ دوٹکے ہی پائے
اس لاج سے اسے بھی بجاتی ہے مفلسی	
جس کسی رنڈیکو ہولاکت سے دل خزین اک پون پیسے تک بھی وہ کرتی نہیں دین	رکھتا ہے اُسکو جب کوئی آکر ٹاشین یہ دیکھ اُسی سے پوچھیں اب وہ جسے تین
صحبت میں ساری رات جگاتی ہے مفلسی	
وہ تو یہ سمجھے دل میں کہ دھیلایا یوں گی باقی رہی چچرام سو پانی بھراؤں گی	دھڑکی کے بان دھڑکی کی تسی نکلاؤں گی پھر ول میں سوچتی ہے کہ کیا خاک کھاؤں گی
آخر چینیا اُس کا بھڑاتی ہے مفلسی	
جب مفلسی سے ہو وہ کلانوت کا دل آس اک پاؤں سے آئے کی دل میں لگا کے آس	پھرتا ہے لے طنبورے کو گھر کے آس پاس گوری کا وقت ہو تو گاتا ہر وہ بہک
یا تک جو اس اُسکے اڑاتی ہے مفلسی	
مفلس جو بیاہ بیٹی کا کرتا ہے بول بول جو روکا وہ کلا ہے کہ بھوتا ہو بیٹھ بول	بسیا کمان جو جا کے وہ لاوے جین بول گھر کی حلال خوری تلک کرتی ہے ٹھول
ہیبت تمام اُسکی اٹھاتی ہے مفلسی	
بیٹے کا بیاہ ہو تو نہ بیاہی نہ ساتھی ہے	نے روشنی نہ باج کی آواز آتی ہے

مان چھپے ایک میل چدر اوڑھے جاتی ہے	بٹیا بنا ہے دولہا تو باوا براتی ہے
مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی	
گر بیاہ کر چلا ہے سحر کو تو یہ بلا	شہدار نانا ہیچ ۱۱ اور بھاٹ مٹ چڑا
کھینچے ہوئے اُسے چلے جاتے ہیں جابجا	دہ آگے آگے لڑتا ہوا جاتا ہے چلا
اور تھپتھپھڑیوں کو بجاتی ہے مفلسی	
دروازے پر زنا نہ بجاتے ہیں تالیان	اور گھر میں ٹھہری ڈنڈی دیتی ہیں گالیان
مالن گلے کی بار ہو دوڑی لے ڈالیان	سکھڑے انسا تا ہے باتیں زالیان
یہ خوارسی یہ خرابی دکھاتی ہے مفلسی	
کوئی شوم ہے حیا کوئی بولا نکھٹو ہے	نبی نے جانا باب تو میر نکھٹو ہے
بیٹے پکار رہے ہیں کہ بابا نکھٹو ہے	بی بی یہ زمین کہتی ہے اچھا نکھٹو ہے
آخر نکھٹو نام و مصراۃ ہے مفلسی	
چولہا تو انہ بانی کے شے میں آبی ہے	پینے کو کچھ نہ کھانے کو اور نہ رکابی ہے
مفلس کے ساتھ کبے تین بیجا بی ہے	مفلس کی جو روپیہ ہے کہ ہان کی بجائی ہے
غرت سب اُسکے دل کی گنوا تی ہے مفلسی	
کیسا ہی آدمی ہو پر فلاسک طغیل	کوئی گرہا کہہ اُسے ٹھہرو سکوئی بل
کپڑے پھٹے تام ٹپڑے بال پھیل پھیل	نمہ خشک دانت زرد بن پر کجکیل
سب خشک قیدیوں کی بناتی ہے مفلسی	
ہر آن دوستوں کی محبت گھٹاتی ہے	جو آشنا ہیں اُنکی تو آفت گھٹاتی ہے
اپنے کی ہر غم کی چاہت گھٹاتی ہے	شرم و حیا و غرت و محبت گھٹاتی ہے

	ہاں ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی	
وہ قدر ذات کی وہ نجات کمان رہی تغظیم اور تواضع کی بابت کمان رہی		جب مفلسی ہوئی تو شرافت کمان رہی پٹے پٹے تو لوگوں میں غرت کمان رہی
	مجلس کی جوتیوں پہ بٹھاتی ہے مفلسی	
سب خاک میں ملائی ہے حرمت کی شان کو چوری پے آکے ڈالے ہے مفلس کی میاں کو		رکعتی نہیں کسی کی یہ غیرت کی آن کو سو مختون میں اُسکی کھپاتی ہے جان کو
	آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی	
خالق نہ مفلسی میں کسی کو کرے اسیر کیا کیا میں مفلسی کی خرابی کوں نظر		دنیا میں لیکے شاہ سے اے یار و لفقیر اشراف کو بناتی ہے اک آن میں فقیر
	وہ جانے جسکے دل کو جلاتی ہے مفلسی	
	خمسہ ولہ	
مرہی نقد دل جسد بساط عشق میں ہلا سحر آیا جوہن میں کلبہ اخراں میں بچارا		کروں احوال کا اپنے بیان کیا تجھے میں ہلا پھر از بس جو کہ وشت میں را تو کلوادرا
	وہیں نگہ بار کی جوش جنون نے دنگو لٹکارا	
دیا یا تری گرمی میں جوت شعلہ آتش پڑا ہے کیا فروہ مثل ہنر شعلہ آتش		کہ بس کیا کر چکا عمری جوت شعلہ آتش نہیں نالہ تو سپہ دریاہ ز ریت شعلہ آتش
	بہار آئی کوکھا گر تجھ میں ہے کچھ قوت دیارا	
ایسا کسا ایسا پکڑے سطح تیرا جو کھنکھرتا		یہ ستم ہی ہے جو کیا دل طیش میں آکر

کنار و حبیب کی سب جھیاں کٹوالین تار	اڑاگر گرد ملکر خاک نکلا گھر سے پھر باہر
پڑھا یہ بند اور ہو کر کے نالہ آہ کا مارا	
چنان اکنون ز خود رفتہ نمیدانم کجا ستم	بزرگ جان گذتم از سرِ راہ از کہ پیوستم
زرہ بگرفت اکنون این زبان شوخ چون تهم	ہجوم محشر نکامہ ام دیوانہ ام ستم
نہ از پاسہ شناسم سر نمیدانم ز سر پارا	
یہ پڑھتے ہی ہوئی بجز خون کی اور سرائی	عجب دیوانہ پن کی کے معج آکھنوں لہرائی
جوہین دریائے دل نے آکے پھر چلنے کی تھرائی	قضا نے لاوہین اک سعد نہ بخیر پینائی
کہ جسکے غل کا پہونچا عرش کا نوٹن جھنکارا	
خدا جانے اڑا لائی قضا جا کر کہاں سے وہ	زمین نکلی کا فریا کہ اتر کی سماں سے وہ
نرالی تھی غرض ایسا روز ندان جانے وہ	کھٹکتی دو ریکتاتی تھی اس زونغاں سے وہ
مگر گریجا زمین کے رعد کی نوبت کا نقارا	
کیا اگر خون نے دل کا وان غلغلہ برپا	کہ نیکر آگ اور خس جلاں بالکھہ قیونکا
نہ وہ انہوہ رہا نہ وہ مزانے دھوم جرجا	نظمیر آیا جوہین پھر ہوش میں آو کے یہ بولا
کہ آخر مر گیا ہے راز دانی میشود یارا	
خمسہ	
رکھ بوجھ سر پر نکلا اشتراطو ایسا	گھیر اخرا بیون نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افراطو ایسا	مفلس کا زرد چہرہ چور ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا	

جب مفلسی کا آکر سر پر پڑا ہے مایا	بھرتا ہے مرد کیا کیا دردِ خرابِ رسوا
بنتا ہے مفلسی میں مفلس کا آیتِ نشا	پورا ہنر جو سیکھا تو بھی یک مانگنے کا
یہ بد نصیبی دیکھو جو ہر ملا تو ایسا	
مفلس نے گرجہ مرکری کو کمری کسی کی	کیسی ہی غمتیں کین لیکن طلبِ نپائی
جیدِ حر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوری	کی عاشقی تو سر پر ہے اک ٹرسی ٹوپی
سودا بھی اُسے لے لے دلیر ملا تو ایسا	
آخر کو تنگ ہو کر جب مفلسی کے مارے	چلا ہوا کسی کا اور پنے سیلی تا گے
وانسے سوانگوئی ہر گز نہ پائی اُسے	ون کو دلائی جھار و شب کو سنگاے ٹکڑے
مفلس کو پر و مرشد رہبر ملا تو ایسا	
آٹا ملا تو ایندھن چوہا رہا نہ دارد	روٹی پکائے کسپر گھر میں تو اندارد
گر ٹھیکری پہ تھوپے تو پھر مز اندارد	تو چھید بنید سی غائب جسے کل اندارد
پانی کا گر میو نہیں سمجھ ملا تو ایسا	
قلیہ پلاؤ ز روے دودھ اور ملائی کھوئے	پوری کچوری لڈو سب سے کھوئے
جب کچھ ہوا میر و نرات روئے دھوئے	یا خشک ٹکڑے چاہے یا پانی کے بھگوئے
سو کھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا	
کنو اب تاشِ مشروع تن ز غیامہ ملل	سب کجی ہاتھوں گئے اپنے ہاتھ ملل
پکڑی رہی نہ جامہ ٹیکار ہا نہ آغل	لے ٹاٹ کی قبا پر چوڑا پیرا ناگل
ابرا ملا تو ایسا استر ملا تو ایسا	
چربائی بیچ کھائی اور بان کو جلا کر	روٹی پکائی رو رو اور کھائی لاکھ بھر

سوئیے وقت جھنگا گد ملار ہا نہ چادر	کنہی پہ سر کو رکھ کر سوئے فقط زمین پر
سکیمہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا	
جو صبح اور سورج جب آئے منہ دکھا دے	لے شام تک اسی گے گھر بیچ دھوپ جاوے
آمدھی چلے تو گھر میں سب خاک مہول جاوے	برے جو منہ تو باہر اک بوند پھر جاوے
پھوسے نصیب دیکھو چہر ملا تو ایسا	
جس دل جلے کے اوپر دفلی کی آئے	پھر دور بھاگے اُسے سب سے اور پرانے
آخر کو مفلسی نے یہ دکھ اُسے دکھائے	کھانا جہان تھا بٹتا وان جا کے دھکے کھائے
گنہت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا	
تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تک	مفلس ہوا تو کوئی دیکھے نہ پھر نظر بھر
کپڑے پھٹنوں سے بیٹھا جن نہ میں وہ جا کر	سب فرسخ اٹھا کر ٹھیلایا جوتیوں پر
مفلس کو ہر مکان میں آدر ملا تو ایسا	
گر مفلسی میں اُسے دو تین لڑکے پائے	اور کنبے والے لڑکے وان کھیلے کو آئے
دیکھ اُنکے گنے پاتے آنکھوں میں آنسو لائے	سر کی کو پھیل بیچے تھو اور کڑے بنائے
بدبخت کے بچوں کو زپور ملا تو ایسا	
اسباب تھا تو کیا کیا رکتے تھے گوشت تڑا	مفلس ہوا تو ہر گز رشتہ رہا نہ تاتا
نے بھائی بھائی کتنا بے شکا تاتا بابا	اس پر نظر مجھ کو رونا بہت ہے آتا
اس مفلسی زدے کو بٹس ملا تو ایسا	
<p>——————</p>	

بسم اللہ الرحمن الرحیم		
جہنم کنھیاجی	مسدس	
ہو ریت جہنم کی دہلی جس گھر میں بالہ ہوتا ہے	اُس نڈل میں ہر گز تیر کو عین بالہ ہوتا ہے	
سیان بھگ کی بھولے ہے جب بھولا بھالا ہوتا ہے	آنند نڈلی بابت ہر نیت بھول بھالا ہوتا ہے	
یون نیک ٹھہرتے ہیں اس دنیا میں نسا زخم	بھانکے اور ہی ٹھہرے ہیں جب لیتے ہیں اوتار ختم	
سبح سائے یون میں اوتار کو بھرتے ہیں	خونار دمن میں جیسا بھرتے ہیں	
وہ نیک ہو رہے جسم اس میں جمنے جاتے ہیں	جلیلا جنی ہوتی ہے وہ روپ جا دکھلاتے ہیں	
یون دیکھنے میں اور کہنے میں وہ روپ تو بائے ہو ہیں	پر بالے ہی میں اُنکے ابکار رزلے ہوتے ہیں	
یہ بات کہی جو میں اب یوں اسکو تو اب دیکھان لگا	پڑ نہ پڑتے پستک چ لکھا تھا کن جو با جاتھرا کا	
دھن دھیر بہت بل تیج نہ پٹان انیک ٹول ٹرا	گج اور ترنگ جھے نیکے انباری ہو دزین بجا	
جب بن بھن ادھی ہستی پرو دیانی آن نکلتا تھا	سب ساز جھلا جھل کرتا تھا اور ننگ لنگ لنگ جھلتا تھا	
اک روز جو اپنی بھل پر دہکتی سزور ہوا	اور نہ سکر لوبلہ دنیا میں آدو جا کون ملی مجھسا	
اک بان کر پت کو چاہو نہ تو بھلی دھل میں گرا	اس کیس ٹھہر بل خنہ ہیں کون جو مجھے ہو دسوا	
جو ڈشٹ کوئی تھوڑا کر کے کھان دھکا جو چٹ	وہ سانسے خیر ایسا ہو جو چٹ پیانے توں	

وہ ایسے کہتے ہی جو بول کر مہر کے کہتا تھا	سب لوگ سبھا کے سنتے تھے کیا تاج پو کوئی دلا
تھا ایک مچر کہ وہ یوں بولا تو بھولا اپنے بل پر کیا	جو تیرا مارن ہمارا ہے سو وہ بھی جنم لیا
تو اپنے بل پر ہاے مورکھ اس آن عبث بنکا رلیا	وہ جھکوا مار گراو گیا یوں جیسے بھنگا مار لیا
یہ بات سنی جب کنس وان تب ٹکڑا ٹکڑا ہوا	بھوکے بھیت پر آن بھرا اور بول کر بھڑکے برسے
یوں پوچھا کہ کس میں سے اور کون بول کر تجھے	کون سکھات پتہ ہو دیو جن بالین کو چاہت سے
وہ بولا تمھرا گھر میں اگر روز جنم وہ پاوے گا	جب سیانا ہو گا تب تجھ کو اک پل میں مارا گراو گیا
یہ بات سنائی کنس بھرا اور ٹکڑا ٹکڑا ہوا	بسد یو تپا کا نا توں کہا اور دیو کی کھنکھن
اُن آٹھ لکیر دلی باتیں بھر کنس کو اسے بھان	چھوٹا چھوڑی کیلے میں جلیں ہوتی تھیں
بل بچ کر ب میں تو نے تو سب کا رچ گیاں بار ہے	جو پاچھے رکھا کھینچی ہے وہ تیرا مارن بار ہے
اس بات کو نہ گزرت تبتین اپنے گھر آیا	جب بار دمن اس کی گتے تبتا نے اُسے بھید کہا
تبتا ر دمن اس کو بھی کچھ اوڑھتے سمجھا یا	پھر کنس کو واں سنات سو اکچھ درنا گ بن آیا
جوانی جان بچا نیکا کر سوچ یہ اسے پھند کیا	بلوا بسد یو اور دیو کی کو اک مندر بھیت پر بند کیا
جب قید کیا اُن دونوں کو تب چوکیدہ سے بھلا	اک شنگیسیں دین پھر اُن سکو حکم دیا
سامان رسوئی کلا جو تھا اُنکے پاؤں رکھوا	اور دوار دیے اُن مندر کے تپا تلے بھی خروا
ہشیا رنگے یوں دھنواں چوئی کر دینے مارا	کیا تاج کو ٹھٹھے چھ پر اک اُن پر بار بار

بھوٹھا تھا جو کنس کے مرنے کو نہ مرنے دیتا تھا	کچھ بات سہائی نا اس کو نہ اپنی بلک بھگوتا تھا
اس مندر میں نہ تو کوئی بالک ہوتا تھا	کنس ان سے چھپا رہے تھیں بات چاکار تھا
اک مدت تک ان دونوں کا اس مندر میں یہ حال رہا	
جو بالک اُن کے گھر جیسا سوما رتا وہ چنڈال رہا	
پھر آیا وان اکت ایسا جو آئے گرب میں منہ نہیں	گو بال نو ہر لیدہ سٹش کتو رن کیول نہیں
گھنٹیاں مہراری بنواری گروہا سنی شام برن	پھر بناتہ مبارکی لالکھانی جگت دکھ منجن
جب ساعت گرٹ ہو نیکی وان آئی مکٹ و مری کی	
اب آگے بات جنم کی ہے جو لو کشن کنھیا کی	
تھا تیک سنی بھاؤ کا اور دن بدھتی آٹھن کی	پھر آدمی رات ہوئی جسم اور ہوا پھر تری کی
سباعت نیک صورت سے وان چنچا کر کشن جھی	اس مندر کی نہ بھیا میں جو اور جالی بن مری
بسدیو پولین دیو کی جی مت در بھون میں کھیر کرو	
اس بالک کو تم گوکل میں سے پہونچو اور مت دیو کرو	
جو اس کے تم لجا نہیں یاں تک بھی رینگاؤ گے	وہ ڈشتا سے بھی مارے گی تپ ہی رہی اؤ گے
اس سن بھل کر تم اس کو جو گل میں پہونچاؤ گے	اس بات میں یہ پھل پاؤ گے جو اس کی جان بچاؤ گے
وان گوکل باشی جو اس کو لے اپنی گود سنبھا لیکا	
کچھ نام وہ اس کا رکھ لے گا اور مہر دیا سے پالیکا	
جو حال یہ وان جا پہونچے گا تو اس کا بی بیچاؤ گا	جو کرم کم ہی ہے تو پھر بھی کھ کھو ان دکھاؤ گا
جس گھر کے بیچ پلکا یہ وہ گھر ہو تہلا وے گا	ہم اس طے جاؤ نیکی ہے طے آوے گا
نہ کام میں کچھ دعویٰ نہ جھگڑا اور کچھ ہے	جب کیے کہوں لیگا سکھ باغیٹے اسکے دیکھ سے

ہو آدمی رات ابھی تو یانچا اوستہم حل آدمی	لپٹا لو اپنی چھاتی سے دی آجاکے اور کے گھر
من بیچ اُنھوں کو نقداریہ دن ہو گیا کنسل کر	اک ن من اُسکو مار گیا رہا ونگے ہم نسوہر
یہ بات نہ تھی معلوم نہیں یہ بالک جگ تار گیا	کب مار گیا کنسل سے یہ کنسل کو آپ ہی مار گیا
جب دیو کی نے بسدیہ وان بشر و کرتے بات کی	وہ بوئے کیونکر لے جاؤں ہر توجو کی مٹی
اور دوار لگے ہن تالے کل کچیر باتیں میری	نت دیو کی بولی لچاؤ من شری کھا آس ابھی
وہ بالک کو جب نے نکلے سب نکر پٹ چھوٹ گئے	تھے تالے جتنے دوار لگے اُس آن جھڑا جھوٹ گئے
جب آئے چوکیدار و نہیں تباں بھی یہ صورت کی	سب سکو پائے اساعت ہر آن دیتے تھے چوکی
جب ہوتا دیکھا اُن سکو ہونے جھوٹے وان بھی	پھر آئے جنہ پہ جو ہر جہنما دیکھی بت چڑھی
یہ سوچ ہوا من بیچ اُنھیں یہ اس جل میں کیسے دھریے	ہم رین اندھیری سنگ لک اپنی سین اب کیا کرے
یونہی نہیں پھر چلے پھر آپ ہی معنوی ہوا	بھگوان دیا پرس وان مہنا جی پرمیمان دھرا
یہ جوں جانوں بانوں بھاتے تھے وہ باڑی چھٹا اتھا	یہ بات لگی جب ہو وان بدیہوئے نہیں گھبرا
جب پانوں تڑھائے بالک جوتا ہے اچھے جل میں	جب جمنانے پگ چوم لیے جا پونجی پار وہ اکل میں
جب ان بر جو کل میں پھا مکدان میں کی کھلے	تب ات چلتے چلتے وہ پہرند کے دور لے آ پونجی
وان نہ محل کے درواز بھی بکھے تب دو کھڑ کے	جو چوکی والے سوتے تھے اب کُنھیں کے ٹوکے
جب ہی محل کے جا پونجی سب تہوان گھولے تھے	ہر جاہون بجا لی تھی جیون پونجی لوی رہا تھے

اک اورا چنہما یہ دیکھو جراتِ جنمِ کشن کی تھی	اُس بات جس کو دکھو جنمِ جنمی یار واک لڑکی
وانسو تے دیکھو جس کو اور بر کی کر اس نالک کی	اُس لڑکی کو وہ آپ تھائے نکلے آئے تمہاری
جب لڑکی لائے مندر میں بتائے مندر لاگ اٹھے	
جو چوکی دینے والے تھے وہ بھی پھر اُس دم جاگ اٹھے	
جب بھور ہوئی تب گھر کر سرہ کنس لی منہ رکھی	جب آئے کھلو ایچ کیا تب لڑکی جنمی ک دیکھی
نہ ہاتھ پھرایا چکر دی تو ٹپکے وہ بن ٹپکے ہی	یونہی جیسے بجلی کو نہ ہے جب چھوٹ ہو اور جا پوچی
یہ کہتے نکلے اے مور کھ کیا تو نے سوچ بچار ہے	
وہ جیتا اب تو سیس کٹ جو تیرا مارن ہا راس ہے	
جنس وان رہا بت نہی من بچ بہت سلجیا یا	جو کالج ہو تو لاس وٹائے سے کب ہے ملتا
سو لکر و سوچ کر و سوبات سناؤ حاصل کیا	ہر آن وہی یان ہوتا جا جو ماتھے کے ہے بچ لکھا
ہن کہتے بدھ جسے اب یان وہ سوچ بڑی ٹھہرائی ہے	
تقدیر کے آگے پر یار و تدبیر نہیں کام آتی ہے	
انہ کے گھر کی بات سنو وان ایک چنہما ٹھہرا	جرات کو جنمی تھی لڑکی اور بھور کو دیکھا تو لڑکا
گھوڑا لکھن میں تلچ ہوا اور نوب کا غل ہو چھا	پھر کشن گرنے نام کھا کنبے کے مل ٹھیسے آ
سندا و جسو وا اور کوات کرنے وان ہریرنگے	
ایکوان ٹھہرائی میوے کے پر تاری آگے ڈھیرنگے	
سب گئی گئے کی اور پائس سن ٹھیسین	کچھ ڈھول میرے لاتی تھیں کچھ گیت بچا کاتی تھیں
کچھ ہر دم کھسان لکھ لہاری ہو کر دیکھ رہیں	کچھ تعالٰیٰ خیر کیے تھیں کچھ سوٹھ ٹھوڑا کرتی تھیں
کچھ تھیں تھیں ہم ٹھیسے ہرین گیتا جگہ دن کالینے کو	کچھ تھیں ہم تو آئے ہن آند بھاوا دینے کو

کوئی کشتی تھی گرم کرے کوئی ڈالے ہندو بھڑی	کوئی لائی ہنسلا دھڑکے کوئی تراٹھی مہو بھڑی
کوئی دیکھے روپے نالک کوئی ماتھا چھو بھڑی	کوئی بھڑی کوئی تعریف کرے کوئی لکھوئی کوئی بھڑی
کوئی کشتی غم بھڑی ہو ڈالے بھڑی بھڑی	کوئی کشتی بیاہ بھڑی ہو ڈالے اس مرادوں والے کی
کوئی کشتی بالکٹ بھڑی ہو ڈالے بھڑی بھڑی	یہ بالے انکو ملے ہیں جو دنیا میں ہیں بھڑی
اس کی بھی شان بھڑی ہو ڈالے بھڑی بھڑی	یہ باتیں سنا سن کر یہ بات جو ہو آہستی تھی
یہ بھڑی بالکٹ جو ایسا اب بھڑی بھڑی	یہ بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی
کچھ اور کھون میں کیا تھے بھڑی بھڑی	کچھ اور کھون میں کیا تھے بھڑی بھڑی
تھی کوئی کوئی خوشوقتی اور طبعی تھی بھڑی	کوئی ناچ رہی کوئی گود رہی کوئی بھڑی
بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی	کچھ آگن بھڑی بھڑی بھڑی
سو خوشی اور خوشی ہے دکھلائی تھی سامان بھڑی	سو خوشی اور خوشی ہے دکھلائی تھی سامان بھڑی
بھڑی بات ہے بالکٹ بھڑی ہے دنیا میں آنسو بھڑی	بھڑی بات ہے بالکٹ بھڑی ہے دنیا میں آنسو بھڑی
بھڑی اور خوشی کی بات ہوئی بھڑی بھڑی	بھڑی اور خوشی کی بات ہوئی بھڑی بھڑی
یہ بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی	یہ بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی
اس دو دھڑی بھی رنگ لیونٹ بھڑی بھڑی	اس دو دھڑی بھی رنگ لیونٹ بھڑی بھڑی
اور تن کی ابرن بھڑی بھڑی بھڑی	اور تن کی ابرن بھڑی بھڑی بھڑی
سکھ نڈل میں یہ دھڑی بھڑی بھڑی	سکھ نڈل میں یہ دھڑی بھڑی بھڑی
آند بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی	آند بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی
بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی	بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی بھڑی

<p>جوتی جوگی تھے اُنکو اُس آنہ پٹ فوخال کیا و جتنے ناخن والے تھے سب انہیں بھی پٹیا</p>	<p>سجڑے باگے رشیم کے اور زربھی بخشا بہتیرا سماج گھر میں تھے سب انکو بھی ارمان رکھا</p>
<p>دن رات جھٹی کے ہونے تک رخِ شدل ہو گئی کا تھیل روپے اور مہرین دین جب بنگ پچا یاد آئی کا</p>	<p></p>
<p>نند اور جسود بالک کو وان ہاتھوں میں رکھتے جی ہلاتے من پرچا اور خوب کھونے لگواتے</p>	<p>نت پیار کرین تین دن راتیں سہمی کے بنے اہل بھلاتے پائے میں امیر اور دوسرے بیٹھے</p>
<p>کر یاد نظیر اب ہر ساعت اُس نے اور اُس محلے کی آئندے بیچو میں کرو جے بودو کان جھنڈ وے کی</p>	<p></p>
<p>بالین بانسری بھیا</p>	<p></p>
<p>یار و سنو یہ دوم کے لٹیا کا بالین مومین سروپ کرت کرتا کا بالین</p>	<p>اور مدد پوری نگر کے بتیا کا بالین بن بن کے گوال گوؤن چریا کا بالین</p>
<p>ایسا تھا بانسری کے بھیا کا بالین کیا کیا کہون میں کشن کنھیا کا بالین</p>	<p></p>
<p>ظاہر میں ست وہ نند جسود آپ تھے پردہ میں بالین کے اُنکے ملاپ تھے</p>	<p>ورنہ وہ آپ مائی تھے اور آپ ہنسی پتے جوتی سروپ کیے جھین سودہ آپ تھے</p>
<p>ایسا تھا بانسری کے بھیا کا بالین کیا کیا کہون میں کشن کنھیا کا بالین</p>	<p></p>
<p>اُنکو تو بالین سے نہ تھا کام کچھ ذرا مالک تھے وہ تو آپ انہیں بالین سے کیا</p>	<p>سنسار کی جو ریت تھی اُسکو کھاجی وان بالین جوانی بڑھا پاس بیک تھا</p>

	ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین کیا کیا کمون میں کشن کنھیا کا بالین	
چاہے وہ تنگے پانوں پھرے یا کٹ رہے چاہے جوان ہو چاہے لڑکیں من بھرے		مالک جو ہو اسکو بھی تھا ٹھیان سر سب پھین اسی کو کچھ چاہے سو کرے
	ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین کیا کیا کمون میں کشن کنھیا کا بالین	
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے اک یہ بھی لہر تھی کہ جہان کو جتا گئے		بائے ہو برج راج جو دنیا میں آ گئے اس بالین کے روپ میں کتنو نکو بھا گئے
	ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین کیا کیا کمون میں کشن کنھیا کا بالین	
پر آنکے بالین میں تو کچھ اور ہی بھید تھا کیا جانے اپنے کھیلنے آئے تھے کیا کھا		یوں بالین تو ہوتا ہے طفل کا بھلا اس بھید کی بھلا جی کسی کو خبر ہے کیا
	ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین کیا کیا کمون میں کشن کنھیا کا بالین	
لڑکوں میں وہ کمان ہیں جو کچھ نہیں رہتے انکے تو بالین ہی میں تیور کچھ اور تھے		روہارون کے یاروں کا غور تھے آپ ہی وہ پر بھونا تھے آپ ہی دور تھے
	ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالین کیا کیا کمون میں کشن کنھیا کا بالین	
تھوڑی سی اکیا ر تو بن جاتا دم کا		وہ بالین میں دیکھتے جید نظر اٹھا

اُس روپ کو گلیا نی کوئی دیکھتا جو آ	دو دوت ہی دکھاتا تھا ماتھا جھکا جھکا
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
پر وہ نہ بالین کا نہ کرتے اگر ذرا	کیا تاب تھی جو کوئی نظر بھر کے دیکھتا
جھاڑ اور پہاڑ دیتے سہمی اپنا سر جھکا	پر کون جانتا تھا جو کچھ اُنکا بھید تھا
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
موہن مرن گوبال کو بس مین ہرن	بلیا رہی اُنکے نام پہ میرا یہ تن بدن
گردھاری نند لال ہری ناتھ گوردھن	لاکھوں کیے بناؤ ہزاروں کیے عین
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
پیدا تو دتوں میں ہوے شیا م جی مزار	گو کل مین آ کے نند کے گھر مین ایلازار
نند اکلو دیکھ ہو بھاجی جان سے اشار	پانی جسودا پیتی تھی پانی کو وار وار
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
جب تک کہ دودھ پیتے رہے گوال برجلج	بکے گلے کے کھیلے تھے اور بکے سر کے تاج
سندرجو نار یاں تھین وہ کرتی یقین کا م کاج	ریسا کا اُن دنوں تو عجب رس کا تھا مزاج
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین

اور خوب رو کو دیکھ کے ہنس نہیں جھٹتے تھے	بد شکل سے تو لوگ سد اور پٹتے تھے
اُنکے تو دوڑ دوڑ گئے سے پٹتے تھے	جن ناریوں سے اُنکے غم دور دھتتے تھے
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
یا میٹھی باتیں منہ سے نکلتا بیان کروں	اُبھٹنیوں کا اُنکے میں چلتا بیان کروں
یا گودیوں میں اُنکا اچھلتا بیان کروں	یا بالکوں میں اس طرح پلٹتا بیان کروں
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
دھرتی تمام ہو گئی اک ان میں نہال	پاٹی پیر کے چلنے لگے جب مدن گویاں
آکاس پہ بھی دھوم مچی دیکھ اُنکے چال	باسک چرن چھوؤں کو چلے چھوڑ کر نہال
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
پاٹوں میں گنگر و باجے سر چھبند و پال	تھی ان کی چال کی تو عجب یار و چال پال
تھا نہیں کبھی جسود کبھی نندین سنہ پال	چلتے ہمک ہمک کے جو وہ ڈلگاتی چال
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین
گھنے میں بھر باگو یا لڑکا امیر کا	پنہ جگا گلے میں جو وہ دھنی چیر کا
میں کس طرح کمون اسے چھوڑا امیر کا	جاتا تھا ہوش دیکھ کے شاہ وزیر کا
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین

جب پائون چلنے لگے ہماری نوکشور منہ ہاتھ دودھ سے بھرے کپڑے بھی شور	ماکھن اچکے ٹھہرے ملائی وہی کچور ڈالا تام سرج کی گلیوں میں اپنا شور
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین	
کر نیلے یہ دھوم جو گردہاری نند لال ماکھن ہی چرانے لگے سب کے دیکھ بھال	اک آپ اور دوسرے ساتھ آنکھ لال دی اپنے دودھ چور کی گھر گھر میں خال
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین	
تھے گھر جو انون کے گھر سے جا بجا ماکھن ملائی دودھ جو پایا وہ کھا لیا	جس گھر کو خالی دیکھا اسی گھر میں جا بجا کچھ کھا یا کچھ خراب کیا کچھ گرا دیا
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین	
کوٹھی میں ہو پھر تو اسی کوٹھ منڈرنا اونچا ہو تو بھی کا ندھے پہ چڑھ کر نہ چھوڑنا	گولی میں ہو تو اسی میں ہی جانمہ کو دینا پہنچا نہ ہاتھ تو اسے مری سے پھوڑنا
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین	
گر چوری کرتے آگئی گوالن کوئی دہان میں تو ترے وہی کی اثراتا تھا کھتیاں	اور اُسے آکھڑ لیا تو اُسے بوسے یان کھاتا نہیں میں مسکی نکالے تھا چٹیان
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین

گوارنے کو ہاتھ اٹھاتی کوئی ذرا چلاتے گالی دیتے چل جاتے جا بجا	تو اُسکی انگلیا بھاڑتے گھونسے لگا لگا ہر طرح وان سے بھاگ نکلتے اُڑا چھوڑا
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین	
غصے میں کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر چوٹی لاکے دھرتی وہ ماکھن کٹوری کھر	تو اُسکو وہ سروپ دکھاتے تھیں اوجھر غصہ وہ اُنکا آن میں جاتا وہیں اُتر
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین	
اُنکو تو دیکھ گوانین جی جان پاتی تھیں ظاہر میں اُنکے ہاتھ سے وہ غل بجاتی تھیں	کھر میں اسی بہانے سے اُنکو ملاتی تھیں بیرد میں سب کشن کے بلہاری جاتی تھیں
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین	
کہتی تھیں دل میں دودھ جواب ہم چھپائینگے اور جو چارے گھر میں یہ ماکھن پائینگے	سیکشن اسی بہانے ہمیں منہ دکھائینگے تو اُنکو کیا غرض ہے یہ کاکا ہیکو آئینگے
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین	
سب مل جیسو داپاس کیتی تھیں کے بیر دیتا ہے ہکو گالیان پھرتا ہے چیر	اب تو تمھارا کاندھ ہوا ہے بڑا شیر چھوڑے وہی نہ دودھ نہ ماکھن نہ کھر
ایسا تھا بانسری کے بجیت کا بالین	کیا کیا کونین کشن کنھیا کا بالین

ماتا جسودا انکی بہت کرتی مستیان	اور کاغذ کو ڈراتی اٹھاپن کی سانشیلن
جب کاغذ جی جسودا سے کرتے ہی بیان	تم سچ نہ جانو ماتا یہ ساری ہن جھٹیان
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	
ماتا کبھی یہ مجھ کو بکڑ کر لجاتی ہن	گانے میں اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہن
جب ناچتی ہن آپ مجھے بھی بچاتی ہن	آپ ہی تمہارے پاس یہ فریاد آتی ہن
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	
ماتا کبھی یہ میری چھنگلیا چھپاتی ہن	جاتا ہوں راہ میں تو مجھے چھڑ جاتی ہن
آپ ہی مجھے رٹھاتی ہن آپنی مناتی ہن	ماروا نھین یہ مجھ کو بہت ساستاتی ہن
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	
اک روز منہ میں کاغذ نے کھینچ لیا دیا	پوچھا جسودا نے تو وہ منہ بنا دیا
منہ کھول تین لوک کا عالم دکھا دیا	اک آن میں دکھا دیا اور پھر بھلا دیا
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	
کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین	
تھے کاغذ جی تو نذر جسودا کے گھر کے ماہ	موہن نو لکشور کی تھی سب دل میں چاہ
انکو جو دیکھتا تھا سو کہتا تھا واہ واہ	ایسا تو بالین نہ ہوا ہے کسی کا آہ
ایسا تھا بانسری کے بجیتا کا بالین	کیا کیا کمونین کشن کنھیا کا بالین

سب ملے یار کوشنِ مزاری کی بولو جے	گو بند چھیل کنبھاری کی بولو جے
دو چور کٹاری ناتھ بھاری کی بولو جے	تم بھی نظیر کوشن بھاری کی بولو جے
ایسا تھا بانسری کے بچیا کا بالین	کیا کیا کو نہیں کوشن کنھیا کا بالین
بانی	
جب مری دھرنے مری کو اپنی ادمر دھری	کیا کیا پریمیت بھری اسدین من مری
لی سیں ادھ نام کی ہر دم بھری مھری	لہرائی دھن جو اسکی ادمر اور ادمر دھری
سب سننے والے کہ اٹھے جے جے ہری ہری	ایسی بجائی کوشن کنھیا نے بانسری
کتنے تو اسکے سننے سے دھن ہو گئے بھنی	کتنوں کی سدھ بھگتی جدم وہ بھنی
کتنوں کی من کل گئی اور بیا کلی چنی	کیا نر سے لیکے ناریاں کیا کوڑھ گئی
سب سننے والے کہ اٹھے جے جے ہری ہری	ایسی بجائی کوشن کنھیا نے بانسری
جس آن کا مھرجی کو وہ نہی بجاؤنی	جس کن مین وہ آؤنی وان بھی بھلاؤنی
بھرن کی ہو کے موہنی اور حیت بھلاؤنی	اکلی جہان دھن اسکی وہ بھی سہاؤنی
سب سننے والے کہ اٹھے جے جے ہری ہری	ایسی بجائی کوشن کنھیا نے بانسری
جس نے اپنی نہی وہ سیکشن نے آجی	اس سانورے بدن پہنٹ آنکری
مڑی بھلا یا آپ کو تارسی نے سوجھی	انکی اومر سے آکے وہ نہی جھرجی

	سب سننے والے کہ اُٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری	
گو وین دھن اُسکی سننے کو رچا میں پکڑی لے لے کے اتنی لہر جان کان میں پڑی		گوالون میں نند لال بجاتے وہ جگڑی گلیوں میں جی بجاتے تو وہ اُسکی دھن پڑی
	سب سننے والے کہ اُٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری	
پیلے دھن اُسکی روز ہر اک دل میں کڑی منہ چنگا ورنے کی دھنیں دل سے بھول کر		بھسی کو مرنی دھرمی بجانے گئے جدھر سننے ہی اُسکی دھن کی صداوت اُدھر اُدھر
	سب سننے والے کہ اُٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری	
کرتی دھن اُسکی خیمہ پڑھو کی دل میں راہ پڑتی ہی دھن وہ کانیں بھاری کھوچا		بن میں اگر بجاتی تو وان تھی یہ اُسکی چا بستی میں جی بجاتی تو کیا شام و کیا بچا
	سب سننے والے کہ اُٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری	
کتنے لگائے کان اُدھر رکھتے بار بار آتے جدھر بجاتے ہوئے شیا م جی مزار		کتنے تو اُسکی دھن کے لیے رہتے بنے قرار کتنے کھڑے ہو راہ میں کر رہتے انتظار
	سب سننے والے کہ اُٹھے جے جے ہری ہری ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری	
۱۷ اُسکے من کی موہنی دھن اُسکی تپ بہن		موہن کی بانسری کی مین کیا کیا کوہن

اس بانسری کا آن کے جس جا ہوا بچن	کیا جل پون نظیر کیمیر و کیا ہرن
سب سننے والے کہ اٹھے جے جے ہری ہری	ایسی بجائی کشتن کنھیا نے بانسری
لہو و لعب کنھیا	
تعریف کروں میں اب کیا اُس نر کی دھڑکی	انت سیدو گنج پھر یا کی ورن بن گنو تر یا کی
گو پال بہاری بنواری دکھ بھرن کر تیا کی	گر دھاری سر شام برن پندر چلی یا کی
یہ لیلہ ہے اُس نند لکن منموہن جہت چھپا کی	رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کوشن کنھیا کی
اک روز خوشی سے گنید تری موہن جہتا تر گئے	وان کھیل لاکھ ہنس نس کی کنگر لال در بال نس
جو گنید تری جا جہتا میں پھر جا کر لاد جو پھینکے	وہ آپا اتر جامی تھے کیا انکا بید کوئی پاو
یہ لیلہ ہے اُس نند لکن منموہن جہت چھپا کی	رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کوشن کنھیا کی
وان کشتن منموہن گوالن سے یہ بات کی	اور آتی سے جھپٹا تھا اُس کی وہ قین الدن کی
پھر آتی جھپٹ کو ڈپڑے اور جہتا جی میں بولی کی	کبتاں سکھا حیران رہے پھر بید نہ سجے اک تہی
یہ لیلہ ہے اُس نند لکن منموہن جہت چھپا کی	رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کوشن کنھیا کی
یہ بات سنی ہر نارنج تب گھر گھر اسکا موم چ	نند اور جسو دا آپو چئی سدر مو بھوئی اپنے تن کی
آجہنا پر غل شور ہوا اور ٹٹھ بندھے اور ٹٹھ لگی	کوئی آنسو ڈالے ہاتھ پھیر چاکی کوئی بھی
یہ لیلہ ہے اُس نند لکن منموہن جہت چھپا کی	رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کوشن کنھیا کی

جس میں کوئے نمونہ ان چھپا تھا اک کالی چمن مارے پہنچا زور کیے اور چرون تک لاشتی کی	سپر ٹوٹنے والے آلیٹا اُس کے بھیر دیکھتے ہی پھٹکارین میں بل تےج کیے کپڑے ہوا نہتے ہی
یہ لیلیا ہے اُس نندلن نمونہن جسمت چھپا کی رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کوکشن کنھیا کی	
جبکے نے سوچ کیے پھر ایکلہ وانشیام نے کی پیر تھ لیا اُس کے کوک پل بھرمین نلویر لگی	اس طور بڑھایا تن اپنا جو اُسکا نکسن لگاچی وہ واکسیا اور راست کی نہر گن بھی پھریاؤں پڑی
یہ لیلیا ہے اُس نندلن نمونہن جسمت چھپا کی رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کوکشن کنھیا کی	
اُس میں نندیشام بہن کی کوکب ناتھ چکے کرانے پس میں کالے کو سکیا نے مری دھو دھو	لی ناتھ کو اُس کے ہاتھ اپنے بہن کے اوپر تڑ گئے جب باہر آئے نمونہن سبغ نہیں ہو کر بول اٹھ
یہ لیلیا ہے اُس نندلن نمونہن جسمت چھپا کی رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کوکشن کنھیا کی	
تھے جتنا پر اسوقت کھڑے دان چھنے نہر ناوی دکھ جتنا من دور چو آند کی آئی پھر باری	دکھ اُنکوب خوشحال ہو جب باہر کھلے نواری سب دشن پاکر شاہو اور بولے جے جے بلما کی
یہ لیلیا ہے اُس نندلن نمونہن جسمت چھپا کی رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کوکشن کنھیا کی	
نند اور جہودا کے من میں سُدو بھوئی ہوئی پڑی سب برجاس کے بھون آند خوشی اسد چھپائی	سکھ میں ہوئی کہ بھو لگی کچھ پان پن کی ٹھہرائی اُس نے اُنھوں نے یہی نظیر اک لیلیا اپنی دکھلائی
یہ لیلیا ہے اُس نندلن نمونہن جسمت چھپا کی	رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بول کوکشن کنھیا کی

شادی کنھیا

جہانگیر بوقتِ جشنِ جی کی آئندہ بڑھکائی دلائی	سینھالا ہوشل دس سو سیوا وہ بالین کی دلائی
ہوا ادا نکا کچھ اس طرح سے کہ قمری جسکی فدا کمائی	کمالین طرزین پھر اور سی کچھ بد کنی جو بیچ مٹائی
ہوئی خوشی زندگِ جو نہیں بہت ہوئیں خوش جسو دلائی	
جوسوہ سنھالی تو کٹش کیا کیا لئے پھر سی پھر چھانے	جگہ جگہ پر لگے بھٹکنے ادا سے منسی لگے بجانے
وہ پھر گئے گوؤن کو سامتھ لیکر خوشی خوشی ہوئیں	جو دیکھتا اور جسو دے یہ کہ شام اب تو ہو سیانے
یہ ٹھہری دونوں کے نہیں آکر کرین اب کی گنگائی	
پھر آئی نہیں سوچی ابیسی جاہو ادا کی نسبت	بڑا ہو گھر در بڑے ہون سا بہت ہو دہشت
ہمارے گوئل سین جو خوبی ای طرح کی ہوا کی حرکت	وہ لڑکی جس کہ ہو گائی سو وہ بھی سی ہو خوبرت
ہیں جیسے سند رکشور موہن ٹول دولار کنو رکھائی	
کئی جوانرئی ہور میاں تھیں داجی انھیں بلایا	اکھیاویدھ کر سیوا او دھائی ڈھونڈ مین بھیجا
جو بھید تھا انہیں کچھ بھیر سو ان کے بھوئیں تھایا	پھر مین بہت ڈھونڈ مٹی وہ نارین جسو بھوئیں
نہ دیکھا ویسا گھر اک انھوں نے نہ ویسی کوئی دولار تھائی	
وہ ناریاں جب نہوئیں پرائیوٹی بولی بولی کی ناری	ہو یہ جو بہانا آمین سبکی بڑھریا نکی نول دولاری
ہیں رادھکا نام سکا کتہی بہت ہر نہر پاری	کھی یہ سبکی تو بات اُس نے اب کے مضی جو تھاری
کر و گنگائی لگن کی اُسجا کہ اُسین سبکی بہت بھلائی	
یہ سُن جسو کہ جہنم پہا او دھو کوناری کی مین	چلین گوئل سے دھونڈتس ہوئیں ہر سانہ جہنم
جہان گھر کو بیان کیا تھا وہ ناریاں جو کو دھائیں	انھوں نے بہت سا کر کے سند رکھی ان وہ شہا تھائیں
جو مٹھیں یہ تو لگین جسٹانے او دھو اصر کی بہت بڑائی	

جو کہ چلیکتا اور ادمر کو تو پھر گناہ کی بات کو ملی	بڑے ہو تم بھی وہیں بھی یہ بات ہو تو خوش ہوئی
ہو جیسا سند رائے کو لڑکا تھا سنی سے ہوس لڑکی	اب بھڑکی دولت اور جھڑکتی خوشی خوشی طرح کی
آنسوؤں اپنی بہت جمائی پرانے دلعین نہ کچھ سمائی	
جو راہ دکھائی وہ مان بھی کرت پھٹے باتیں وہ بولی ہر	وہ ایسی کیا ہیں جواب ہا جسے روٹک ہوں برابر
ہیں جیسے وہ تو سو ایسے گئے ہا گھر کے تو کتنے جا کر	ہم اپنی لڑکی نعین نہ گئے وہ ایسا کیا گھروہ ایسا کیا
کر وہاں نہ گھر میں تمہارا اب اس گناہ کی بت کسائی	
سنا جب ناز کیوں یہ تو چلین سے وہ گھر میں	بہت نہیں ہوتا اپنے وہ پھر کے گول کے آئین
سنی جو باتیں تھیں انھوں نے وہ سب جو کہو کہو سنائیں	یہ باتیں سن کر سوہو میں بہت خفا ہو بہت جاغیں
سو آخگی کے آگے کچھ وان جسو دامائی سے بنائی	
جب اس گناہی نہوئی وان ہر جسو نہ نہیں مانا	جو بھید آٹکا کلا سے اپنے یہ بن جتا ہے ہی بھانا
کہا یہ نہیں کہ کوئی لیل کو چاہے اب دھڑکنا	بنا کے موہن سر و پٹ پر خبی برس چا جانا
گئے وہیں ہر ہر اس مکان میں اور اپنی نہی ہا بجائی	
بجی جو موہن کی بانسری ان تو وہیں کچھ اس کی گئی	پڑی وہ جس کس کان میں اسے سونے نہ بکری
بھلائی نہی کچھ تو سونے بعد اور جھلکتی سر پہ گئی	ہر اک طرف کو ہر اک مکان پر جھلکتی ہر کی کچھ چکی
کہ جسکی ہر اک جھلک کے دیکھے تامل سنی وہ جھلکائی	
سہیلیدن سنگ را دھکا کی گہری مھر کو جو آنکلی	سر و پٹ کیا وہ شہن جیکا اُدھر آگئی سنی وہ مرلی
جو بہن دہان دھکا جی میں ہوا بھی پسے ہوئی	دکھایا اپنا سر و پٹ لگی سوڑ کو دیکھتے ہی
ادھر تو را دھکا کے ہوش کھوٹے ہر سہیلی کی سہیل جلائی	
دکھا کے روپ درجاک مرلی پھر کے گول میں لالا	پھر ک کلائی وہ نہیں کہ لاجا گوری کو لالا لالا

بہت دو این اُغون کے کین ان پہ ناگزیر نہ نکالا	پھر آپ جو ہن نیک دہوا کی تھلی کو دان سنبھالا
اچا کرے برسانے بیج جا کر کہ اچھی کرتے ہین ہم دوائی	
ادھر تھے ہارے دوائیں کہ کتنی اُغون جو با آئی	بلکا کے جلدی مندر کے بھتے رکھائی راہ جو وہ کھلی
اُغون کے دان کچھ دوائیں ہی اُغور کھائی چھوٹے ہن	پیر صحت کیا تھی وہ اگلا تھی ہون میں اچھی
ہر اک کی واہ واہ ہر دم اورانی گردن جھکائی	
ہوئی چوٹکی وہ راہ کاجی تہ تیہ رخ شئی کی گھڑی	وہ برکھ بیان دوسری کٹم کہ یہ بات من بیچ آٹھی
کہ راہ کاجی گائی اسے کریں تو گہکی یہ بات بھی	جو رسم ہوئی گائی کی ہے وہ نہ ہون خوشی
نظیر کہتے تھے اس طرح سے ہوئی ہے سیکشن کی گائی	
دسم کتھا	
اے دوستو یہ حال سنو دھیان رکھ ذرا	اور ہر طرف سے دھیان کے تین کٹھن کولا
جو چاہے اسکا واسطہ سب تین بھلا	کہتا ہوں میں یہ اگلے زمانے کا حبرا
اسے نام اس بیان کا یارو دسم کتھا	
سکھد پو کتھا یہ پچھیت سے ہے کہی	اُسے سنی تو اُس کا ہوا دل بہت خوشی
پچھیکم ایک جہ مندر کی تھی مندری	تھے پانچ بیٹے اُسکے بہت سندر اور ملی
گھر بار اُس کا دولت و شمت سے بھر دیا	
بیٹا بڑا تھا اُسکا سو اُسکار کم تھا نام	اور رکنی ہے شئی بہت خوب خوشخرام
روپا در سوپا تین ہر پاتون سے تمام	سکھو سہل نیوین وہ رہتی یقین خوشخرام
اگنا لباس تن پہ رہا تھا جھک رہا	
نار دمن اکرن آئے جہان پر تھی رکنی	اور اُس بات اُغون نے وہ سیکشن کی گئی

لیلا سنا میں وہ بھی روپ اور روپ کی	جب رکنی نے خوبی وہ سیکشن کی سنی
مُسنے ہی اُنکی ہو گئی جی جان سے فدا	
ٹھہری یہ رکنی کے وہیں دل میں آن کر	برنی جیہی میں جاؤں ملے جب وہ جھکوبہ
دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ اُدھر	آنکھوں کو اپنی کرنے لگی آنسوؤں سے تر
بچپن دل میں رہنے لگی سب سے ہونغا	
چھپتی نہیں چھپائے سے صورت جو چاہی	سکھیاں سہیلیاں جو یقین اور لڑکیاں بھی
دیکھی جو رکنی کی اُنھوں نے یہ بے کلی	جانا کہ رکنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
کہنے لگیں اُنھوں کی وہ باتیں بنا بنا	
بوسے وہ سب کرشن تو اتار ہیں بڑے	جو خوبیاں ہیں انہیں کہا تک کوئی کہہ
روپ اور روپ اُنکے کی کیا کیا صفت کرے	لیلا ہو میں ہیں اُنسے جو ہوں کہ وہ اور سے
ماد یو کی ہے اُنکی وہ بسد یو جی پتا	
جنہی وہ برہ پور میں توجہ دے رات بھر	بسد یو اُنکو ملے چلے کوئی سی گھڑی
جمنانے اُنکے چٹو کے چرن جلد راہی	پونچے جو گھر میں نزد جودا کے کاغذ جی
سب نیکیوں نے نیگ بر معانی کا وان لیا	
بسد یو جی نے بیجا کرک پنڈتاکو وان	تو نام اُنکا جا کے وہاں پر کرے بیان
سمیہ نام جو کے ہووے بیان کر اُسے عیان	گو کل میں آصر نے بہت ہوتے شادمان
ان کا کرشن نام بہت سودو کر رکھا	
تھے بالین میں جھوٹے ہر دم کرشن جی	جب کانس نے وہ پوتا بھیجی کہ یو جی
اُسے جو چھاتی نہ ہر بھری نئے نئے مین کی	منہ لگتے ہی اُنھوں نے وہ جان کی کھینچی

اُسکے پران گڑھ گئے اور کچھ نہ بس چلا	
کھاگا سر آیا ڈشت لیا اُسکو مار بھی سکٹا سر آیا اسکی بھی گاڈ ملی ٹہی	بھرتو ناندت کی بھی ہوا دور کے سبھی آیا سری دھرا کسی بھی مٹی خراب کی
جتنے وہ ڈشت آئے سمھونکو اُٹ دیا	
پھر پاؤن چلنے لاگے جو دھرتی پند لال سیانے ہوئے تو ساتھ لیے اپنے گوال بال	آئے وہ جنگلی گو دین اُنکو کیا نال مڑی کی دھن سنا کے کیا سبک جی تھال
گوتین چرائین بن مین وہ نیسی بجا بجا	
وہمکا کے گواتون لیے دودھ اور دہی جب گواتون نے آکے جسودا سے یہ کہی	کھانے کھلائے اُنکو جو تھے ساتھ مین سبھی جھڑکا اُنھون ساٹی اُٹھا کر جو اکھڑی
ترلوک کھول اُنھ اُنھین ہرنے دکھا دیا	
جملہ وارجن اور وہ دودھ تو تاجو تھے مدت تلک وہ بن مین یوہین کھڑے ہوئے	دوتا بن گئے تھے کسی کی سراپ سے لیلا سے اپنی کنس نے اس بن مین کن کے
ویسا ہی دیوتا اُنھین اک پل مین کر دیا	
راجھپست بکشن پہ آنے لگے وہاں لیکر کٹم سب اپنا جو تھے خرد اوکلان	نندا اور جسودا کی لگی دیکھ اُن سے جانے جان آکر وہ بند را بن کے لگے رہنے درمیان
گوکل کا پاس سب اُسیدن سے بھر تھا	
لے گوال بال جانیلے شیا م من ہرن وان بھی بنا تر آیا بجا سر بھی نکلا بن	گو سینگ چرانے جہاں ہے یہ گو بردھن مارا اور اُسکی چونچ کو چیر اسمیت تن
آیا اگھا سر کے بھی سر کو اڑ دیا	

دکھ اُسکو سب چوم یے کشن کے چرن	دکھلائی اپنی ہرنے جو لیلادہ بچہ ہرن
مارا اُسے بھی ہرنے جان ہے یہ تال بن	دھنک راچھس لیا پھر جو بنا کر وہ مکون
کالے کو وہ مین ناتھ کیا سبز نرمل	
اس بن مین اکیدن جو ہین آگن کرگی	گو تین کھڑے جاتے تھے بن مین جشیام جی
لیلا سے وان بھی شہرہ دیکھ اُنکی بے بسی	سب گوال بال چنگری گو تین کھڑی سبھی
اُس آگ سے سمھون کو لیا آن مین بجا	
سرپ نے پھر وہ ٹوپ کیا اُن پان کر	پھر کی جو لیلادہ چیر ہرن ہرنے خوب تر
پھر سرون اُس مین شیا م نے لی ریا سنندر	سرپ کو وان اٹھا لیا بنسی وپرا دھر
ہرنے بجا کے تر ت کیا راس کو بنا	
لین گو بیان چھوڑا دھین پھر سنگھ چور سے	مارا وہ سانپ پانوں پر پٹا جو نذکے
اپنے سے مکر سے اُنھون نے بہت کیے	سکا سرو کسی دھووا سُر آ گئے
ہرنے اُنھین بھی مار کے بھون پر دیا گرا	
چلنے کو ساتھ اُنکے ہدین سب گو بیلن	اک روز بند را بج لے آئے اُنھین جو وان
ہرنے دکھائے وان اُنھین لیلادہ نشان	جمنائین پھر نہائے جو اک روز شاوان
جو ہر ہی ہر دکھائی دیے اُن کو جا بجا	
مارا دھین اور اُسکے لئے چیر چنے تھے	جب بند را بن مین آئے تو دھوبی کانٹس کی
پھندن جو کھیا لائی تو خوش ہو کے شیا م نے	سو جی سے لے لباس لے پیر بہت اُسے
سب کھو دیا جان تین گہرا تن اُسکا تھا	
زنگ بھوم مین گرا دیا پر بل کو برز مین	ڈیوڑھی پہائے جب تو وہ توڑا دھنک کے تین

درشن دیے وہ راجہ جو قیدی تھے سنگین	پھر کنس کبھی کیس کپڑے بیچ کر وہیں
سر اس کا اک اشارے میں تنجد کیا	
پھر آئے وان جہان تھے وہ بس دیو کی	چرنون پہ سیس رکھ کے بہت سی اس کی
یہ باتیں ہر کی سن کے وہاں رکنی بھی	چاہا یہی کہ دیکھوں میں صورت کشرن کی
بے تاب و بے قرار لگی رہنے سگد گدا	
اسکو یہ باتیں کشرن کی خوش آئی تھیں بھی	سنتی وہ ساقیوں انہیں گو گھڑی گھڑی
مان یا پ رکنی کے بھی وچار دن بھائی بھی	پر رکنی کی ہوں وہی تھی چاہتی ہی
پردہ رکم جو تھا سو پسند اسکو یہ نہ تھا	
رکھتا تھا نام اسکا تو جد و نس ہے جنم	کانٹھے پہ اس کے کامری رہتی تھی دمدم
گو تین چراتا پھر تا ہے بن بن میں رکھ قدم	دولت میں اور ذات میں اس بڑے ہن ہم
سہا پال چندیری کا جو برہو تو ہے بھلا	
یہ باتیں وان رکم سے جو سنتی تھی رکنی	بیکل وہ بہت ہوتی تھی حد میں کشرن تھی
جب بیکلی بہت ہوئی اور رہ سکا نہ جی	اک چٹھی اپنے حال کی ہر کے تین لکھی
بامن کے ہاتھ دو ارکامین دی وہیں بھیا	
بامن جو ہر کی ڈیوڑھی پہا پو بچا راہ سے	دیکھا وہاں ہن چیری وچا کر بہت کشرے
جانے میں تھے مندر کے جو دربان روکتے	سنگر خبر یہ ہرنے بلایا وہیں اسے
پر نام کر کے اونچے مکان پر بٹھا دیا	
بامن کی بنتی کر کے لگے کئے کشرن جی	تھنے ہارے حال پہ کر پاٹری یہ کی
اسنے زبانی لکے جو احوال تھا سبھی	پھر رکنی کی چٹھی جولایا سو ہر کو دی

ہرنے پڑھا اُسے کہ جو احوالِ حسین تھا	
۱۷ برس جلاج کشن منو ہر دن گو پال	مین دشمنوں کی کچے مشتاق ہوں کمال
دن رات تم سے ملنے کو رہتی ہوں نہ حال	درش سے اپنے مجھ کو بھی آکر کرو نہال
سب دھیان میں تمہارے ہی رہتا ہے من لگا	
سہیاں باندھنے کو مرے اتواتا ہے	سب راجہ اور ساتھ جراسند لاتا ہے
یہ غم تو میرے دل کو نہایت ستاتا ہے	اس اپنی بے بسی پہ مجھے رونا آتا ہے
تم ہر ہو میرے من کی کرو دور سب بتھا	
اچو کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے ہی	اپنے چرن لاج رکھو میری اس گھڑی
ہرنے وہ چھپی ٹرید کے ٹکار تھو وہ جگمگی	اہو کر سوار طہر چلے وان سے کشن جی
بامں بھی اپنے ساتھ وہ رتھ میں لیا بٹھا	
سہیاں حسین آن پہنچا شباب وان	اگوانی اسکی لینے کو بھیگ گیا دو وان
باجہ منڈیے گھر میں لگیں گانے ناریمان	آنکھوں کے رکنی کے وہ آنسو پور وان
بند رکامند وہ آنسو کے بہنے سے بھر گیا	
جون جون وہ کہہ آئین وان دیر تھی	کوٹھے پہ اپنے رکنی وان چڑھ کے روتی تھی
مکتی تھی ہر کی راہ نہ دکھاتی نہ سوتی تھی	بیکل سطح پھرتی تھی اور ہوش کھوتی تھی
اکھ رکنی کوہ روئے سوا میں نہ آتا تھا	
کتنی تھی کیوں یہ کشن مرادی نے دیر کی	موہن نو لکشور بہاری نے دیر کی
برج راج روپ مکٹ سنواری نے دیر کی	یاچاہ بے اثر یہ بہاری نے دیر کی
بامں جو میں نے بھیجا تھا وہ بھی نہیں پھرا	

اسمین کمند پور کے جوہر آئے عقیرب	جھلکی کلس وہ رتھ کی ہوئی رشتی عجیب
خوش کنی کا جی ہوا جون گل سے نذیب	بولی خوشی ہومن میں کہ جانگے مرے نصیب
بامن نے بھی وہ آنے کو ہر کے دیا سنا	
بن ٹھنکے جب خوشی ہو وہ پوجا کے تین چلی	ساتھ اُسکے ناریاں چلین کاتین بہت خوشی
سندر کی جاتی پاٹون کی پائل جو با جتی	روپ اور سروپ اُسکا بیان کیا کرے کوئی
ہونچی خوشی سے وان جہان تھی پوجے کی جا	
جس جس کو پوجا وان ہی اُس نے کیا بیان	کر پا کر وجو جھک و ملین بر جراج یاں
لینے کو درشن اُسکے ہوئی ہنہن نیجان	جلدی ملاؤ تم جو رسہ لاج میری یاں
ہر دیوتا سے وہ یہی کرتی تھی التجا	
جب دیوی دیوتا کی وہ پر کر دیو کی	سندر رو لاری اُسکے کو چل کر ٹھٹھک رہی
اسوا سٹے کہیں مجھے درشن دین کرشن جی	تو دیکھو وہ سروپ مری ہووے زندگی
فتح جاوے جی یہ لاج بھی میری رہے بجا	
سندر نو ملی سروپ کا میں کیا کروں بیان	لکھوان جھک رہا تھا کہ چون ماہ آسمان
پوشاک بھی بدن پہ چلتی تھی زرفشان	سرباٹون بھری تھی وہ گئے کے دریاں
کیا وصف اُسکا ہو سکے زیب و نگار کا	
دیکھا کمند پور کے جو لوگوں ہر کو وان	سب درشن اُنکے پا کے ہوے جہین شادمان
آپس میں سب وہ کہتے تھے نزار ناریاں	بر رکنی کے یہ ہوں تو ہر من کو نگہ ہویاں
ہر دم اسی مُراد کی مانگین تھے سب دعا	
بھیکم جوہر کے لینے کو آیا بہت خوشی	درشن جوہر کے پائے تو نہتی بہت سی کی

اتنے میں رکنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی	درشن جو پائے آگیا وان سکے جی میں جی
ہر نے کھڑ کے ہاتھ لیا رتھ میں وان بیٹھا	
سپال اپنے لیکے دھنک آگیا وہان	ایان اُسکی ہر نے کاٹ بھگایا اُسے ندان
آیا ر کم جو یان یہ دھنک لیکے اور ندان	اُسکو بھی ہر نے باندھ لیا کاٹ اُسکی بان
انتی سے رکنی نے دیا اُسکا جی چھٹا	
سپال کا بھی پھر دیا یسین گریہ بھگو	جو تھا غور اُسکا سوب ڈالاد میں دھو
آیا ر کم ملی جو بہت کر کے گریہ کو	بالون سے اُسکے ہاتھ بندھے اور بارہ رو
بیچ کہتے ہیں کہ گریہ ہے جگ میں بہت بُرا	
جب رکنی سے کہنے لگے ہنکے وان یہ ہر	سپال کو گریہ نے کیا سب میں خوار تر
کھویا ر کم کو اور جڑ اسندھ کو اُدھر	اُسے تھے جس گریہ سے وہ لڑنے کو ابادھر
آخر اُسی گریہ نے دیا اُن کا سر جھکا	
سپال در ر کم کا ہوا جب یہ حل وان	بلدیو جی نے انکی کٹک سب بھگائی وان
لے رکنی کو ہر پھر دوار کار وان	جب ان پہونچے خوش ہو سب زوناریان
دیکھا جمال اُن کا تو پایا بہت بھلا	
پھر دیو کی جو آئین بہت ہو خوش دھر	پانی پیا اُنھوں نے وہیں ہریہ وار کر
سب ناریان بھی اُن کے بیٹھیں ادھر دھر	بتنا معن تھا گھر کار ہا سب اُسے بھر
شادیکے باجے بجنے لگے شور و غل عجا	
سب دار کالین دھوم یہ شادیکلی چپ گئی	باجے میرے طبلے و امین بھی اور ترنی
در پر برتھون کی بہت بھیڑ آنگی	سو بھاسے دوار پر دو ہندوں بھی بھی

<p>پنڈت بلاسکن سے دو پیرے دیے پیرا</p>	
<p>ہوتے تھے راگ رنگ خوشی جوان و پیر جو خوبیاں ہوئیں سو وہ کیا کیا کے نظیر</p>	<p>بیٹھے تھے دودار کا کے وہاں خرو اور کبیر سامان تھے ہزاروں ہی شاد کیے دلنیر</p>
<p>اس ٹٹاٹھ سے وہ بیاہ عجب کش کا ہوا</p>	
<p>ہر کی تعریف میں</p>	
<p>سیکش نکھیا مڑی دھڑوہن کنج بہاری کی نند لال دلاکند حریب برج چندکٹ جھلکاری کی بن کنج پھر بار اس جن سکھائی کاغذ مار کی بت لاج رکھتا دھڑوہن ہر گنتی جھلکا دھار کی</p>	<p>مین کیا کیا وصف کمون یو اس مہر بن تاریکی گو بال نوہر نولیا گفشاں ٹل بنواری کی کردھوم لٹیا دھڑوہن پھر نول گروہاری کی ہر آن دکھائے روئے ہر یلانیاری نیاری کی</p>
<p>نت ہر بچ ہر بچ رویا جوتھ میان لگاتے ہیں جو ہر کی آسا رکھتے ہیں ہر آنکی آس بچاتے ہیں</p>	
<p>جس کینھن ہرے نیوٹھے وہ کیا انھن خوش آتا ہے سکھنہ میں نکلاتا ہے دکھ آنکے جی سے جاتا ہے ہر نام کی عمر کرتے ہیں سکھ میں انھن دکھلاتا ہے وال نکا ہر ہر کہنے سے ہر آن نیا سکھ پاتا ہے</p>	<p>جو بھگتی ہیں سو آنکو توت ہر کاناکو تاتا ہے نت نہیں ہر بھگتی ہیں ہر بھگتی آنکو بھاتا ہے من آنکا اپنے سینے میں دنرات بھگتی بھاتا ہے جو دھیان بندھا ہے چاہت کا وہ کانکھن پاتا ہے</p>
<p>ہر نام کے چنے سے من خوش نیمہ جتن رکھتے ہیں نت بھگتا جتن میں رہتے ہیں اور کام جتن رکھتے ہیں</p>	
<p>ہر تو گن ہر آن خوشی کچھ نہیں میں میں لاتے ہر نہیں ہر کی یاد لگی ہر میں میں خوش ہیں رہتے</p>	<p>ہو میں میں بچہ کرین دوار ہر کے آن ٹپے ہر نام جتن کی پرواہ ہے اور کام اسی میں رکھتے</p>

کچھ دھیان نہ ایدھو اور دھکا آہا پرین میں مہرتے کچھ آن اٹک جب بڑتی ہوں چ نہیں پتا کرتے	جس کام سے ہر کا دھیان ہم ہی کام ہی ہر دم کرتے نت آس لگا کے رہتے ہیں سن سب ہی کی کرنا کرتے
ہر کاج میں ہر کرپا سے وہ نہیں بات نہارت ہیں منموہن اپنی کرپا سے نت اُنکے کاج سنوارت ہیں	
سی کشن کی جو جو کرپا ہیں کب مجھ سے اُنکی گنتی نہ کو کروں جس کرپا کا وہ نبی ہے اعلیٰ تخی تھی نرسی اُن کی سگری میں کان بڑی چرنی کی مخار و گیشٹا اور فرش بچھا پر تیریت اور گڑی	ہیں جتنی اُنکی کرپا میں اک یہی بھی کرپا ہے اُنکی جو اک تھی ہے جو ناگدھوان رہتے تھے ستا تری بیو بار بڑھا صافرائی کا تھا بستہ لکھن اور بھی تھے ملتے جلتے ہر کس اور لوگ تھے اُن سے بہت خوشی
کچھ لیتے تھے کچھ دیتے تھے اور ہیان دیکھا کرتے تھے جولین دین کی باتیں تعین ہم اُنکا لیکھا کرتے تھے	
دن کتنے میں ہم نرسی کا سیکشن چرس دھیان لگا سب کاج بسا کام تھے ہر ناو بھین سے لا لگا تھا جو کچھ کان بچ کھا وہ دب جمع اور بچی کا ہو بیٹھے ہر کے دوار سے پرست کٹم سے ہاتھ اٹھا	جھپکتی ہر کی کٹا سب لکھا جو کھا بھو لگیا جا بیٹھے سادہ اور تو نمیت سنتے رہتے کشن کٹھا مہریم کے ہر کو ترو سب دھون کو ہر ناو نوں کا سب چھوڑ کھڑے دنیا کے ہر سر کا دھیان لگا
ہر سر کج جب دھیان لگا کچھ اور کسید کا دھیان کہاں جب چاہت کی دوکان ہوئی پھر پہلی وہ دوکان کہاں	
کیا کام سچ اُس من کو جس من کو ہر کی لگی سکھ چن ہر کے دو پر چنتو کھلا آند ہوئی نے کپڑے تھے کی پروانہ چنتا لٹیا تھا کی	پھر یا کسی کی کیا اُس کو جس من کو ہر کی گمن کی بیو بار ہوا جب چاہت کا کچھ لکھن اور بھی جب من کو بہریت ہوئی پھر اور کچھ تریت کی

<p>نہ صیانتِ ہر کراہے ہر آن خوشی اور خوشوقت</p>	<p>دھن چنی لہریں دین کی تھی سب کو بولی گدی</p>
<p>تھی تین ہر کی بیت بھری اور اٹھلی کر تو ریتے تھے کچھ نہ تھا سند یہ نہ تھا ہر نام بھروسے جیتے تھے</p>	
<p>اک تھی اک تھی تھی نو دو کہیں وہ بیابانی تھی تب تین دوسرے سب ریاں کے کہنے کی سناچین گائیں اسپین ہے ریت جو شاد کی تھی کچھ جھک جھک تھی ہر نکلی کچھ جو کاجل شادی</p>	<p>تین ہر کی مری خوش تھے وہی نرسی اور بیٹے گھر بے شادی وہی مری بالک نیکی وہی تھیں گھر میں بول بیا آند خوشی کی مری کچھ شادی کی خوشوقت تھی کچھ سوئے مری مری</p>
<p>ہے مری گھر بیٹے کے جب بالک نہ دکھاتا ہے تب بالک اسکی چھوچک کا نہال سے بھی کچھ جاتا ہے</p>	
<p>جب نرسی کی مری سے یہ بولیں گھر نہ دے اور دین تھیں یہ جاتی رہے کیا ہوں گھر نہ دے وہ جاتی ہوں ہر کی ہوں جو گھر میں سو گھر دے کچھ انکے پاس مری ہوتا تو آپ ہی وہ مری ہوتا ہے</p>	<p>وان نار یاں چنی تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں کچھ ریت نہیں آئی ابک لال تھیں تھیں تھیں تب بولی تھی نرسی کی ان نار یوں کے اگر آگے وہ بولیں کچھ تو گھر بھیجیہ بولی کیا ان کو لکھے</p>
<p>جو چنی مریں کچھ بھیجے وہ باغ اُسے پھٹا دینگے اک و مری اُنکے پاس نہیں چھوچک کیا بھیج دینگے</p>	
<p>بلو کے کھدیا جلد سی سیات اُنھوں نے لکھوا دی وہ چیزیں تھیں لکھوا دیں تھیں نہ اُنھیں ایک بھی کچھ دیورانی کی بات لکھی کچھ انکے جو جوتے تھے وہ بولی نے ہنسکھوا دیں گھوا دیں کیا میں بھیجی</p>	<p>ان نار یوں کو تو کرنی تھی تھیں تھیں تھیں سامان میں تھیں چھوچک کے بھیجے تھیں تھیں کچھ جوتے تھیں کا کنا کچھ باتیں سلسل و زندہ تھیں تھی یہ تھیں تھیں جو سب بولیں تھیں کچھ تھی</p>

	وہ لکھنا کیا تھا وہ ان لوگوں میں نہیں ہو سکتا تھا والی چیزوں کے لکھنے سے شرمندہ انکو کرنا تھا	
بچھٹائے میں میں اور کہا یہ ہو سکتا ہے کیا بچھٹ ہے یہ تو کام کھن اسدم وان کو کیوں ہی لاج رہا کچھ چھوٹی سی یہ بات نہیں اس ان بھلا کس کئے بھر دھیان لگا آہر اپار و من کو و میرج انہو	جب چھٹی نرسی پاس گئی تب باجئے بچھٹ گئے یہ ایک مین بن آہا مین جو چھٹی بچھٹ لکھے وہ بچھٹ ایسی چیزوں کو بیان کچھ ہی ہو تو وہ جسے اسوت بڑی ناچار رہی کچھ بن نہیں آتا کیا کیجے	
	وہ ٹوٹی سی اک گاڑی تھی پڑھا سپرے و سواس چلے سامان کچھ اٹکے پاس نہ تھا کہ شام کی نہیں اس چلے	
گو تھیلے میں کچھ چیز نہ تھی پر میں ہر کی آسانی کچھ ظاہر میں اسباب نہ تھا کچھ مودہ بھی لائی کچھ اسدم میر پاس میں ان چاہن چیزیں تیری جو دھیان میں لائے لائے تھے کچھ بات نہیں بن آتی تھی	ہر نام بھروسہ رکھ نہیں چل تھلے والے چیزیں تھی سر پہیلی سی بگڑی ورجوی جامہ کی سکی تھے جاتے رستہ چلے تھی آس لگی ہر پر پاکی وہ اتنا کچھ لکھ بھیجا ہے میں فکر کرو ان بس کسی	
	جب اس نگر میں جا ہو چکے تب سے نرسی میں آلات کی جو کچھ بات کہو اک ٹوٹی گاڑی لائی میں	
اور جبنا تھا دھیان کیا کچھ بانٹ لکھا انکو تو جو چھو چھو کے سامان کچھ مین جلد بھیجا و یہ تو تھیلے میں ہی ہر کر با او پر دھیان و کچھ دھیان لائے لائے ہو سکیں کو سکیں کہو	کوئی بات نہ آیا پوچھنے کو چھٹا تے دیکھا نرسی کو جب بھی دیکھے یہ بات مہی کہ بھی کیا کیا لائے ہو وہ نرسی لائے لائے ہاتھوں میں لائی ہوا جس کو تھا پاس سے کیا بٹلی بلانے کی کچھ بت پوچھو	
ہے جو بیان لکھ بھیجا اک میں میں بھو اٹکے	اس میں جو نہر جا ہا ہا اک میں میں بھو اٹکے	

<p>سیکشن ہر جہ نرسی بہ بات چسک شمشیر کچھ بکھڑون پر سب کے کچھ نہ کچھ بکھڑون پر کل شہر و نیاں ہوں اور دیر تیری کو توئی کے تمہانیک میں نیا لیکھ سوا سکوں میں تیرے</p>	<p>کیا کہتے ہیں ان سبھی ٹھانڈے وہ بجا آہوئے تھے نہ سبھی کھڑے سوئے اور تاش کی ٹوپی اور کرتے چھینے چھکے چار طرف کچھ ٹھیکے چہرہ جھلکا جھل کے اب وہ وہ کی اک دھوم مٹی و شور ایا ہاٹے ٹھہرے</p>
<p>وان جسد ہر کی کر پاتے یونہی کی سچا کھی ہر تیرے آؤن ہوا اور نام ٹر لائی کی ٹھہری سب لوگ ٹم کے شاد ہوں وقت ہوں پیر پٹی کی وان لوگ سب آئے دیکھنے کو اور دوا را دیر پٹی کی</p>	<p>تھی وہ جو ٹھنکی اسکی مان وہ بھولی جسد میں پٹی سہا سکتے لیے پھر دیر سے اک سونے کی سل آن پٹی</p>
<p>سیکشن وان جہ پوری کی سب کچھ میں کی یہ اسی چھو چھکے جاتے تھے انہیں تھا مقدر بہ کیا جو ہر کر پاتے ٹھانڈے کیا وہ ایک انہیں آتا یہ کر پاتے پر ہوتی ہے جو کہتے ہیں ارگی سا</p>	<p>اُس نگری بہتر مگر عرب نرسی کی تعریف ہوتی کچھ بھی تھی طعنہ سے ہر یا سے وہ سانچ ہوتی وہ نئی بھی خوشحال تھی تفریق میں کر کر نرسی کی ٹھانڈے چھو سب چھو چھکے سب تھی بہتر دھو ٹری</p>
<p>سیکشن وان جہ پوری کی سب کچھ میں کی یہ اسی چھو چھکے جاتے تھے انہیں تھا مقدر بہ کیا جو ہر کر پاتے ٹھانڈے کیا وہ ایک انہیں آتا یہ کر پاتے پر ہوتی ہے جو کہتے ہیں ارگی سا</p>	<p>جو ہر سے کام رکھیں اُنکا پھر پور اکیونکر کام نہ ہو جو ہر دم ہر کا نام میں پھر کیونکر ہر کا نام نہ ہو</p>
<p>سیکشن وان جہ پوری کی سب کچھ میں کی یہ اسی چھو چھکے جاتے تھے انہیں تھا مقدر بہ کیا جو ہر کر پاتے ٹھانڈے کیا وہ ایک انہیں آتا یہ کر پاتے پر ہوتی ہے جو کہتے ہیں ارگی سا</p>	<p>وکیل میں کوئی دوسری جاننے کی تھی چنتا یہ آدرمان وہاں پاتے یہاں ہو سکتا تھا یہ اتنی جسکی دھوم مٹی سو ٹھانڈے تھا ہر کر کا ہر کر پا کا جو صحت کوٹے باتیں ہیں سب ٹھیک بجا</p>
<p>میں شاہ ظہار ہر دم وہ جو ہر کی تہلاری میں سیکشن کوکشن کوکشن بڑے اوتاری میں</p>	<p>سیکشن وان جہ پوری کی سب کچھ میں کی یہ اسی چھو چھکے جاتے تھے انہیں تھا مقدر بہ کیا جو ہر کر پاتے ٹھانڈے کیا وہ ایک انہیں آتا یہ کر پاتے پر ہوتی ہے جو کہتے ہیں ارگی سا</p>
<p>دنیا کے شہر و نین میان جس جھکے بازو میں</p>	<p>کسی کس طرح ہیں نرسی کس طرح کے کار ہیں</p>

کتنے اسی بازار میں زر کے ہی پیشہ دار ہیں	بیٹھے ہیں مگر کوٹھیاں زر کے لگے انبار ہیں
سب لوگ کہتے ہیں اُنھیں یہ بیٹھ سا ہو کار ہیں	
ہیں فرش کوٹھی میں جہے تکیے لگے ہیں زرخشاں	بسیاں گھلین ہیں سانے لکھتے ہیں لکھی کاروان
کچھ پیچ کی کھپرت کی آتی ہیں باتیں دریاں	لاکھوں کی لکھتے دہری سوکیروں کی ہڈیاں
کیا کیا متی اور سود کی کرتے سدا تکرار ہیں	
کچھ بول کے مذکور ہیں کچھ بیاج کا ہٹکا ٹھکا	پھیلاؤ ہیں گھر بچ کے بجک کا چرچا ہو رہا
دلال ہڈی پیچ کی باسن بھی پرکھے سدا سوا	آرٹ بٹھا کے ہر جگہ طبعی لکھاتے جا بجا
کچھ رکھنے والے کے تپے کچھ جوگ کے اقرار ہیں	
تھوڑی سی پوچھ جلی سے پھین ہیں بھی گلی	ایک دھڑلے دین میں آدھو دھری ہیں کوڑیل
اور جو ہیں حریف بچے وہ کوڑیوں کی گھیلیاں	کاندھو پہ رکھتے ہیں ان گنتی جہاں گھیلیاں
دیکھا تو یہ سب پٹ کے دھند ہیں اور بتا رہیں	
ہے یہ جو مرفہ میان ہیں ان میں کتنے اور بھی	ہت کے پرکھے کا ورچا ہت کی چوٹھی اثری
جو گمانی دھیانی ہیں بڑے کتنے اُنھیں کوٹھی جی	دھن دھن کل میٹر میں کوٹھی ہی ہے کوٹھی بڑی
من کی پریم اور بیت کا کرتے سدا بیو پار ہیں	
میں وہ چش اش کے چکلے روپے نہیں بھرے	ہت کی گھن اس کو جاتے ہی جو پل میں
لکھن لیکھا چاہا کچھ کے سرب سے لکھ رہا	جس کوکے بیچ من لگا اس باسکی سستی بچہ
نیت پریم کی ہوں بھین ہیاں دھریں دوچار ہیں	
بجک لگاتے ہیں جان دھوکا نہیں تڑاؤ	جس بات کی مدد ہیں وہ ٹھیک ٹی ہیں سدا
ہے جمع دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا	حاجت تقاضے کی نہیں لینا سب سے چلا

جوابات کرنی جوگ ہے اُسین ٹرے ہشیارین	
رتے ہین خوش جہین سدا دگر کچھ رتے نہین	ہو یا کرتے ہین ٹرے ہر آن رتے ہین نہین
بھگواندین کرتے ذرا غصہ نہین ہوتے کہین	مہ کی اُنہی سے من لگا سکھ جین ہے جیکے تئیں
کھوٹے ملت سے کام کیا اُنکے کھرے ہر کارین	
کرتے ہین نت اس کام کو جو ہے مایا لیان میں	جو دھیان ہے نہین بندھا رہے خون شش اُٹھان میں
سند یہ کا پیسا لگا رکھتے نہین دوکان میں	نت من کی سمرن ساودہ کر تہرت میں ہر آن میں
جس نار کا ادھار ہے اُس سے لگائے نارین	
جس من ہر محبوب من کی لگائی جاہ ہے	سب لین کی وردین کی اُنکو اُسی راہ ہے
جو دلی لیکھن لکھا اُس وہی آگاہ ہے	اُن کو اُسی سلکھ ہے اُنکی وہی اکاہ ہے
اکوڑی سے لیکر لاکھ تک اُنکے وہی ہو یا رہین	
اس بھید کا اسے دو ستواس بات دیکھو تیا	تھے نرسی مہتا ایک جو صرافی کرتے تھے صدرا
مخلوط تھے خوشحال تھے دوکان میں زرقا بھرا	سیکشن جی کے دھیان میں رہتا تھا اُنکا ہر لگا
شمن لویہ اُنکی پیت اور پرنت کے اُبکار ہین	
جون جون شربھا ہر دھیت بوجھ پکھیا رہ پیا	پسیا لگا جو پاس تھا سب دھ سنتون کو پیا
سب کچھ تجا ہر دھیان میں اور نام ہر کالے لیا	نت داس متوالے بھی ہر کا بھجن ہر دم کیا
پکھٹ کیے سب دھیر پر جو چند کے آتار ہین	
سب تجا ہر دھیان میں یہ پیت کا تھر آتین	کرتے بھجن سیکشن کا ہر حال میں رتے گن
نرسی کی پڑی ہو گئی دے کر دھنوں ہن کو ہن	چاہت میں سانول شاہ کی نیا بھلا یا تین
سب بھگت باتین ساتھ لین جو اُٹھان دھین دکار ہین	

دُزلات کی مالا پھری سیکشن جی سیکشن جی	ٹھہرا زبان پر ہر گھڑی سیکشن جی سیکشن جی
کہتا سدا سینہ میں جی سیکشن جی سیکشن جی	جاتے جہاں کتے یہی سیکشن جی سیکشن جی
جو یم کے پورے ہوئے انکے یہی اطوار ہیں	
کتے ہیں یوں اک ایس میں رہتے جو کتنے سادھے	وہ دوستوں کے واسطے جب دوار کا جی کو چلا
اپہونچے اُس نگر میں جب نرزی جہاں تھے تپ بھر	اُترے خوشی سے آن کر درواں کئی دن تک رہا
پو جا بھجن کرنے لگے سادھوں کے جو اطوار ہیں	
وہ سادھو جو اُترے تھے وان کچھ پڑوا کر لگنے	چاہا اُنھوں نے دُشٹی ہنڈی لکھا لین سٹھیر سے
لیوین روپے ہنڈی دکھا جب لکامین ہو چکے	کارچ سنوارین دھرم کے جو نیکنامی وان ملے
کرتے ہیں کارج یم کے جو جا کے اُس دربار ہیں	
لوگوں جب سبلیت کا سادھوں وان چرچا کیا	اور ہر سبلیت کی گھڑی گھر پوچھا سا ہو کار کا
اُس چھوٹی سی نگر میں جو نرزی بڑا بیابان تھا	سیکشن جی کی چاہ تھی تھے سب پنا گنوا
مفلس کب وہ کام ہوں کرنے جواب زردار ہیں	
کتنے جو ٹھٹھے باز تھے جسم اُنھوں نے یہ سنا	مول میں ہی کی راہ سے سادھو یوں چلا گیا
اک نرزی مہتا ہیں بڑے سرائیاں کے واہ وا	تم دُشٹی ہنڈی جو ہے لوہا تھ سے اُنکے لکھا
یہ سادھو اُنکی یان بڑی جتنے یہ سا ہو کار ہیں	
وہ سادھو کیا جانے کہ یان کرتے ہیں جیسے بیہمی	لے کر روپے اور پوچھتے آئے بہت ہو کر لکھا
نرزی آئے پاس جیت دلی بات اپنی کہی	لکھو دھیم کربا سے تم اُس وقت ہنڈی دُشٹی
ہم دوار کا کو آج کل جلدی سے چلتے ہاڑن ہیں	
نرزی یوں ننگ کر لیا میں تو غریب لڑائی ہوں جی	سادھو میری دوکان تو رستہ چھا کی بڑی

نے ہے مری رخصتہ کہین میت میرا ہے کوئی	نے پاس میرے لکھنی نے ایک ٹوٹی سی ہی
یہ بات وان کہیے جمان نت ہندیان ہر بار ہین	
جاگر لکھا واور سے پریت سا وکھیا مری	ہم ہیرے پڑ رہے کو بیان ٹوٹی سی باجھ پڑی
تن پر کر پڑا نہیں گھر میں تھالی کر چھلی	میں تو شری خطی سا ہوں کیا سا کھیری باتی
سب نانوں رکھتے ہین مجھے جو میرے ناتے دار ہین	
یہ بات سنگر سادو وان نرسی سے بولے سنگر	لکھ دیو ہین کر پاتے تم ہکو یہ ہنڈی ورنشی
کریا سادو نول ساہ کی نرنشی وان ہنڈی لکھی	سادو نول ہنڈی لیکے وان دوار کاکی راہ لی
کہتے چلے لینے روپے اب وان تو بے تکرار ہین	
لوگوں جانا اب بت نرسی کی خواری ہو گئی	لکھ دیو نول اب جو بیان کا ہی کوئی ہنڈی پڑی
پھر دوار کا سے سادو یا آن وغیہ پھر کر سنگر	پکڑے اُنکو آن کر لوگوں میں ہو گئی ہنسی
اکھوئے ہین تب انسان کی چھوٹے جو کار و بار ہین	
نرسی وہ لکھ روپے رکھ دھیان ہر کسی کا	تھے جتنے سادو اور سنت وان کو بیا اُس دم بلا
پوری پوری ورنشی شکر ٹھانی بھی منگا	سب کو کھلایا کتنے دن ورنشی یوں کر
من ماننا کھا و پو یہ جو لگے اسنا ہین	
برنی جلیبی ورنٹو سب کو دھان برتاوے	جب سوچ آیا نہیں یوں ہوتا ہو کیا اب کھیے
وہ سادو ہنڈی ورنشی دوار کا میں جب گئے	اکوٹھی کو سادو نول شاہ کی وان ہنڈی ہنڈی
ہم جنکو ہین یا ان ڈھونڈتے یا ان ڈھونڈتے	
بے آس ہو کر سنگر مری ساہ پیٹھے سر جھکا	اتنے میں دیکھا دور سے اک رتھ ہے وان ساجا
کسی جھکی جھکا جھکی سنہری خوش نما	اک شخص ٹھیا اُسید ہے سادو نول ہر من لدا

	رقتہ کی جھلک سے اُسکی وان روشن بناوارہیں	
وہ سادہ دیکھنا ٹھٹھا ٹھٹھا کو کچھ مین کھڑے کئے	جلدی اٹھے اور سانے رقتہ کے ہوا اگر کھڑے	پوچھا اُنھوں نے کون ہوتا دھو کھینے لگے
	نرسی کی ہنڈی دہشتی ہے جو کسانول ساہو کے	
	سو ہو کو وہ ملتے نہیں اب ہم بہت ناچار ہیں	
یہ کہتے ہنڈی دہشتی جسد اُنھوں نے دی کھا	سیکشن جی نے پیار سے ہر حرف ہنڈی کا پڑھا	جتنے روپے تھے وان لکھے وہ سب یہ لکھو دلا
	وہ خوش ہوئے جب کیشن جی ان کے ساتھ گئے	
	یہ اب جنھوں نے ہے لکھی ہم سے رکھتے یار ہیں	
اب جو ملو گے اُن سے تم کیو ہاری اور سے	جو تھے روپے تنے لکھے وہ ہنچے سب ان کو دے	یہ کام کیا تنے کیا تھوڑے روپے جواب لکھے
	آگے کو اب بھوہی اتنے روپے کیا چیز تھے	
	لاکھوں لکھو گے تم اگر دینے کو ہم تیار ہیں	
وہ سادہ اپنے لے روپے پھر پھر پھر پھر پھر	کارج جو کرنے تھے اُنھیں مین اتنے وہ سب کیے	پھر وار کا سے چلے وہ نرسی کی نگری ہیں
	نرسی لوگوں کا نرسی بہت دل میں ہے	
	وہ نکا کمان سے مین روپے یہ تو بہت کی بھار ہیں	
جب سادہ ملے کو گئے نرسی چھیننے لگے	وہ منتیان کرنے لگے اور پاتوں نرسی چھو لے	پر شا دلانے اور روپے کچھ رو بروا کے دھر
	اور جو سندسیا تھا دیا سب بچنے کے	
	نرسی نے جانا کشتوں کی کربا کے یہ اسرار ہیں	
من مین جو نرسی خوش ہو سب دھو کھینے لگے	سب ہنچے بھر پائے روپے اور ہر دہشتی کے	ہنڈی بڑی لکھتے رہہرے کہا ہے آپ سے
	نرسی یہ بولے اُن سے وان اب کس ہو کڑا کے	
	جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو ہوا اتار ہیں	

نرسی کی سائول ساہ نے جب طرح کی پ رکھی	اور یوں کہان کے کو تم لکھتے رہو ہڈی بڑی
بلہاری ترسی ہو گئے سیکشن نے کراپاہ کی	جسکو نظیر ایسوں کی جی جان سے چاہت لگی

وہ سب طرح ہر حال میں اسکے بناہن ہارہن

بلدیو جی کا میلا

کیا وہ دلبر کوئی نویلا ہے	ناتقہ ہے اور کمین وہ چیلہ ہے
موتیا ہے چنبیلی سیلا ہے	بھیڑا بنوہ ہے اکیلا ہے
شہر قصبائی اور گنویلا ہے	زرا شرفی ہے پیسا دھیلا ہے
ایک کیا کیا وہ کھیل کھیلہ ہے	بھیڑے خلقتوں کا ریلہ ہے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے کمین یار اور کمین اغیار	کمین عاشق ہے اور کمین لیدار
کمین بستی ہے اور کمین گلزار	کمین جنگل ہے اور کمین بازار
وہی بھگتی ہے اور وہی اتار	اُسکی لیلائین کسے ہوں اظہار
آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار	آپ کہتا ہے یوں پکار پکار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین کمین رام اور کمین چھین	کمین کچھ چھ ہے اور کمین راون
کمین باراہ کمین بدن بوہن	کمین بلدیو اور کمین سیکشن
سب سروپوں میں ہین کسکی جتن	کمین نرسنگھ ہے وہ نارائن

اکمین نکلا ہے سیر کو بن بن	اکمین کستا پھر ہے یون بن بن
رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے	زور بلد یو جی کا میلہ ہے
آج میلے کا یاں جو ہے سامان	آئے ہیں دور دور سے آسمن
ہر طرف کھل رہے گل وریحان	بار بدی مٹھائی اور پکوان
بھڑا بنوہ غل دکان دکان	اور یہی شور ہر گھڑی ہر آن
رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے	زور بلد یو جی کا میلہ ہے
ہر طرف حسن کی پکارین ہیں	دلربا سو برن سنواریں ہیں
اک طرف نو بتیں جھنکارین ہیں	جبنا نچم رنگ راس دھارین ہیں
سیر ہے دید ہے بہارین ہیں	کر کے جے جے یہی پکارین ہیں
اکمین عاشق نظارے مارے ہیں	سونگا ہوں کی جیت ہارین ہیں
رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے	زور بلد یو جی کا میلہ ہے
اتنے لوگوں کے ٹٹھٹھ لگے ہیں آ	جو کہ تل وھرنے کی نہیں ہے جا
لے کے مندر سے دودھ کو س لگا	باغ وین بھر رہے ہیں سب چرا
ہیں ہزاروں باطلی اور سودا	لاکھوں بکتے ہیں گنے اور مالا
بھڑا بنوہ اور دھرم دھکا	جس طرف دیکھیے ابا ہا ہا

	<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>حاجا بھر ہے ہین جرخگل جنگلون میں ہین مچ رہے نگل کوئی دھکون میں کر رہا ملول کتے کرتے ہین مور جھل جھل</p>		<p>بسکہ اندے ہین خاققون کے دل چوہ بازار فوج اور دنگل کوئی انبوہ میں رہا ہے کچل کتے کرتے ہین جست کو داٹھل</p>
	<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>موتی مونگا اور آرسی ہے کوئے نارنگی سنگترے کھٹے کوئی چڑھاتا ہے کھیر کے چٹے بوڑھے ٹرے جوان اور کٹے</p>		<p>ہین ہزاروں ہی جنس کے تھے پیرے لڈ و جلیبی اور گٹے کوئی تو کر رہا ہے پھل ہے پیر ہین مندر کے کوٹھے اور کٹے</p>
	<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>آکے عیش و طرب مناتے ہین اپنے دل کی مڑا دیا تے ہین راس منڈل بھجن سناتے ہین سب یہ نہیں منس کہتے جاتے ہین زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>		<p>لوگ چاروں طرف کے آتے ہین دل سے سب دشمنوں کو جاتے ہین جھانچہ مردنگ دت بجاتے ہین دل میں پھولے نہیں ساتے ہین رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے</p>

<p>نہک پلک غنچہ لب جھیلے ہین دل کے لینے کو سب ٹھیلے ہین ٹھٹھے بلدار اور نکیلے ہین پیارے الفت بہانے جیلے ہین</p>	<p>برطرت گلبدن رنگیلے ہین بات کے ترچھے اور ٹھیلے ہین خشک ترنرم سوکھے گیلے ہین جوڑے بھی مٹخ سبز پیلے ہین</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>چیز رکھتے ہین باندھ کر چٹری روڑ یو چورے چلا گٹھری کہین لوٹی دوکان اوڑھری سو تماشے ہنسی خوشی بھکڑی</p>	<p>خلق آتی ہے سب جڑی ہی جڑی کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی جیب کتری کہین گئی پکڑی چور کی تاک سے کہین پکڑی</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>جنگلی نازک ہراک بری پوری دل کو چھینے ہین سب برا زوری برج میں جیسے بیج رہی ہو ری چوری کیسی کہ صاف سر زوری</p>	<p>نازنین ہین وہ سائوری گوری کر کے جتوں لگا ہ کی ڈوری وصوم ناز واد اچھکا جھوری گھونگھٹون میں ہین کر رہی چوری</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے</p>	
<p>جسمین گنگا برن کے سوتے ہین</p>	<p>گٹھ پر ہی نہان ہوتے ہین</p>

<p>کتنے کتنی کھڑے پردے ہیں بندرون میں جنوں کو بوتے ہیں سومرے سوتا شے ہوتے ہیں</p>	<p>پانی ہاتھ منہ کو دھوتے ہیں کتنے جا کر نبون میں سوتے ہیں ان بہاروں میں ہوش کھوتے ہیں</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیل ہے زور بلد یو جی کا میل ہے</p>	
<p>مل رہا ہے ملا ہے دل جس سے لڑ رہا ہے کوئی کہیں رس سے کون چلا ہے پوچھیے کس سے اور دھکا پیل اور کمان گھس سے</p>	<p>کوئی اگر بہانے اور مس سے ہوتے ہیں آملاپ جس تس سے کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے کستی بازو میں لگ رہے گھس سے</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیل ہے زور بلد یو جی کا میل ہے</p>	
<p>گھنگرو اور تال کے جھٹاکے ہیں کھنڈر دوہرے کست کتھا کے ہیں کہیں بوسون کے سو جھپا کے ہیں تسپہ جاڑ کیے سو جھڑا کے ہیں</p>	<p>تاج اور راگ کے کھڑا کے ہیں تھلین تھتے کھانی سا کے ہیں کہیں آغوش کے لپا کے ہیں تھر تھری دانت پر کھڑا کے ہیں</p>
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیل ہے زور بلد یو جی کا میل ہے</p>	
<p>اُسکا گیند ہے عالم بالا پڑے جیسے ہیں چاند پر ہلا</p>	<p>صحنِ مندر کا سب سے اعلیٰ ہو رہا جھانکیوں کا اُجیلا</p>

کوئی جیتا ہے دعیان میں مالا کوئی جے جے کرے ہے دمن والا	ہے کوئی درشنون کا متوالا کوئی ڈنڈ دتین کر رہا لالا
رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے	
ہر گھڑی میں بدل رہے ہیں برن نئی جھانکی ہے اور نئے ورشن کہیں گھنٹوں کی ہو رہی چھین چھین خاص پرشاد مصری اور ماکھن	ہے جو مندر میں آپ رہ لائن نئی پوشاک اور نئے بھوجن آرتی کی کہیں مچی ٹھن ٹھن تال مردنگ جھا نچھ کی جھن جھن
رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے	
کچھ وہ بتلی کمر وہ لہنے بال مصری لکھن کے ہاتھوں اوپر تھال ڈال دین ہار کا گھلے میں جال پسین عاشری اوپر عیر و گل لال	کوئی چنل چلے ہے ٹھمکی چال آنکھوں میں سبکی نشے رنگے لال کچھ وہ پوشاک کچھ وہ حسن جال بدھی ہو کر لہجہ صاف دل کو کھال
رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کا میلہ ہے	
اور لاکھوں میں زانی اور زانی اور ہجوموں کی لاکھ لکھیاں جوگی بیراگی گئیانی اور دھیانی	بسکہ آئے ہیں راجہ اور رانی بھیڑا نہ وہ کی فسادانی پاکلی ہاتھی گھوڑے رتھ بانی

پانی کا دودھ دودھ کا پانی	کچھ نہیں مول تول کیا مانی
رنگ ہے روپ ہے جھمیل ہے زور بلد یو جی کا میل ہے	
اُن کے منہ اور اُچھال چکے ہیں دودھ کھو یا ملائی چکے ہیں دھوم دھون سون کی درد منہ ہیں سوتا شے ہیں سو جھمکے ہیں	سے کچے ہیں کتنے کچے ہیں چوڑٹ کھٹ ہیں اور اُچکے ہیں بھیڑا بنوہ اور بھڑکے چپتے ہیں پالکی ہاتھی گھوڑے ڈنکے ہیں
رنگ ہے روپ ہے جھمیل ہے زور بلد یو جی کا میل ہے	
اپنا سب گرم کر رہے بازار نوگرہ ہی پوتہ اُلوٹھی چپلے ہار جس گنوار سی کو چلیے دھکا مار کیسو اٹھلا چلے ہے دائرہ جار	لاکھوں پیٹھے بساطی اور منہا رہ پوڑی نیکڑی کی اک طرف جھنکار ٹوٹے پڑتے گنوار سی اور گنوار کر کے دی گالی یوں کہے ہے پکار
رنگ ہے روپ ہے جھمیل ہے زور بلد یو جی کا میل ہے	
کوئی سیوے ہے کوئی دیو بھیڑ کوئی کاچھن کچن رہا ہے بیر کوئی بنیے کو مارتا ہے سیر لاٹھی پاٹھی ہے شور غل نہ دھیر	مٹی اور کاٹھ کے کھٹونے ڈھیر کوئی کھمار کیے کرہا ہتھ پھیر کوئی کچن سے لڑ رہا منہ پھیر گالی دے مار کوٹ سا نجد سویر

<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>		
<p>یکڑون رنگ رنگ کی چڑیان کمین چوٹین انا رعل چڑیان کمین اُلفت سے انکھڑیان لڑیان عیش عشرت کی لٹ رہین دھڑیان</p>	<p>پھول گیند ونکے ہار کی لڑیان کمین گھلتی ہین دل کی گچھڑون کمین باہین گلے میں ہین لڑیان دال موٹھین منگوچے اور لڑیان</p>	
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>		
<p>لگ رہی بھڑاس قدر ٹٹھم ہو جو جہان تھا وہین بھنسا پھرو بٹھے کتے ہین کھا کے دھکون کو اور گنور دل پکا کر ہو ہو</p>	<p>راہ آگے کو اور نہ پیچھے کو جس کو کھینچے ہین گر پڑے ہو جے مہاراج رام رام بھجو اب تو ٹھہرا رہے لگانے کو</p>	
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>		
<p>کیا مچی ہے بہار جے بلد یو دھوم میل و نہار جے بلد یو ہرزبان پر ہزار جے بلد یو کہ نظیر اب پکار جے بلد یو</p>	<p>عیش کے کار و بار جے بلد یو ہر کمین آشکار جے بلد یو دمدم یاد و کار جے بلد یو سب کو ایک بار جے بلد یو</p>	
<p>رنگ ہے روپ ہے جھمیلہ ہے</p>	<p>زور بلد یو جی کامیلا ہے</p>	

مدح نانک شاہ گرد

ہین کہتے نانک شاہ جھین پور سے ہین کا گرو	وہ کامل رہبر جگین ہین یون رہن جیسے ماہ گرد
مقصود مراد امید سبھی ہر باتے ہین ل خواہ گرد	نت لطف و کرم سے کرتے ہین ہاگو مکان گرد
<p>اچن شش کے عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرد</p> <p>سب سب نیوا ارداس کرد اور ہر دم بولو واہ گرد</p>	
ہر آن لون پنج یاں پنہ جو بیان کر دلا ہین	اور سبک ہو کر انکے ہی جھوت پنج کشا ہین
کرانی لطف و عنایت کجہرین سے دکھلاتے ہین	خوش کھتے ہین ہر حال انھیں سرکاری کا جتا ہین
<p>اچن شش کے عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرد</p> <p>سب سب نیوا ارداس کرد اور ہر دم بولو واہ گرد</p>	
جو آپ گرو نے بخشش سے رخس کی کاٹا دیا	ہر بات وہی غی بی کی تاثیر نے جھڑا دیا
یاں جس جس آن باتوں کو ہم وہ بیان لگا دیا	ہر آن گرو نے دل نکا خوشوت کیا اور شا دیا
<p>اچن شش کے عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرد</p> <p>سب سب نیوا ارداس کرد اور ہر دم بولو واہ گرد</p>	
دورات سبھوں بیان لے ہر یاد گرو سکھ لیا	سب انکے مقصد ہر بات خوشوتی کا ہنگام لیا
دھک دروینے چھیاں لگا جت گرو کا نام لیا	پل پنج گرو لئی انھیں خصال کیا اور تعلیم لیا
<p>اچن شش کے عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرد</p> <p>سب سب نیوا ارداس کرد اور ہر دم بولو واہ گرد</p>	
یاں جو جو دلکی خواہش کی کچھ بیان کر دے کہتے ہین	وہ اپنی اعلیٰ شفقت سے نت ہاتھ نہ کھینچتے ہین
انھوں نے انکی خوشی کو کج بی کے کہتے ہین	دھک دروینے چھیاں لگا جت گرو کا نام لیا

	<p>آتشِ شش کے غلٹ کے ہین بابا ناکشا گرو سب سے نوار داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو</p>	
<p>وہ اُن پلٹ و عنایت ہن توجہ کرتے ہین آئند عنایت کرتے ہین اور سب سے کی پارتے ہین</p>		<p>جو ہر دم اُن سے و میان اید کر م کی دوسرے دین اسباب خوشی اور خوبی گھر پر ہونے چاہیے</p>
	<p>آتشِ شش کے اس غلٹ کے ہین بابا ناکشا گرو سب سے نوار داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو</p>	
<p>وہ بھٹ و کر م جو کرتے ہین ہر چاروں طرف ہین ہر آن نظیر اب بیان تم ہی بابا ناکشا گرو</p>		<p>بھٹ و نہایت امن ہین کب سے کبھی اکھا ہو الطاف بھونپر ہین گھر پر ہونے چاہیے</p>
	<p>آتشِ شش کے غلٹ کے ہین بابا ناکشا گرو سب سے نوار داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو</p>	
	<p>تعریف گرو و گنج بخش کی</p>	
<p>خوبی میں ہے قیام گور و گنج بخش کا لے دل ہمیشہ نام گور و گنج بخش کا</p>		<p>ہو رہ دلام گور و گنج بخش کا کریا میں اہتمام گور و گنج بخش کا</p>
	<p>رکھ دھیان مسج و شام گور و گنج بخش کا</p>	
<p>اور رکھ سرت تو اپنی انھیں چرن نال سیوک کو اپنے کرتے ہین لک ن میں نال</p>		<p>ہر دم انھیں کی یاد رکھ دل میں خیال کھوتے ہین سکے دل کے وہی رخ و لال</p>
	<p>بخشش میں ہے یہ کام گور و گنج بخش کا</p>	
<p>اکھا ہو ابو دل سے کچھ کچھ خط نہیں گونا ہوا جو نام لے اکھا تو اس کے تین</p>		<p>آتے ہین وہ مد کے تین جبکہ کہ نہیں یہ بات ٹھیک ہے اسے کرجی بن تین</p>

	لیتا ہے نام مقام گورو گنج بخش کا	
خوبی کچھ اُنکے لطف کی جاتی نہیں کی	کر پادہ اپنی رکھتے ہیں ہر آن ہر گھڑی	کہتے ہیں جب کو بھانوسہ ہوتی ہے خوشی
	۲ کہتے ہیں جب کو لطف کی مسند ہوئی ہو	
	سہ دل سدا مقام گورو گنج بخش کا	
رکھ اُنکی لطف لکھ لو کر پاو پر نظر	وہ اپنے گنج لطف سے دیتے ہیں ہم دُور	جو چاہے مُراد اُنھیں سے تو عرض کر
	الطاف ہے دام گورو گنج بخش کا	
اُنکی سرن میں آیا تو بچہ دکھ نہو کہو	رکھ لینے اپنی مہر سے وہ تیری آبرو	رکھ اپنے جی سے اُنکی ہی کس پل کی رزو
	ارداس کرے سر کو جھکا اُنکے در پہ تو	
	لطف و کرم ہے عام گورو گنج بخش کا	
کر عرض اُن سے اپنا تو احوال ہے نظیر	اپنے کرم سے لینے تجھے پال ہے نظیر	رکھ اُنکی یاد جی میں تو ہر حال ہے نظیر
	رہتا ہے جب میں خوش دل و خوش حال ہے نظیر	
	سہ دل سے جو غلام گرد گنج بخش کا	
	درگاہی کے درشن	
من باش کئے کیونکر جی کا شہ گہری ترن کی	ہو تیر گیارنی دھیانی کا ہر نہایت میں ترن کی	جو سنی آردو کے ہیں یہ ہم دھیان ترن کی
	پر سدا بہت من ہو ہیں یہ ریت رچی ہے ترن کی	
	تعریف کون میں کیا کیا کچھ اب درگاہ جیکے درشن کی	
اُس لال و پچکٹ جیو بی آپ پر بخت ہیں	تن بران سے جھلکت ہیں جو کچھ درالاجہ ہیں	

دھن پوجا کھنکھن کی انشی نہ بٹا نوبت میں	انسن صورت دیکھی چہ زن ہوب جہا جنت میں
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برن کی	تعریف کمون کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی
جو مہر نی س دیسی کی وہ دور رسا دعا ہو	جو صیان لگا کو سعادت ہے سب آئی سن جات ہے
جب کرباوا کی ہوت ہے تب درشن دیکھا ہوتا ہو	کچھ دیکھتے جہا سورت کامن تن میں سن لوات ہے
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برن کی	تعریف کمون میں کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی
جو نی ہن وامورت کے وہ انکی بات سہارا ہے	سکو چہچہ و اتین لگت ہیں وہ انکی ختا ہارا ہے
ہر گیارنی داکی سترن جو دھنیانی سا دعا ہارا ہے	جو نوک ہن وامورت کے وہ انکے کاج سنوارا ہے
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برن کی	تعریف کمون کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی
جب ہو لی یا چھی پڑا گدن کرنگا ہوتا ہے	ہر چار طرف اُس پل میں بونہ میل ہوتا ہے
لکھن کیو جید ہر اکھٹا نا ہر رکھیل ہوتا ہے	ہن من لگتا ہوتا ہے آندہ بر جھیل ہوتا ہے
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برن کی	تعریف کمون کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی
جو باغ لگے ہن ہر رکھ لوگوں سب بھرتے ہیں	جو پلین تی ہن جانی سب من بچ بھرتے ہیں
کچھ شیعہ ہن خوشوقت سے دل میں لڑکھڑکھتے ہیں	کچھ دیکھتے بہارین خوبان کی ساتھ انکے سیر کرتے ہیں
پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے برن کی	تعریف کمون کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

<p>پوشاکین غمکی زرین ہین تن پر بھلکے ہی لونا نم نظیر اب کس کس کا جو خیال آن بھلکے ہی</p>	<p>جو چیزیں میلونین بکتنیں سب آج بھلکے ہی محبوب کے جسمیوں کی ہر آن بھلکے ہی</p>
<p>پر سب دہت من ہو تو اے کونین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی</p>	<p>پر سب دہت من ہو تو اے کونین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی</p>
<p>تعریف بھرون کی</p>	<p>تعریف بھرون کی</p>
<p>رکھتا ہوں ہے دل میں تیرا خیال بھرون اب دغھے آکر مجھ کو سنبھال بھرون</p>	<p>دیکھا ہے جب سے میں تیرا حیا بھرون ذرات ہے یہ میرا تجھے سوال بھرون</p>
<p>تیری سرن گئی ہے کروتو نہال بھرون اے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھرون</p>	<p>تیری سرن گئی ہے کروتو نہال بھرون اے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھرون</p>
<p>تن من بھوت ملکا گل بچ سند ڈالا ہون دل سے واس تیرا من آکرے دیا</p>	<p>آنکھوں میں چھارہا ہے تیرا روپ کالا آنکھوں میں دیا ہے روشن ہاتھوں میں کاپالا</p>
<p>تیری سرن گئی ہے کروتو نہال بھرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھرون</p>	<p>تیری سرن گئی ہے کروتو نہال بھرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھرون</p>
<p>بھلکے ہی کلا پہ تیرے جی جان اپنا دارین سیوک چرن کو چو میں شیشی گھڑی پکارین</p>	<p>کیا کیا مچی ہین تیرے دربار کی بہارین سب اپنا اپنا کارج مانگتا سنوارین</p>
<p>تیری سرن گئی ہے کروتو نہال بھرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھرون</p>	<p>تیری سرن گئی ہے کروتو نہال بھرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھرون</p>
<p>مدہ ہوئے پاس تھا جو تو کڑی سچا سب تچ کے سینا اتھو تیری پاکے کا</p>	<p>ما تھے یہ تیرے ٹیکا سیندھ کا برا قرسول کا مدد او پڑھو رکھتے ہی</p>

	تیری سرنگی ہے کرتو نہال بھیرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
چاہے جیسے بساوے چاہے جسے اُجاڑے وانون کو حیر ڈالے دینت کو بچھاڑے		تو راجھسون کے من سے ہرن سر اُکھاڑے جو تھو سے دو بدو ہواک آن میں لٹاڑے
	تیری سرنگی ہے کرتو نہال بھیرون اے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
دھرتی اکاس پر پتال ہل جاوے جھانکے کلال خا کہ تھو کو خون چھاوے		غصے میں توجو اگر اپنی جٹا ہلاوے سر کاٹ راجھسون کے جھونٹے پڑاوا
	تیری سرنگی ہے کرتو نہال بھیرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
سیون جھجھکاوے سوتے نصیب جاگین جن ہاتھ دیو چوڑین بھوت و پند جاگین		جوگی اتیت جگم تیر چرنگ لاگین جب نام لیکے تیر بھوکا دین تپ کی لگین
	تیری سرنگی ہے کرتو نہال بھیرون ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
ڈشتون کولات ملی سوزیکے سر کو ٹکڑے اب سب طرح سے سین تیری یا کو تک کر		ہے کون اب جو مٹکے تھجہ مست سے اکر کر کر یا ہے تیری میرے حق میں تو تھو ٹکڑے
	تیری سرنگی ہے کرتو نہال بھیرون اے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون	
بیکس ہون بے ہن ہون درے ہن ہونا		میرا تو کوئی اسجا اپنا ہے نہ بھانا

اے بکیسوں والی میری مدد کو آنا	تیرے سو کسی جا میرا نہیں ٹھکانا
تیرن سرن گئی ہے کرتونہال بھیرون	اے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون
یو جانتھامین تیرے مین کن کجانتا ہوں	بھکو ہی پوجتا ہوں بھکو ہی مانتا ہوں
دھول ب ترے چرن کی تلخ پہ پانتا ہوں	تیرا ہی ہو رہا ہوں بھکو ہی جانتا ہوں
تیری سرن گئی ہے کرتونہال بھیرون	ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون
تو شاہ مین بھکاری مین کیا کون کہ کیا تو	جو دل مین تیرا آئے داتا مجھے دلاؤ
مجھے بگڑ چلے کو اب مہر کر نیا دے	اب جسطرحے چاہے چنٹا مری منا دے
تیری سرن گئی ہے کرتونہال بھیرون	اے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون
اب غم مرے جگر کو تیرے چھانتا ہے	اور گرد بکیسی کی نیت سر پہ چھانتا ہے
کس گنہ مین جا کر کون آہ مانتا ہے	جو دکھ ہے میرے جی پر سو تو ہی جانتا ہے
تیری سرن گئی ہے کرتونہال بھیرون	اے پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون
جو دکھ ہے میرے جی پر اب کس کو جانتاؤں	کس پناہ مانگوں یہ دکھ کسے دکھاتاؤں
اب بکیسی مین اپنی جا کر کسے سناؤں	تیرا کہا کے اب مین کس کا بھلا کہاؤں
تیری سرن گئی ہے کرتونہال بھیرون	ای پر تپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

اب کس طرح جتاؤں میں اپنی بکلی کو پوچھے جو میرے دکھ کو اب کیا پڑی کسی کو	نہ شکم ہے میرے دکھ کو نہ چہیں میری جی کو مجھے بھلے بڑے کی بل لاج ہے تھپی کو
تیری سرن گئی ہے کہ نہال بھرون اے پر پتال دیوت مدہ مست کال بھرون	
ہم جنکا اب جہان میں تجھ ایش کا سہارا ہے بے نظیر تیری کربا کا ٹھاٹھ سارا	دن رات باجتا ہے انکا سد انقارہ نامک جنے بچے ہے بھرون سرن تمنا
تیری سرن گئی ہے کہ تو نہال بھرون اے پر پتال دیوت مدہ مست کال بھرون	
مسدس	
لے مہر نعتاں تھیں اب چھوڑ دینی سنتو کو توکل پہنوں جس کی تھی آن چری	جو بوجھ کرے اس کی گنج تھی توئی جان ہی پھر کھٹے تاشے قدرت کے اور نہاں ہی
جب آفتا دور ہوئی اور آئی گت سنتو بھری سب چین ہو آندھ ہو سے ہم شکر بولو ہری	
شک اپنی ہمت دیکھو میان تو اپنے اوتار ہی ہر آن کرے اللہ ہر ساعت او بولو ہری	پر حرص طمع کے کرے اب تیار نام بکاری او لالچ مارے بوجھ بھر جیوں کی خواری
جب آفتا دور ہوئی اور آئی گت سنتو بھری سب چین ہو آندھ ہو سے ہم شکر بولو ہری	
گر حرص و مال لالچ کی ہر دولت تیرے پاس ہی ہاتھ آیا جب تنہا کہ نہایت پوچھو لچری	تو خاک سمجھ اس ات کو کیا سونا و پالاسی گر عیش و سرگشتی میں بول مرلیا والے کی

	جب آسانسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بولو ہری ہری	
اس حص ہوا کے چون کو جو لہجی لہجی تے ہیں جو ہاتھ پڑ لہج کر وہ ماتھا کوٹے رہتے ہیں	رہ چنتا مارے لوبہ کھروہ خوار ہمیشہ تے ہیں اور ہاتھ جنوٹ کھینچ لیا وہ پائوں پاسو تے ہیں	
	جب آسانسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بولو ہری ہری	
اس لوبہ بھری کی گلیوں کی جمع پر تیرے دھونکی چل لوبہ کے سر پر چوتی مارا دو بھتی تہی ناچڑی	سچین رہیگا ہر ساعت آرام ہوگا ایک گھڑی کر من گنج بہار کی جبول مکٹ کی گھڑی گھڑی	
	جب آسانسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بولو ہری ہری	
یہ شمد بڑا ہے لالچ کا اسٹیکے کو مت کھا پیارے جو کھی اس میں آن پھنسی پھنک پھرے لپٹا پیارے	یہ شمد نہیں یہ نہ ہرنا اس زہر اودیت جاہک سر شپے روئے ہاتھ لے لالچ بڑی بلا پیارے	
	جب آسانسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بولو ہری ہری	
یہ لوبہ تہی پت کھوتا ہو اس لہجی لہجی لہجی تو ایک تپک کر لالچ پر بھوت لال لال گار کی	یہ لوبہ چک کھو دیا ہے ہر آن کھتے تارے کی کر یا مدن متوارے کی جبول کنھیا پیارے کی	
	جب آسانسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری سب چین ہوئے آند ہوئے ہم شکر بولو ہری ہری	
گر حص ہوا کے چند چین تو اپنی عمر کو ادا دے گا	ناکھانیکا پھل دھیکھانے پائیکا سکھانیکا	

اسے لوبھی بندہ لوبھ بھر تو مرکز بھی کھتا دیکھا	اک دو کریر کیے تار سو کچھ ساتھ دتیرے جاو گیا
جب آسانسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھری سب چین ہوے آند ہوے ہم شکر بولو ہری ہری	اس حرص وہو کی جھولی سے پتیر کی شکل بیکار کی سنتو کھی سا دھ سرو بن جج منت نرا دنا کی
پتیر کھواتنک خبر نہیں ہے لوبھی اپی حوار کی ے نام کشن نمونہ کا جو بول اٹل بنوار کی	جب آسانسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھری سب چین ہوے آند ہوے ہم شکر بولو ہری ہری
ہے جج پزنی گپڑی سے جو سر پر تیرے کپڑے کچھ نہیں کچھ سیکہ نہیں سب حرص ہوا کا جھکڑا ہے	ہے جب تک تجھ میں لوبھ بھرتو چور اچکا کڑا ہے ہر کن کسی قصہ ہے ہر وقت کسی جھکڑا ہے
ہو کچھ اس پرٹ رہی سب حرص ہو گنگاری سب یار دل کرے جو لوبھ اس بات پندر لاری	جب آسانسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھری سب چین ہو آند ہوے ہم شکر بولو ہری ہری
اب دنیا میں کچھ خبر نہیں اس لوبھی کے ستار کی کیا کیسے والی بات نظیر اس لوبھی بھنکار کی	جب آسانسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کہ بھری سب چین ہو آند ہوے ہم شکر بولو ہری ہری
جاسے کا سچ سدا ہون سدا ہوتا لاسے سن لویار و دھیان دھر مہادیو کا بیاہ	پہلے قانون گنیش کا لیجے سیس نواسے بول چین آند کے سیم بیت اور چاہ
اور کتھامین جو سنا اسکا بھی پرمان	جو گی ٹکی سے ساوہ بھی کیا بیان
	مہادیو کا بیاہ

سنے واسے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین اور جتنے اس سیاہ کی مہمان کی بناے	اور پڑھیں جو یاد کر اُنکو بھی سکھدین اُسکے بھی ہر حال میں شیدوئی ہن سہا
خوشی رہے دُرات وہ کبھی نہ دُلیگیر	امہلن اُسکے بھی رہیں جسکا نام نظیر

آغاز قصہ

یوں کہتے ہیں اس نیا میں کہ جتنی ہا جمل تھا گڑھ کوٹ بڑے گڑھ پر پست اور فوج سپکاو گل تھا رتھ بھلیں نہ لال تعین چندول برطلس محل تھا سیاہ چڑا گچ کاہن کوئی خیل تھا کوئی کوتل تھا پکھراج زمرہ مل منون مکتا بھی اُگل تھا کل برتن سحر و پے کے اور چہرہ کدول تھا زر زبیر ٹھاٹھ اسبابیت اور پیش خوشی گل تھا	وہ دھرمی عدلی نیک جو کچھ چند لالہ بھل تھا گچ ہستی اونچی جھول رسی باری ہو کھیل تھا خوش رنگ تڑکھا تیر قدم ہر زین جھکتا ہر بل تھا ہر تیر چہرہ جھلا جھلکا دھن ولت پلو آخیل تھا محلات شہر رنگ بھرے دربارے اور کچھ شمل تھا باغات بڑی تیار کی ہر ڈالی پر گل دھل تھا گھر گلک گلک کرتا تھا سکھ میں اندر گل تھا
--	---

ہر آن طرب ہر دم چمکین جی جان اُڑا وقاحتی وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پر جا بھی دن رات خوشی	
اب بیان سے آگے سنو خوبی سے رکھ دھیان پارتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان	

اس راجہ ہا چل کے گھر میں لالہ بھٹی بھٹی لعل میں اُغچہ دھن تن برگ سمن سرو سی دو کھلے کنکن کنکن وہ بازو تھلا اور ندری مان باپ کی بیاری ناز بھری گلوں کے نند بھری	لکھ اُسکا چند لکھ نام اُس کا گور پار بتی پوشاک جھلکتی تاش دریاں نکتی ہنہ منکتی وہ جھانچیں جتنی چاندی کی درجہ گھلور جو کی نت رہتی ہاتھوں چھانوں میں مانا اُس اوش
---	--

<p>نکسہ بھوجن نورسل در سو کو ان ٹھانی دوڑی سب پیا کرین تن من ہارین گنگیلین جین پہلے جی کوئی اچھے کوئی سوگ کر کوئی نہیں کر پہلی</p>	<p>سواٹھ سیال ساتھ پھرین ہمیں بھی بالی بھولی گنتے میں سر پانون لری سو ہا سال اور چٹری بڑا تھیلین چین کرین کران کی خا، اند شوقی</p>
	<p>تھی رہتی گور پار تیان روپ سرو لون ابرن مین سب حور خوشی سے پھر تی تھی تانے گھر اور لگن مین اب بیان ہے آگے سنو اسکی یہ تقریر جیسے گور اکی نسبت کی ہوئی تدبیر</p>
<p>اک رات وہ راجہ رانی تھے سکھ شیعہ اپنے ملے وہ بانی مندر پار بتی خوش متعلی گے دونوں کے کچھ دیکھ دلا رہی کنیا کایون پور راجہ رانی سے تب بولی رانی راجہ سے کر جو ریت منی کر کے تم صاحب ہو تم مالک ہو سو سوا اسکی بتم سے جو راج تھی گھر اونچا ہو ہر شہر نگریں جاہو ہر ہے جیسے گور راجہ رکھی سیاسی بڑسکا ہوتا</p>	<p>لکھ پان براجین دونوں کے دستہ ہین تان کر تھے سر چیری بانہ سے ہاتھ کٹری پوشاکیں اور گئے اب اپنی گور پیاری کی کچھ فکر سگائی کی کر لے جو آپکے زمین سوج ہو اسے دو ہی میں سین ہیر دھرم پر دھرت کو اپنے رکھ میان سگائی کا اس کے وہ بھلی سیاسندر ہو جو میری گور کو سوتا یہ بات جو ٹھہری نو نین دیکھو نہیں کہو ہے</p>
	<p>جب صبح ہوئی تو راجہ کے من میں تھاد ہی عیان ہوا دوبار میں آئے خوش ہوتے سنگاس اور پانون محل</p>
	<p>اب بیان سے آگے سنو اور بچن اس آن نسبت گور اکی ہوئی جگ میں جس عنوان</p>
<p>جب راجہ اپنے محل میں سنگاس پر بیٹھے آکر</p>	<p>دوبار ہو اگل لڑیا سب حاضر ہو کر اور جا کر</p>

یہ بات کسی جب اجے لے آؤ پروہت کو جا کر سر پانٹائی کی سوہی اور چندن سے باقیہ پر کھڑا مار گئے موتی مالا اور مونگا سونا بھی اکثر کھو دیکھ پروہت کا اپنے یوں راجہ کو خوشی ہو کر ہیں جتنے شہر مہر و انہیں اور سیر کو ملک زنگر ٹھہراؤ سگائی گورائی بہد ساع سے تم سے گھر	اُس وقت پروہت آپہنچے آشیر محین رستا لاکر تن جاہ خاصہ ملل کا کلائی رنگین تیسر نیش صورت سیر نیک چن قبا علس لاشور تم جاؤ سگائی گورائی فوجوٹھ صوا چھی ستا دھر جن لیس میں دیکھو راج تہی ہو چھا گھر اور ہوندر جب بھر کچے وان خوبی سے دو اُسکی ہکو آن خبر
--	---

جس وقت پروہت سے اپنے یہ راجہ سفر مان کیا خوشحال پروہت نے ہو کر وان موندھے کا سالن کیا	اب باج آگے سنو بات پروہت آن چلے سگائی ڈھونڈھنے گورائی رکھو عیان
--	--

ہوشاد پروہت چلنے کو اس طرح تیار ہو کر ہر دیکھے ہر نگہ گئے شہر سے ہر دیس پھر مقدور ملک دیکھ پھر اور اپنے نیک ڈھونڈھنے جوابات لکھی ہو کر مومین ہر لور وہی کر ہو کر جب کھینچی باگ نصیبوں پھر اسکے آگے بار گئے کیا دیکھیں وان کی لیس لہر سو آپ کیلے ہن شیعہ جب من کو سکھ آندہ ہوئی پھر پھوڑائی کی لیس	یوں جلد چلے اس گریہ جون چن کیت چلے پراکھٹا یا برا سیا جوار کے پر سند پڑے تدبریت سی کی لیکن جو چاہے سو تقدیر کے جو چاہے پھر کوی اے کیا بات تون پھر وان پھر پھرتے آخر کو کیا سک اور جاہو نیچے کی ست اور خوشوت ہو سکے پانچ تیر سے کڑھیا اُسکا جلد بہت خوش ہو کر ماتھے پر سوتا
---	--

جس آن پروہت کھینچ چکے وہ کیسے شکار دیکھا پھر وان اپنے دیس پھر کر کاج مبارکباد دیکھا
--

	وان کتنے راجہ سے آکر اس ٹیکا کی آبات کسی سن نانوں ننداشیو شکر کا ہوئی راجہ کے گھر خٹھی	
گھر بار مندر ملی دھون بجا آندو خٹہ کراہو مچھ کوئی گود چڑھا کوئی تھی آ میری گور بار بئی جب گھر میں شہور ہوئی یہ بات خوشی افز ہوئی سب لے ماہ مینے کی سیاحت ہے اور یک نغری تب راجہ نے شیو شکر کو اس بات کی تہری لکھ بھیجی ہونا دیا اور وار چلے اور آئے نگری راجہ کی	نخشب کشم دشا دہو اور چاکو ہوئی خوش کوئی بولی ہر دم خوش ہو کر ہو آئی سنگا کی لکھی کوئی آنکھ چین سے سپار کر سکوی وڈر بلالین تھی تب راجہ نے ہرن پیک وان لکھ کر مکی پو بھیجی ادوں دیا ہے آیکہ ساعت شادی لکھ مری وہ تہری شیو کے پاس گئی لکھ انھوں نے بھیجی	
	ہو ان کے اتے بیاہنے کو تھا اس جاگ پر ماضی بڑا خوشوقت نویلی جاؤ بھری کر جوگی کا سامان بڑا	
	اب بیان سے آگے سنو یہ برن اس آن جب دان سے شیر نے کیا جوگی کا سامان	
ترسول کلنھا کا ندھ پر ایک بھر سب کسم اوتن وہ منکھ پدم تھا مال متاع گھنٹا کپڑے جھولی دھن اور سیس لٹائیں کھیر میں گھٹا لاکھا ڈالو اسن اس جوگی پن میں شیو جی کا تھا وہ ٹھکانہ بڑن اور لال ٹھکانا باکا تھا وہ گیارہ گیارہ پن وہ سیس لٹا کر کھیر جی کی زمر سے سرنیک پھن وہ طریان سی کی لکھی جی کی زمر ہو کر زیب بدن	ان جانے بوجھے کون انھیں تھے یہ تو اتنے بگ بن اک میلی گڈری بیٹھ پڑی وڈر اکھو تو کیا بون جلپان کرین شہو جس سے وہ تو مٹیاتی کا بڑن کھ راکھ ہر اور لال لکھیں کن سرے کر ایک سرن وہ راکھ ملی جو کھن تن پردہ راکھ نہ تھی تھا اپن وہ مرن تھی یونہی پر چون بانہ وڈر ہا کھن وہ ہندر کا نون پنج پڑے جھن موتی ہو کانن	

کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گا جاتھا اور کوئی سنگ سلقی تھا وہ آپ سدا شیوہ دلہا تھے اور ناو بابلین لڑتی تھا	
اب بیان سے آگے : : : : : : : : : : : : : : : : : : لوگوں نے جسدِ منی سے ہر ایکے ہات	
معلوم نہ تھا یہ دو دلہا ہیں راہِ خوشی کی سبک وان کے جوگی جانِ انجین دینِ گرین بہین بہت اُس وقت سدا شیوہ منہ سے ہیں کیا ہم ہیں تو اسے دلِ سست ہو اور من بھی کچھ جاگڑے راہ تحقیق کیا تو ٹھیک ہی تقدیر سے روئے ہاتھ کوئی ماتھا کوئی سیدھے کوئی آنسو ہر دم جھلے کوئی بول کر مہون کھانے جو کرم لکھی ہو ہو ہو	وان لوگ براتی آنکھ تھے دن رات شعلی بڑے ہر جا بطنِ خوشوتی سے کچھ پیے تھے کچھ پرتے تھے یوں نہ پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی رات بڑا آتے یہ بات سنی جب لوگوں نے تب ہسکرے ہوش گئے یہ بات کہی اس جوگی کی تب جابھی حیران ہوئے سب بخلوں مندر شور مچی یہ بھاگ تھے کیسے گورے کوئی دیکھ کے موٹ گورائی رو دیکھ کر سنا دیکھ
وان جن جن نے یہ بات سنی افسوس فی الفور ہوا جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور گھڑٹ یاں کچھ اور چلا	
اب بیان سے آگے سنو معیانِ ادھر کو لائے آز رہ جی سے ہوئی یا رتبی کی ماے	
یہ کیسی بیتا آن بنی کس مشکل نے صورت کھولی یہ پالی دھن اور دولت کی یہ پھول نڈا کوئی وہ الگن کچھ پر چوٹ رہیں تو رسی جس بولی سو بچے باندھے ایسے کہ جو پہننے کٹھا اور جھولی	رہ جمینک ادھر مان گورائی مچن گئی کوئی بولی یہ میری گور پارتی بالی نکلی سند بھولی کچھ جکاکچھ چاندی میں دھری ہوٹو نین گھولی ہر رنگن جسکا بیش بہا ہو چنچس کی انولی

تہی رکھ لے گڈری اور رکھ کیا رکھ دستور گالی نے محل مکان نے زریور نے بہل سیانہ تھوڑی اب لاء گئی کل میں ہوئی شبنم بولیں کالی	لکھنوی لال میں جو لال مادہ کی کوئی چڑھ بل بجاتا سکھ پھر بن پربت کھاتا چھوڑی نہ نہیں کھن بن آتی تھریہ جو ہونی تھی ہوئی
---	---

تھی میری گور پیاری کی یہ بات چھٹی کی طہ لکھی کچھ باور ہو ہوا نت وہی جو ماتھے میں ہو بات لکھی	
اب بیان سے آگے سنو شیونے جب اُس آن انہی مایا سے کھے کیا کیا وہاں سامان	

جب راجہ نے بھی ترش ہو کر دربار پر روت لیا سب لوگوں میں اُن ہرے سے چپ ہو سکے اس کا جو باد نے جھاڑ خاں خوشکریا لانی چھڑکائے نمگیرے جھار موتی کے خواب شجر جھلکائے مفتیش زر کی لکھی بھی جھوٹا جاگہ لکھائے بھو حال لاکھی لاکھوں کے بھو خوب طرح چوٹائے ہر چار طرف تیار کیے اسباب طرب کے ٹھہرائے	جب اے تو یہ بات کہی یہ کیا لکھا کر آئے بجایا نا کھیر روت کو اُن ٹھٹھا شیونے دکھلائے انما تفتاد میں نے دل بادل بنو توائے کل غرض حریر اور دیا کے خوش رنگ تھے بھجوائے محل حطوط کلاب دربان دھر کستور عری بھجوائے چنگیر و معرین سوز بھیرین طوطا بھجوائے جو ٹھٹھا ٹپسہ ہین دیکے اک پل بھیرین بھجوائے
---	--

آکاس دیوت جتنے ہین بن خوب براتی آن بھرے وہ پہلا ہی میدان بھرا اور ویسے دس میدان بھرے	
اب بیان سے آگے سنو خوش ہو کر اس آن جیسے شیودو دھانے اُس کا کیا بیان	

جب بٹھے شیو کی شاہی مین کاتیس کلمہ بھجوائے بش آتھے آگے اور بھرا اور انر نار میں اُس جا	
---	--

<p>اور مگر اور برہیت بھی اور ناسن بھی جنکا اُسوت خوشی سے مندر پر شیشے نکر یوں لگا ہزار جگتا کر کیا اور تاش سنہر کا باسکا ہر کان مصع کند تھی اور کھیر سو کا سہرا وہ موتی مالو گئے جھلین اور نین سلو کی مال جب شیشیوں دوٹھا بن بد پر نکا وان ناچ</p>	<p>وہ روپ سرو پد رپا لکھن اپنی شانیں کھہ پاکلی لال کرے مندی در اکھوں بیج لگا ہس تار زریکے چہ پر یوں ہر پکٹ سہر وہ سہرا کھ پر یوں کچے جون سورج ہو کون بھرا وہ مانگ جڑاؤ باز پر اور نکنا چھہ بھک مار اور کرنا سرنا جھانجہ بھہ نقارہ گوئے شور مچا</p>
	<p>یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا ہر چار طرف آندہ ہوئے غل شور ہوا خوشوقت کا اب بیان سے آگے سنو اس شادی کے طور دیکھ اسے جی سے خوشی لوگ ہوئے ہر ٹھور</p>
<p>یہ دھوم مچی وان اسپن کیوں لوگو کیسا یہ جوگا ہر تار ی مکی چھوڑ مندر کھن میں چاٹما شکی سب بچھنے کو وان آن بھر ٹھٹھ ہوا اور بیگی جب بکھا تو وان کو سون تک ہر زور رات کڑی ہوئی محلوں مندر پہ خوشی اوریش لڑکی دھوم مچی منہ دیکھ خوش ہو بیٹی کا اور اتھا چوٹھری گھری کوئی دھن بھال کس رہ کوئی وار ہوسو بائی</p>	<p>ہم سمجھ اسکو جوگی تھے اور نکلا یہ توری جی اور بوڑھیا بوڑھے طفل جواں اور کٹہ رنگا چڑھی یہ بات نہی جب جہنم تب چڑھ کر وٹھے پر جلدی خوشوقت ہو خوشحال ہو برائی نسبتا من کی دل شاد ہو سہ کینے کے ماگور کی بھی شاد ہوئی کوئی بارتی کے پائون چھو کوئی ہو ہر دم لب لہریا اب چاہی اچھا یہی چو کھین صورت دھماکی</p>
<p>تھے جیسے جوگی دیکھ انھیں وان خستے دان مال ہو جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شادی کے سب شاد ہو خوشحال ہو</p>	<p></p>

<p>ابیان سے آگے سنو بھوجن کے سامان جسکی ہے تعریف سے میٹھا ہو ابیان</p>	<p>منگو اکے میدالاکھون من در مد مدہ تی تکرگی کر کھو کھو سحر دودھ نکا اڈا لی چنی تکرری انبار لگائے پیرو نکا اور ڈھیر گلابی اور برنی براق مگلاور خرچہ بھی خوش رنگ امرتی برلی سب اتنے دان تیار ہو جو ٹھانوں رکھنے کو پالی لکھن کھیتوم بھی ان سے جو ہے کتنی اور ہے کسی جب اجہ نے بھی آنکھ اٹھا خبر بہت سحر فی کھی</p>	<p>جب راجہ نے یہ حکم کیا تیار ہی ہوا بھوج حلوائی ہزاروں آٹھ گرام گرم کر کھا کھال نہی پھڑالا خوب گلاب سین اور ڈال ڈیا بھر کی پھر لڑو بھی تیار کیے دی قد بہت باد گرمی وہ خوب چلیسی اور کھلے دھیمو رابا سائی بھی کی عرض یہ جا کر راجہ سے سب بڑا تیار ہوئی جو حکم ہوا تھا اتنی تو سو خوبی سے بوا ڈالی</p>
<p>مسرور ہو یہ کہ من میں حسن براتی آوین گے سب اپنے من بھر کھا ونگے اور ڈھیر پڑے رچا ونگے</p>	<p>ابیاں سے آگے سنعیش خوبی کی بات جیسے جیسے ٹھاٹھ سے شیو کی چڑھی برات</p>	<p>جب رات ہوئی بڑی شکر خوشوقت سوار ہو خانوسین رنگین جھلکیاں درجہ بڑی رکھی وہ پر یان ناچیں خون پر پڑا گئے بھکر ہے ہر سر ناسین دھن میں کی در کر ناز ہی جھانڈی مردنگ مندیلے ناچیں اسارے گھنڈو بھی جھانڈی وہ ہاتھی کچال ور گئے انیاری ہو اور نکلے</p>
<p>انکے پیچھے دو لکھا کے دشا و براتی ساتھ چلے ہر آن ڈھیر اور ڈھیر دھلیں اور سیسکی اور چھتر نقارے نوب طباں شان انورے عجبے اور ڈھلے کر دھونسے دھونسے بچ رہی در تاشے تیرے کر وہ دھونسے دھونسے کر رہی در چھتر بھی جھم جھم کر وہ جھومتے چلتے قدم قدم اور کچے جاتے گھنڈا</p>	<p>انکے پیچھے دو لکھا کے دشا و براتی ساتھ چلے ہر آن ڈھیر اور ڈھیر دھلیں اور سیسکی اور چھتر نقارے نوب طباں شان انورے عجبے اور ڈھلے کر دھونسے دھونسے بچ رہی در تاشے تیرے کر وہ دھونسے دھونسے کر رہی در چھتر بھی جھم جھم کر وہ جھومتے چلتے قدم قدم اور کچے جاتے گھنڈا</p>	<p>دھونسے</p>

وہ صحر اجمہ کا کوسون تک بر اجالی جا پونچے	وہ جھار مشعلین نچٹانے سبیش اپنی مشعلوں کے
وہ گھوڑے میاں گھوٹھلین ریتا دینے پیہ ڈھلتے تھے سب بابے بچے جاتے تھے اور ہونے ہونے چلتے تھے	
اب بیان سے آگے سوچے جو بھولا نا تھ اور براتی بھی ہوے ایسے اُنکے ساتھ	
جول دینے اُنکے برج میں دسین بھی ٹنگے تھے اور گپڑ دن پڑھوں طرح تھے ساکھو کبر کبر کوئی منڈ کوئی رنڈ اور کوئی بن بانوں پاور کا کوئی ارنابھینسا گود لیے کوئی گینڈا پیر بھلا کچھ لینے سونے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لٹیر کوئی شور کرے خوشالی سے یوں جسے ہاتھ چنگی لٹیر کوئی لینے لینے ڈک کھے کوئی دس گن کی حست کا	بھراور ہزاروں ساتھ چلے جوتھری اور اچھے ہر گپڑ اکھا سون کا اور موٹے رسوں کے ٹیلے کوئی ننگے سروہ بال سکے جو بانٹیں دینے نہ کرے کوئی ہاتھی رکھے کانڈھے پر کوئی اونٹ بیل چکائے کوئی سانپ گلے میں لٹائے بچوں کے دم پدم چوے کوئی گاؤں پھاڑ گلا اپنا کوئی نرت کرے چکھ پیری کوئی ہاتھ بچا دے رہ کر کوئی نینچ شتی سوٹھ کا
کچھ رنگ عجب کچھ ڈھنگ نئے سنبیش دینے دکھاتے تھے تھے دھوم مچاتے رستے میں ہر آن اُچھلے جاتے تھے	
اب بیان سے آگے سنو شادی کے اطوار چلے سدا شیو جس طرح پارتی کے دوار	
وہ سرنگائی وازنمی ورنقاروں کا شور مینا تب اجڑے بھی بھیجے یا ہر کار وہاں پر ہر کار کوئی کتا اٹلین پونچے کوئی کتا آئے آپ سجا	جب کھیلا دیکھ لوگوں وہ کوسون تک اُجلا لا لوٹے برات آتی ہے یہ شور اُجالا ہے اُسکا وہ آتے جاتے جلد بہت جو دیکھتے وان سوکتے آ

<p>کوئی کہتا بہت براتی ہرین ساتھیے پر تلے بڑا کوئی کہتا گھوڑی ہاتھی ہرین انوہ تھوکلے آتا یان رگ بہت سے آتے ہرین خیمہ کے بج کما پہ جا پروہان کھڑے تھے جو آگے جہانے اپنا بیدار کما</p>	<p>کوئی کہتا اتنے ہاتھی ہرین کچھ چھوڑ نہیں جھکاتا یہ باتیں سنکر راجہ نے کھڑکے منج کے بیج کہا یہ بھڑک بھین مل بیٹھے کچھ نہیں آتا کرے کیا یہاں جو اب یان آتا ہے کچھ میرے اسے فکر کیا</p>
<p>وہ بولے کیا تیرے کرین اور کیا کیا اسکا دھیان کرین آجاوے اتنا ٹھٹھا جہان وان کس کس سامان کرین</p>	<p>وہ بولے کیا تیرے کرین اور کیا کیا اسکا دھیان کرین آجاوے اتنا ٹھٹھا جہان وان کس کس سامان کرین</p>
<p>اب یان سے آگے سنبو باتیں ہرین یہ ٹھیک آگے شیو جس طرح وان دوارے کے نزدیک</p>	<p>اب یان سے آگے سنبو باتیں ہرین یہ ٹھیک آگے شیو جس طرح وان دوارے کے نزدیک</p>
<p>جس آن براتانی در پر یہ خوبی ٹھہری سیہری وہ ڈنگے لگتے دھونے پردھن کزن نرنکی دخی کل زیب براتی چار طرٹ اور بیج سواری کی سب کھریں درجاہ کرین اور بیٹھا کھینچ کرین وہ آتے تھے جو ساتھ لہرے اور آتاری تھی اک یہ تھکے دازے پروان بھول ہی چلاواری وہ بل بھین لہرے بھی تھارے تاتے اور تری</p>	<p>وہ بریان ناچیں تنو پر جھک کرین باجرین کی درواز کو تھے گونج رہے آواز سہانی اٹکی تھی تھیں چھپے کو ٹھون پران کھینچتے اور خوبی ہوں دھیکھ صورت دولہا کی ان سول سے دولہا کی مہتاب اور پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ پچھ سب تھی گھوڑی بیل اچھلے غل شور ہوا اور دھوم مچی وہ دہلے بلبل جھانی باج رہے اور گھر گھرین آواز کی</p>
<p>سب شاد ہو خوشوقت ہو یہ دیکھ تاتے خوبی کے مکر وصف بہت بلہار ہوے اُس دولہا کی محبوبی کے</p>	<p>سب شاد ہو خوشوقت ہو یہ دیکھ تاتے خوبی کے مکر وصف بہت بلہار ہوے اُس دولہا کی محبوبی کے</p>
<p>اب یان سے آگے سنبو شاد دیکر رسم اور جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور</p>	<p>اب یان سے آگے سنبو شاد دیکر رسم اور جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور</p>

<p>جب ملجہ کے دروازہ پر ہوئی آہستہ آہستہ کھڑی جب مٹی کے ملنے کو اور من ملاؤ کی ٹھہری جب بولھاؤ پور مٹی بچ گئے تب تکلی سنو سوچری وہ چاندرا ملہ وہ سرسراہ وہ بچی لنگتا نازری کوئی بولادو ملھاؤ ب ملاؤ ملھکی ملھاری کوئی دیکھے ہوئی شاد بہت کوئی نار کے پانچ تھی اس طور کی چھینجی سے جو ہر اکٹھ کو دیکھری</p>	<p>سب باجو باجے دیر تک لڑ جھوٹی آتش بازی بھی اسوقت بلایا دو ملھاؤ کو تو ہو نہت مندر کی بھی رہ آئین در میں دو ملھاؤ کہ تہوڑی ہر سر کی بھی وہ روپ نہا نا جب کھا ہوئی سبکے من بچ خوشی کوئی بولی میں میں ملھا پر لہا روں میں ملھ ہوتی چھن لکڑا س جادو ملھانے کے نیک اشرفی ہتری سب ملھوں نہر بیچ ہوئی آئند خوشی اور خوشی</p>
<p>جب بیٹھے دو ملھاندر میں من بچ خوشی کی بات ہے جہا سے بچ برات اتری وہ ملھاٹھ خوشی کا سا ملھ</p>	<p>جب بیٹھے دو ملھاندر میں من بچ خوشی کی بات ہے جہا سے بچ برات اتری وہ ملھاٹھ خوشی کا سا ملھ</p>
<p>اب بیان سے آگے سنو اس صورت کی بات جہا سے میں جسطح بیٹھی آن برات</p>	<p>اب بیان سے آگے سنو اس صورت کی بات جہا سے میں جسطح بیٹھی آن برات</p>
<p>جب جہا سے کے بچ گئے کچھ بیٹھے جادو لالوں میں کچھ آن براتے پور مٹی میں شغل خوشی کی ہاتھ میں سٹھو بچن کرنا سنا اور ترئی ملھ بھی ملھو نہیں اور باجین بت جھا بھڑی و شاد کیے رنگ لالوں میں کچھ سیار تھ اور گھوڑا ملھین کھڑی میں ہاتھ میں تھے جتنے وان بازار بے کچھ اتر لال بازار میں جگہ نہائی بستی میں کچھ اترے شہر وادوں میں</p>	<p>کچھ آنگن میں کچھ بیٹھیک میں کچھ بیٹھے بالانہوں میں کچھ باہر اکٹھ میں کچھ بیٹھے تھ اور بانوں میں ہر جانب ملھوں ملھوں لالہ لالہ لالہ لالہ لالہ لالہ کچھ بات کچھ کالہ میں لالہ بانوں میں ملھو نہیں کچھ گھوڑے اچھیل بل لڑے کچھ ہاتھ میں ملھو نہیں اور جتنے وان باغ لکے کچھ اترے جہاں بانوں میں وان ٹیپہ تھوٹاں میں اور بیٹھے خوش رہا ہاتھ میں</p>
<p>وہ تھے وان جس بلوار دکل فرحت آہنگ ہو وہ تھے وان جس بلوار دکل فرحت آہنگ ہو</p>	<p>وہ تھے وان جس بلوار دکل فرحت آہنگ ہو وہ تھے وان جس بلوار دکل فرحت آہنگ ہو</p>

	<p>اب بیان سے آگے سنو اسکا بھی بستر جس طور سے آنکر ٹھہری وان جیونار</p>	
<p>یہ حکم کیا اب خوبی سے ان سب کو جا لکھو جو یوں بولے اب سب کر یا کر جیونار رر رر رر کتے ڈھیر ٹھائی کے درکار ہوں جتنے اتنے دو یہ دو بالکچ بھیجے ہیں تم پہلے آنکو جو او تھے جتنے وان نبار کے اور ڈھیر ٹھائی کے تھے جو ان لوگوں کے تبت ہو گئے او بھاگے وان لڑناں جو حیران ہوا اور چپ رہ گئے من بچ بہت شرمندہ ہو</p>	<p>جس وقت براتی ملیجے جب جانے وان لوگوں کو سب چاکر نوکر جلد چلے اور جھامے میں آن کر دو اب تم بھی جیونار دراکو دلو او جھین دلوانی ہو اس بات کو سنکر نہ بٹھے ہے خوب براتی بات سنو وگو وٹھا کر خوش ہوتے جیونار میں لائے دو نوکو اک ڈھیر نوالا کر بیٹھے پھر چلے اب کچھ اور رکھو یہ بات کہی جب راجہ سے تبتہ بھی اپنی سز بد کھو</p>	
	<p>مغرور ہوئے تھے لکھریون جا بھو جرج انبار کرین سو اسکی تو یہ شکل ہوئی اب کا ہے کو جیونار کرین</p>	<p>SMANIA O LIT ★</p>
	<p>اب بیان سے آگے سنو خوش ہو کر یہ شان جیسے دولہا دولہن کے ہوئی پھر دیکھ سامان</p>	
<p>گھر بچ بلیا یاد دلھا کو اور پھیرن کی تباہی کیا جو فرشتہ مقرر ہے اس پر بیٹھے دولہا دولہن بھی وہ نڈت آئے ہوم کیا سب لاکر اسکی چڑھائی گینش کی پوجا کر کے وان پھر پوجا کی لوگوں کو بھی اور لے لے نیک عائن دین دولہا دولہن کو بھی اسطور پھر مال اسپین ہے ریت جو ہوتی پھر دینگی</p>	<p>جب ساعت آئی پھیر دینی تب ٹھہری اسی جا یہ خوبی کچھ بیٹھے لوگ دھوا دھوا کر بچ خوشی جب دولہا دولہن مل بیٹھے تبت ہو گئی گنڈھ جوئی سب چڑت بیٹھے سید پر حسین کوئی بیٹھا لائے لکھری بھیرال جوا ہرنگ ملین مین جلد ہوا اورنگی یہ ساعت نیک صورت سے وہ دولہا دولہن پھر</p>	

ہر چار طرف چکی چکی خوشحالی خوشی خوشو تی	جب بھی چار سو اگر کل عیش طرب کی سو گئی
اب بیان سے آگے سنو اور بچن دو چار آئے باہر شاد ہو دو لھا جس اطوار	اب بیان سے آگے سنو اور بچن دو چار آئے باہر شاد ہو دو لھا جس اطوار
جو سیرایہ زمین تھیں ان سے بھی شاد ہو شیدو باہر آئے منزل سے جون سو بخت نہ نکلا تن باکا جھلکے ہر ساعت اور بھلون کی ملا جلا سوزیہ بھگت سے خوش ہو آمدن پر اپنے پیچھے سب ہو کر خوش یہ بات کہیں نہ لھا اوٹھا ٹھٹھا وہ راہ دل فی شاد بہت اور لوگ خوشی سے گنبد کے اُس نگر کی طالع چکے اُن لوگوں کی بہت کھلے	وہ پیر سے بھی جنت ہو اس رخ ہوا در خوشی دس روز پہلے میں اور چاروے کے سب کے وہ چیرا سر پر چک رہا وہ مکٹ جڑا وہی کے کچھ کانوں موتی چمکے ہیں ان کے بازو کے وہ خوبی سو بھادو لھا کی دیکھیں ان کے لوگ کھڑے اور دیکھیں اپنی کھونٹوں چمک رہی ہیں گریز چمکے وہ چیرا جبری بھی خوش دل ورنہ کو کر جائے خوش چمکے
جس طور ہوئی وہ خوشحالی کی اسکی حالت جانی گئی ہر چار طرف خوشو تی کو شہد ہوے اور صوم ہوئی	جس طور ہوئی وہ خوشحالی کی اسکی حالت جانی گئی ہر چار طرف خوشو تی کو شہد ہوے اور صوم ہوئی
اب بیان سے آگے سنو بات خوشی آمیز جو جو راہ نے دیا اُس جا دان دہیز	اب بیان سے آگے سنو بات خوشی آمیز جو جو راہ نے دیا اُس جا دان دہیز
پوشا کین رنگین زیب بھرین ہر تار طرچھا جھلکے وہ موتی سیر انمولے وہ لعل زمر کے ٹولے وہ فرش سنہرے نقش بھر جو بھیتے بھلون بیچ ٹپکے	جس آن ہو شیدو چلنے کو تب لا کر یہ سب بھلا زر زریور کے دان بھیر گے جو باہر ہو گئی سے وہ کھلے نئے نئے چاند کے وہ قتال کٹورے سوئے

<p>وہ چیرے خوب لباس کو لگتی میں بہتر ہے وہ کنج جھول جھلکتی کی انباری جنبہ اور ہوس چنڈوں جھلکتے وہ جنبہ بات زریکے تھے وہ رنگین جھالدار عقین وہ بلینٹ لونچے</p>	<p>وہ چیریاں چھی صورت کی ہر باتوں تلک یوریک وہ گھوڑے گلگون مثل ہوا زرخیز پرین رقہ بلین درگھوڑا بلین شجائے حکنے حکنے تھے یہ ٹھاٹھ رکھا درواز پر اور بعدی بوجھ ٹھاٹھ</p>
<p>تھے جتنے شادی بیاہ منت سامان جو ان تیار ہو ہر ٹھاٹھ کے وان درواز پر ہر جانب سوانہل ہو</p>	<p>اب بیان سے آگے سنورا جہ نے اُس آن جو باتیں شیو سے کہیں اُنکا کیا بیان</p>
<p>یہ ٹھاٹھ کیے وطنیت کے تلبہ شیوے یون بکو کس لائق ہیں چوتھے ہم ساتھ لائق کے ہیں بھاگ ہمارے بہت بڑے چوچرنی کی تم تمام نہ لیتے جو ہو پھر کیے کیونکر ہم تھتے ہم حیرت میں کچھ گنتی کی اور تم ہوا لکھوں خوبی ہر وقت ہماری باندہ ہو کر کر پاتے اپنی گنتی تم لالچ ہماری رکھتے کو ہر آن رہو کی پائرتے</p>	<p>لیج بن نہیں آیا جو ہے من بچ ہو ہم منور تم اچھے جگ میں یہ ہو یا ہوا لکھوں ہے اس نگر میں میں منڈل میں تم آئے اپنی کر پا جو کر پاتے ہمیر کی کب است اس کی ہو ہے اس آن دیا جو پنے کی وہ دیکھی کا ہے کو ہم من بچ ہو ہم بہت خوشی اور جھالکے حال جو من میں تھی سوبات کہی اب رکھیں کیا ہم گے</p>
<p>جب راجہ نے یہ بات کہی در ہر دم اچھا دھینی کی تب شیو نے ہنس کر راجہ کے وان جن کی بہت تسلی کی</p>	<p>اب بیان سے آگے سنو من ایدھر کو لاسے پاربتی وان جس طرح گھر سے ہوئی برائے</p>

<p>جب شیونے دانِ حکم کیا طیارِ ہوا چنبکی یہ بات بڑا کی سنتے ہی وان گوراکمان یون لوی من اسکل بہت رکھو خوشی مت میا کو جو اسکے جی یون کمر بولی گورائے مل مجھے میری پار تھی وہ مان بھی روئی دیکھ اُسے اور دین تھی گھر کی تو آنکھیں پرور لال نگر میں ہر دیکھ کلمہاری پھر آخر وان سنی کو کر پیا بھٹ گھڑی گھڑی</p>	<p>اور آپنہ رکے سچ گئے تو ہو کی بدوان ان دھن کی سب ملو تم اسکے مالک یہ چیری سچ ملو دی بیا رہی سچ من کی سیری در روشی میری گھونکی جب گور پیا ری دھڑکے وان نی مان آکھٹی مان چکے روئی گوراکو کر پیا رے یون کتی تھی کچھ اپنے منکے سچ نہ لائیں تجھ کو جلد ملو ان کی چنڈ دل منکا کرڈ یو ٹھہری پران سب رتی ٹھہرائی</p>
---	--

سچ پوچھو تو مان باکتہ تین سے ہٹتی یہ بیان پیا بہت
جس وقت وہ بیا ہی جاتی ہے جب ہو بہن ناچار بہت
اب بیان سے آگے سنو اتنی یہ بھی بات
جیسے وان اس دیست شیو کی چلی برات

<p>جب یو ٹھہری سے چنڈ وال ٹھاہ راز پر جو تھی اس وقت بہت خوش تھی سے شیو شکر گھر کی ہوا رہا اسواری وٹھا آئی گے چنڈ دل دھن کا تھا چھپے اس بات پر جو راجہ نے تھے اسکے جاتے اٹھ کر وہ ہاتھی گھوڑ ہر جانب بار نہی تھی جتے ہر کو تھے کو تھے بھر لگاں ور رستے رستے لوگ بٹھے جس طور خوشی سے بیا ہے کو شیو آئے گھر میں راجہ کے یون ٹھاہ ہوا یون بیا ہوا یون بڑا گھر کی</p>	<p>بوچھا داتنی کی سپر کل موتی پھول دھن کی وہ خوبی حشمت چاروں سب تھہرتی یہ بھر وہ باجے لائے ساتھ جو تھے سب ہر دھن ساتھ وہ جتنے چیرا جیر تھے سب تھہ اور مینا نوین بیٹھے اس دیکھ رہے والے بھی سب کہنے لگے گھر سے غل شور خوشی چاروں دیکھتے ہیں وہ ٹھاہ پھر ویسی ہی خوش تھی سے کیلا اس اور جا ہوئے دھڑکت کر وہ ہر آن نظیر اور دھن کی جے بولو</p>
---	--

کنھیا جی کی راس

محبوب دلبرون کا ہجوم آس پاس ہے	ہر گھبرن کا رنگین و زریں لباس ہے
محبوب دلبرون کا ہجوم آس پاس ہے	ہر گھبرن کا رنگین و زریں لباس ہے
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
کبھرے پڑے ہیں فرش پیشانی وزری	بجھے ہیں نال گھنگر و رنگ خنجر ہی
کھلیاں پھرے ہیں ایسی کہ چون راوری	سُن سن کے اُس ہجوم میں ہیں کانٹری
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
آئے ہیں دھوم سے جو تماشے لکھن	گویا کہ کھلے ہیں گلون کے چمن چمن
کرتے ہیں ترے کچ بہار ہی لبھہر	او گھنگر و رنگی منکے صدائیں جھن جھن
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
پونچے ہے آسمان تین ہونگ کی ملک	آواز گھنگر و رنگی تھیست جھن جھن
کرتی ہے مست دل کوٹ کی اڑھلک	ایسا سماں بندھا ہے کہ ہر دم الٹ ملک
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
حلقہ ناکے کش جو ناچیں ہیں ہاتھ جوڑے	بھرتے ہیں اس سر سے کہ لپٹے ہیں دل ڈوڑے

اگر کسی کو کپڑے ہیں دین ہیں کسی کو چھوڑ	یہ دیکھ دیکھ کشن کا آپس میں جوڑ جوڑ
ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے	دیکھو بہارین آج یا کہ راس ہے
ناچین ہیں اس بہار سے بن چکن نڈل	سر سٹکٹ براج ہے پوشاک تنین لل
سنتے ہیں چھڑتے ہیں ہر اک کو دکھا مال	سکھینے ساتھ دیکھ کے یہ کاغذ جی کا حال
ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
ہر روپ کشن جکا جو دیکھو بہت فوٹ	اور انکے ساتھ کچے ہے سب گوپیوں کا روپ
متنا بیان چھٹین ہیں گویا کھلڑی ہے جو پ	اس روشنی میں دیکھ کے وہ روپ دیر روپ
ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
ہنستی ہوئی جو بھرتی ہیں تھانکے گیان	ہیں انہیں را دھا ایسی کہ تانہ میں بان
کرتی ہیں کرشن جی سے ہر اک آن آن	آپس میں انکے رز و اشارت کر کے صیان
ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے
اس شہر میں نظیر جو یکس غریب ہے	رہتا ہے مست حال میں اپنے بغیر ہے
شب کو گویا تھا راس میں کچھ کر کے راٹ	جا کر جو دیکھتا ہے تو وان چ کر کے جے
ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے	دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے

خاتمۃ الطبع

انظیر سے ذات خدا کی بے پرتو و بڑی بدلیل شہدان لا الہ الا اللہ اسی طرح صفات بنظیر اسکی حاطہ
 تقریر تحریر سے مراد انبیاء و ائمہ مصداق شریعت تہذیب و تمدن و جنس یعنی ملکشاں اطاعت و انیس
 پھر کو یہ ان محبوب و مغلوب القلوب اسکا بھی بنظیر کبریا و عالم ہونا نام نامی جسکا احمد حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہوا شہدان محمد رسول اللہ مصداق مقال پر گواہ شہر حبیب خدا شرف انبیاء کہ عرش
 مجیدش بود مشکا + اما بعد اب باب صافی مذاق کو فردہ طرب افزا ہو کہ اس زبان مسرت اقتران میں
 کلیات نظیر اکبر آبادی حسین مصنف بالکمال نے ہزاروں طرح کے پند و نصائح کو
 پنج کلون اور مثالوں میں نظم فرمایا ہو خواب غفلت دنیا کی ٹھمی نیند سو والون کو کس کس حسن و بے
 جگایا ہو حق تو یہ ہے کہ نگاہ کو گن کا کلام بھی عجیب پرتا شیر ہے کہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں اسکا مزاج
 ہر مغیر و کسیر ہو ہی کلیات ہے کہ اگر چشم ظاہر سے اسکو دیکھو تو طح طرح کی دل لگی کی باتوں
 اور مذاق کی حکایتوں کو ملو ہو اور اگر دیدہ حق میں سے بغور و قابل ملاحظہ ہو تو سرسودیا
 نا پائدار کی ندمتوں اور چرخ کج رفتار کی شکایتوں کا دریگیا بے بیوہ و ہ کون دل جو حسین
 محبت دنیا کا نام نہ بویا گیا اور وقت و رسم و ناکامی اُس کو نہ ملا اور وہ کون سر جو کین لفت
 گیتی اور اسکی نیرنگیوں کا سودا نہ سمایا اور آخر میں وہ سنگ حوادث سے چکنا چور ہوا انقض
 یہ کلیات صنعت آیات مطبع نامی گرامی منشی نو لکشور واقع شہر کھنڈو میں
 حسب الحکم معالی القاب عالی جناب شیخ شمس نرائن صاحب بھارگو
 مالک مطبع و ام اقبالہ باہ فروری ۱۲۹۷ء باہتمام کیسری و اس
 سیٹھ سپرنٹنڈنٹ و سوین مرتبہ حلیہ طبع اور زیور انطباع سے آراستہ
 دپراستہ ہوا

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۰	دیوان شائستہ پاسخ -	۱۲	کلیات دہبی - کاغذ و قسم
۱۰	از احمد ایزدی	۱۰	(۱) کاغذ سفید چکنا -
۱۰	دیوان چنستان جوش -	۱۰	(۲) کاغذ سفید رسمی -
۸	دیوان میر حسن -	۶	دیوان غافل -
۲	مجمع الاشعار -	۸	دیوان ذوق -
عمر	چمن بے نظیر -	۹	دیوان فدا - جلد ثانی -
۱	گلہ ستہ امانت -	۱۰	دیوان رند -
۹	دیوان حیرت -	۵	دیوان غالب -
عمر	دیوان سخن دہلوی علی قاسم	عمر	دیوان امیر - موسوم بہ لؤلؤ الغیب
عمر	کاغذ سفید کندہ -	۱۲	دیوان خواجہ میر درد
عمر	کاغذ رسمی -	۱۲	دیوان بہار عرب -
۵	اکسیر سخن -	۱۰	بہارستان سخن -
۵	دیوان شہیدی -	۱۲	دیوان لطف -
۴	ریاض اکبر -	۱۳	دیوان نیاز -
عمر	گلہ ستہ حفیظ اللہ خان	۴	شرح یوسفی دیوان حافظ -
عمر	ترجمہ شرح قصائد عرفی مترجمہ	۶	دیوان نعت سروری
۸	مولوی ابوالحسن	۵	دیوان جرار
عمر	دیوان سحر سامری حصہ اول	۱۲	دیوان عاشق
۴	دوم یکجائی -	۱۳	دیوان ضامن
عمر	دیوان نعتیہ -	۹	منظر عشق معروف بہ دیوان قاتی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان عیسی معروف به تمکین مفت	۸	حکیم احمد الدین -	۸
دیوان مردان صفی اردو -	۵	کلیات مرزا بیدل - شامل حدیث کتاب	۵
شرح قصاید بدر جارج اردو -	۵	دیوان بیدل -	۱۳
بهار سخن بطور گلدسته	۵	دیوان عرفی شیرازی	۱۲
دیوان مناجات خیر البشر	۲	کلیات جامی -	۸
زو سائین مجمع البحرین فارسی		کلیات نظم غالب دهلوی	۸
و اردو قصائد -	۵	کلیات غلام امام شید	۵
کلیات و دوا دین و قصاید فارسی		انتخاب مجموعه دوا دین عناصر	۲
		حضرات امیر خسرو	۵
دیوان شمس تبریز متوسط قلم	۴	کلیات صائب	۱۲
کلیات عراقی -	۱۲	انتخاب دیوان صائب	۸
دیوان ناصر علی سرسندی	۵	کلیات حزین	۱۲
دیوان حافظ محشی جلی قلم محوره		کلیات ظهیر فاریابی	۱۴
نشی شمس الدین	۲	دیوان ظهیر فاریابی	۶
دیوان حافظ متوسط قلم محوره		طبقات نذوقه شیخ سعدی	۱۱
نشی جلالا پیرشاد -	۵	قصاید شیخ سعدی	۱۳
شرح دیوان حافظ -	۵	دیوان حضرت احمد جام -	۹
دیوان نعمت خان عالی -	۵	دیوان حضرت خواجہ حسین الدین چشتی	۴
دیوان خواجہ قطب الدین حکیمارکامی	۱۰	دیوان حضرت غوث الاعظم -	۲
		رباعیات عمر خیام -	۵

